بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیادگار: حضور حافظِ ملت علامہ شاہ الحاج عبدالعزیز قدس سرہٗ بانی الجامعۃ الاشرفیہ

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی اور علمی ترجمان

ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور

زیرِ سرپرستی:

عزیزِ ملت حضرت علامہ شاہ الحاج عبدالحفیظ صاحب قبلہ

سربراہِ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ

محرم الحرام ۱۴۳۸ھ

اکتوبر ۲۰۱۶ء

جلد نمبر ۴۰ شمارہ ۱۰

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: مبارک حسین مصباحی

نائب مدیر: محمد طفیل احمد مصباحی

منیجر: محمد محبوب عزیزی

تزئین کار: مہتاب پیامی

مجلسِ مشاورت

مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی

مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی

مولانا محمد ادریس بستوی مصباحی

مولانا عبدالمبین نعمانی مصباحی

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ

دفتر ماہنامہ اشرفیہ، مبارکپور

اعظم گڑھ یو۔پی۔ ۲۷۶۴۰۴

THE ASHRAFIA MONTHLY

Mubarakpur. Azamgarh

(U.P.) India. 276404

قیمت عام شمارہ: 20 روپے

سالانہ: 200 روپے

چیک اور ڈرافٹ

بنام

مدرسہ اشرفیہ

بنوائیں

کوڈ نمبر ——— 05462

دفتر ماہنامہ اشرفیہ ——— 250149

الجامعۃ الاشرفیہ ——— 250092

دفتر اشرفیہ ممبئی فون/فیکس 23726122

سری لنکا، بنگلادیش، پاکستان، سالانہ

500 روپے

دیگر بیرونی ممالک

20 $ امریکی ڈالر £ 15 پونڈ

نوٹ: آپ ماہنامہ اشرفیہ ہر ماہ انٹرنیٹ پر بھی پڑھ سکتے ہیں۔

http://www.aljamiatulashrafia.org E.mail: ashrafiamonthly@gmail.com

مولانا محمد ادریس مصباحی نے نشاط آفسیٹ پریس سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ سے شائع کیا۔

مشمولات

اداریہ	مبارک پور میں جشن رحمۃ للعالمین کانفرنس	مبارک حسین مصباحی	۳
	تحقیقات		
فقہی تحقیق	تعددِ جمعہ وعیدین کا شرعی حکم	مفتی عبد الحق رضوی	۸
	فقہیات		
آپ کے مسائل	کیا فرماتے ہیں............	مفتی محمد نظام الدین رضوی	۱۴
	نظریات		
فکر امروز	مشاجراتِ صحابہ اور عقیدۂ اہلِ سنت وجماعت	مولانا زین العابدین اشرفی	۱۶
	اسلامیات		
شعاعیں	جانوروں کے شرعی احکام فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں	مولانا محمد شاہد القادری	۱۹
پیغامات	امام احمد رضا کی وصیتیں	ڈاکٹر حامد علی علیمی	۲۳
	شخصیات		
انوارِ حیات	شیخ الاسلام سید محمد مدنی اشرفی بحیثیت مفسر قرآن (آخری قسط)	پروفیسر غلام یحییٰ انجم مصباحی	۲۷
	قادیانیات		
آئینۂ وطن	قادیانیت کے بڑھتے قدم اور ہماری سرد مہری	مولانا توفیق احسن برکاتی	۳۴
	نسوانیات		
بزمِ خواتین	دنیا میں انسان کی پہلی درس گاہ	عبد المجید محامد رضوی مصباحی	۳۷
	بزمِ دانش		
فکر ونظر	عاشورۂ محرم اور چہلم شریف میں مسلمان کیا کریں؟	مولانا محمد عبد المبین نعمانی/مولانا محمد علی قاضی مصباحی	۳۹
	ادبیات		
گوشۂ ادب	مولانا نعیم الدین نعمت، حیات اور شاعری	محمد ولی اللہ قادری	۴۴
نقد ونظر	مصباحی قاعدہ	مبصر: سید محمد نظر عالم قادری سیوانی	۴۹
خیابانِ حرم	حمد ونعت	ڈاکٹر شاداب ذکی بدایونی/نورؔ فتح پوری/مولانا شاکر علی رضوی/محمد علی صدیقی شیداؔ	۵۰
	مکتوبات		
صدایے بازگشت	محمد نوید سرور قادری مصباحی/ڈاکٹر ظہور احمد دانش/جاوید عنبر مصباحی		۵۱
	سرگرمیاں		
رودادِ چمن	الجامعۃ الاشرفیہ میں تقریبِ تقسیمِ انعامات		۵۳
خیر وخبر	بنگلور میں جلسہ بعنوان قرآن شریف کے غلط ترجموں کی نشان دہی/دار العلوم فیضِ عام نوری نگر میں ایک اہم نشست		۵۵

مبارک پور میں جشن رحمۃ للعالمین کانفرنس

حضرت نعیمِ ملت کو سلسلہ عالیہ قادریہ منوریہ اور سلسلہ چشتیہ اشرفیہ کی خلافت واجازت

مبارک حسین مصباحی

مبارک پور اپنے علم وفضل اور اپنے شعر وادب میں ملک اور بیرون ملک مشہور و مقبول ہے۔ جامعہ اشرفیہ مبارک پور دینی علوم وفنون کی مختلف جہات میں افراد سازی کا مثالی کارنامہ انجام دے رہا ہے۔ بیرونی تعاون کے ساتھ اہل مبارک پور بھی دین و سنیت کی خدمات میں بلندیوں پر فائز ہیں۔ اس بگڑے دور میں بھی باشندگان مبارک پور بڑی حد تک سیرت و اخلاق میں بھی اپنی شناخت رکھتے ہیں۔ جہاں تک ہمارا مشاہدہ ہے کہ یوپی کا کوئی دوسرا اتنا بڑا قصبہ چندہ دینے میں اس کے برابر نہیں، یہ سب فیضان ہے جلالۃ العلم حضرت حافظِ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی کی تعلیم وتربیت کا، اکابر اہلِ سنت کے فیوض وبرکات آج بھی اس پر جاری ہیں علم وفضل کے اس گلزار میں حضور حافظ ملت کا مزارِ اقدس اس وقت بھی مرجعِ خلائق ہے۔ ان کے فیضانِ کرم کا چشمہ جامعہ کے صحن میں ابل رہا ہے۔ ان کی روحانی نگہ بانی میں یہ چمنِ مصطفےٰ ﷺ مسلسل پھل پھول رہا ہے اور مختلف گوشوں میں تعمیر وترقی کے مراحل طے کر رہا ہے۔

۱۹ر ستمبر ۲۰۱۶ء میں نمازِ عشا کے بعد ”جشن رحمۃ للعالمین کانفرنس“ کا انعقاد ہوا، محلہ پرانی بستی، لال کنواں، لال چوک میں اس کانفرنس کا اہتمام اسی محلے کی تنظیم حسانِ رسول نے کیا۔ اس کے اہتمام میں محلے کے نوجوانوں اور بڑوں نے بڑے جوش وخروش کے ساتھ حصہ لیا مجلسِ شوریٰ جامعہ اشرفیہ کے رکن اور تنظیم حسان رسول کے ذمہ دار الحاج اسرار الحسن صاحب سے ہم نے چند ذمہ داروں کے نام دریافت کیے تو ان کا جواب تھا، ”حضرت! یہ ہرگز نہیں ہوگا، اگر چند کے نام آگئے تو دیگر حضرات کو شکایت ہوگی“۔ خیر ہم نے اس وقت ان کی بات تسلیم کرلی۔

تلاوت، ترانۂ تنظیم کے بعد قاری غیاث الدین مبارک پوری نے نعت پاک پیش کی، کانفرنس کی سرپرستی شہزادۂ حافظِ ملت حضرت عزیزِ ملت علامہ شاہ عبد الحفیظ عزیزی سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ فرما رہے تھے، جب کہ منصبِ صدارت پر شیخ الجامعہ سراج الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی جلوہ گر تھے۔ نظامت کے فرائض حضرت مولانا قیصر اعظمی انجام دے رہے تھے۔

مبارک حسین مصباحی کے نام کا اعلان ہوا۔ ہم نے حکم کے مطابق خطاب شروع کیا، ہمارا موضع تھا ”وما ارسلنٰك الا رحمة للعٰلمين“ ہم نے پہلے تو عرب وعجم کی بداعتقادیوں اور بداعمالیوں پر روشنی ڈالی اور چند ممالک کا نام لے کر وہاں کی مذہب بیزاریوں، غیر انسانی کرتوتوں اور کفر وشرک میں ڈوبی ہوئی بداعمالیوں کا نقشہ پیش کیا، ہم نے اپنی گفتگو میں اس دور میں مظلوم غلاموں، ستم رسیدہ باندیوں، حالات کی ماری بیواؤں، مردہ شوہروں کے ساتھ نذرِ آتش کی جانے والی دلہنوں اور زندہ درگور کی جانے والی عرب کی بچیوں کی چیخوں کو بیان کیا۔ ان سب کے دل کی آواز یہی تھی کہ اے ہمارے خالق ومالک کسی رحمتوں کی حامل شخصیت کو جلوہ گر فرمادے۔

ہم نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اٹل فیصلے کے ساتھ اپنے محبوب ترین آخری پیغمبر کو مبعوث فرمایا اور ارشادِ الٰہی ہوا کہ: اے محبوب! ہم نے آپ کو تمام جہانوں کو لیے رحمت بناکر مبعوث فرمایا۔ ہم نے سیرت رسول ﷺ کے رحمت بھرے اقوال وافعال پیش کرنے کی سعادت حاصل کی، صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عشق انگیز اور حیرت انگیز واقعات پیش کیے اور اس کے بعد خانقاہوں کے رحمت و نور میں ڈوبے ہوئے احوال سامنے رکھے۔

ہم نے حضرت عزیز ملت کی عشق وعمل سے لبریز زندگی پر روشنی ڈالی اور حضرت قادری میاں کے حوالہ سے بیان کیا کہ حضرت جب لکھنؤ میں اعلیٰ عصری تعلیم حاصل کرکے جامعہ اشرفیہ آئے تو وہ ظاہری طور پر ہم سے جونیئر تھے مگر اپنے کردار وعمل میں ہم سے حد درجہ بلند تھے، ہم نے حضرت کے والد ماجد اشرف الصوفیا حضرت علامہ سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کے تعلق سے بیان کیا کہ وہ علم واخلاق میں بلند ترین منصب پر فائز تھے، ملاقاتوں کا نیاز تو بار بار حاصل ہو چکا تھا مگر ایک بار سیدنا حضرت مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس کے موقع پر کچھوچھہ مقدسہ میں ملاقات کے

لیے حاضر ہوا تو حضرت نے بے پناہ شفقت و محبت کا مظاہرہ فرمایا اور ہزار کوشش کے باوجود بھی اس دن واپس نہیں آنے دیا، ان کی محبتوں اور ذرہ نوازیوں کی داستانیں آج بھی ذہن میں تازہ ہیں۔

مشہور شاعر حضرت قاری محمد اشہر عزیزی نے اپنے خصوصی انداز میں ہدیۂ نعت شریف پیش کیا۔

اسٹیج پر مدعو اکابر و علما موجود تھے۔ اب کانفرنس کے خصوصی مہمان پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ جلال الدین اشرف اشرفی الجیلانی (حضور قادری میاں) کو مدعو کیا گیا۔ آپ باضابطہ رشد و ہدایت کے منصب پر جلوہ گر ہوئے، آپ کا موضوع تھا" والشمس تجری لمستقر لھا" آپ نے اس اہم موضوع پر اپنے مخصوص لب و لہجے میں خطاب فرمایا، آپ نے موضوع کے کثیر نکات انتہائی علمی اور فکری انداز میں ارشاد فرمائے۔ آپ نے رحمت دو جہاں حضور ﷺ کے فضائل و مناقب عصر حاضر کے مسائل کی روشنی میں بیان فرمائے۔ آپ نے دین و سائنس کی روشنی میں مقامات مصطفی ﷺ کو بیان فرمایا اور اسی کے ساتھ تصوف و روحانیت کے عشق انگیز گوشوں پر بھی روشنی ڈالی۔

آپ نے آخر میں سامعین سے ارشاد فرمایا کہ اب تمام سامعین چند لمحوں کے لیے دو زانو بیٹھ جائیں اور آنکھیں بند کر کے اپنے گناہوں کا محاسبہ کیجیے اور گناہوں پر استغفار کیجیے۔ اس روحانی منظر سے مجمع کی فضا بدل چکی تھی۔ آپ نے استغفار کے جملے تمام سامعین سے کہلوائے۔ آپ نے حدیث رسول ﷺ کو پیش فرمایا: "التائب من الذنب کمن لا ذنب له" آخر میں آپ نے تنظیم حسان رسول کے ذمہ داروں پر نگاہ کرم فرمائی اور تمام سامعین کو خیر خواہی کی دعا دیتے ہوئے اپنی کرسی سے نیچے تشریف لائے۔

اس کے بعد حضرت قادری میاں دامت برکاتہم العالیہ نے عزیزی دولھا نعیم ملت حضرت علامہ شاہ محمد نعیم الدین عزیزی کو سلسلہ عالیہ چشتیہ اشرفیہ اور سلسلہ عالیہ قادریہ منوریہ معمریہ کی خلافتیں اور اجازتیں عطا فرمائیں۔ اپنے دست مبارک سے تاج اشرفی حضرت نعیم ملت کے سر اقدس پر رکھا اور اپنا خاص جبہ شریف پیش کیا۔ اور عربی میں اپنا خلافت نامہ عطا فرمایا۔ جو حسب ذیل ہے:

بسم الله الرحمن الرحيم

سند الخلافت والاجازت

الحمد لله الذى سارت همم اوليائه فى الارض و ملكوت السمٰوٰت من الكون الى الاكوان واعتكفت هموم‌هم بالواحد الحنان المنان الذى لا موجود غيره فى عالم الغيب ولامكان فلا يزال منهم كل يوم من يتمّم محاسن الاخلاص و بصائر العرفان بالتجليات من الكشف والعيان داعيا للخلق الى الله يخرجهم من الظلمات الى النور و يقربهم بالرب الغفور فى كل اٰن والصلاة والسلام الاتمّان الاكملان على النبى الرحمة شفيع الامة المخصوص بخلافة ربه فى مقام البيعة سيدنا و مولانا محمد انسان العيون و عين عيون الانسان خليفة الاعظم الىٰ كافة ما يكون وما كان وعلىٰ خلفاءه الراشدين الّذين فازوا كل مقام الدين المرضىٰ وصعدوا امعارج الفضل والاحسان وعلىٰ اٰله و خلفه الذين يدعون ربّهم بالغداة والعشى وسعدوا فى مناهج الصدق والايقان . اما بعد! فيقول عبده الاضعف السيد **جلال الدين اشرف** الاشرفى الجيلانى اصلح الله تعالىٰ حاله و احسن عاقبته و مآله. ان الدعوة الى الواحد العلّام من ارفع طرق الاسلام و اوثق عروة الايمان التّام. رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا. رَبَّنَا وَاجْعَلْ نَارَ النّفس علىٰ عِبَادِكَ بَرْدًا وَّسَلَامًا . ثمّ انّ الا عز التقى النقى العالم الباذل الصادق الطالب المرضىّ المتوجه الى الله تعالىٰ **محمد نعيم الدين** عزيزى اشرفى لما صح تقواه و طلب الاجازة والخلافة منا واستوفر الحظّ عن صحبتنا توجته بتاج الخلافة واجزت له فى السلسلة العٰلية الاشرفية بانهٗ اذا استقام علىٰ اتباع سيد الكائنات عليه افضل الصلوٰة والتسليمات واخلص الاوقات للطاعات وراق عن هواجس النفس والخطرات و اعرض عن الدنيا واسبابها ولم يركن الىٰ ابنائها و ابوابها و نقطع من الوساوس بالكليّة و اشرق فى قلبه الانوار القدسية والاسرار المكوتية وفتح باب النعم فى التفريعات الالٰهية و ان يتوج بتاج الخلافة للطالبين الصادقين و يلقن التوبة للمريدين المخلصين و ياخذ البيعة علىٰ يديه من طلب منه

الطریق البین ویجلسھم فی الاربعین و یعم برکات الذکر والفکر والمراقبة والشغل والورد النصح لکافّة المحبین کما اجازنی والبسنی لباس الخلافة وتوجنی بتاج السعادة واعطانی ما اعطانی ابی الکریم شیخ المشائخ اشرف الاولیاء العلامة السید **محمد مجتبیٰ اشرف** الاشرفی الجیلانی رضی اللہ عنه وارضاہ عنا ھو مجاز عن شیخنا شیخ المشائخ مرشد الانام حاج الحرمین الشریفین شبیه غوث الثقلین سیدنا و مولانا اعلی الحضرة السید الشاہ ابو احمد **علی حسین** الاشرفی الجیلانی صاحب السجادة الاشرفیة رضی اللہ عنه و ارضاہ عنا و کما اجازنی والبسنی لباس الخلافة وتوجنی بتاج السعادة عمی الکریم شیخ المشائخ اشرف العلماء العلامة السید **محمد حامد اشرف** الاشرفی الجیلانی رضی اللہ عنه و ھو مجاز عن ابیه و شیخه شیخ المشائخ تاج الاصفیاء العلامة السید **محمد مصطفیٰ اشرف** الاشرفی الجیلانی رضی اللہ عنه و ھو مجاز عن شیخنا شیخ المشائخ مرشد الانام حاج الحرمین الشریفین العالم الربانی ابن شبیه غوث الثقلین سیدنا و مولانا ابو المحمود السید الشاہ **احمد اشرف** الاشرفی الجیلانی رضی اللہ عنه وھو مجاز عن ابیه و شیخه بسنده الشریف المتصل الیٰ غوث العالم تارک السلطنة السمنانیة سلطان المملکة الرّبانیة محبوب یزدانی المخدوم السلطان السید **اشرف جھانگیر** السمنانی السامانی رضی اللہ عنه و ارضاہ عنی فی السلاسل العلیة القادریة الجشتیة النقشبندیة وغیرھا من سلاسل اولیاء اللہ تعالیٰ خصوصاً فی السلسلة القادریة المنوریة التی تلیھا الواسطة فی السّلاسل الموجودة القادریة فنذکر اسماء اکابرھم لیکون وسیلة الاصاغر ما وصل الیٰ ھذا الفقیر المعترف بذنبه عن شیخ الطریقة الشیخ **محمد امیر الکابلی** رحمة اللہ علیه عن شیخ الکاملین **عبد الکریم** الملقب بصاحب جی المعروف بملا اخو فقیر را مفوری عن سید السادات سیدنا السید **منور المعمر** الا له آبادی وھو بوسیلة حضرة **شاہ دولہ** خلیفة غوث الثقلین سیدنا الشیخ **عبد القادر الجیلانی** رضی اللہ عنھم الیٰ حضرة النبی الکریم علیه الصلاة والتسلیم وغیرھا من السلاسل العلیة العظیمة والشجرات العظیمة سندی الیٰ حضرة النبی الکریم الرؤف العزیز الرحیم. شَجَرَۃٌ طَیِّبَۃٌ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُھَا فِیْ السَّمَآءِ. و آخر دعوانا ان الحمد للہ راب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ اعظم خلفائه سیدنا محمد نبی الانبیاء والحمد للہ ربّ العالمین.

سید جلال الدین اشرفی جیلانی عفی عنه. ١٦ ذی الحجه شریف ١٤٣٧ھ

اس وقت پوری فضا عشق و محبت میں ڈوب چکی تھی، ہر طرف نعروں کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ تنظیم حسان رسول نے حضرت نعیم ملت کے لیے ایک "گولڈ میڈل" تیار کرایا تھا۔ حضرت عزیز ملت اور حضرت قادری میاں کے ہاتھوں یہ حضرت نعیم ملت کو پیش کیا گیا۔ اسی دوران ناظم اجلاس نے اعلان فرمایا اور راقم مبارک حسین مصباحی نے تنظیم حسان رسول کی جانب سے حسب ذیل سپاس نامہ پڑھنا شروع کیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سپاس نامہ بہ تقریب خلافت نامہ

بموقع جشن رحمۃ للعالمین کانفرنس

۱۶؍ ذی الحجہ ۱۴۳۷ھ/۱۹؍ ستمبر ۲۰۱۶ء- محلہ لال کنواں، پرانی بستی، مبارک پور

بخدمت عالی وقار نبیرۂ حضور حافظ ملت حضرت نعیم ملت علامہ شاہ محمد نعیم الدین عزیزی دامت برکاتہم العالیہ

بفضلہٖ تعالیٰ آج مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی یاد میں "جشن رحمۃ للعالمین کانفرنس" منعقد کرکے ہم اپنی غلامی کا ثبوت پیش کر رہے ہیں، ہر طرف مسرت و شادمانی کا نور برس رہا ہے، مبارک پور کی دو چیزیں بڑی مشہور ہیں، بنارسی ساڑیوں کی تیاری اور دوسری عالمی شہرت یافتہ درس گاہ "الجامعۃ الاشرفیہ"، مشائخ عظام نے اس مرکز علم و فن کو ہمیشہ دعاؤں میں یاد رکھا اور خاص طور پر جلالۃ العلم حضور حافظ ملت حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی نے اپنے خون جگر سے اسے پروان چڑھایا۔

مقام مسرت ہے کہ اخلاص و عمل کے پیکر، جانشین حضور حافظ ملت، حضرت عزیز ملت علامہ شاہ عبدالحفیظ مصباحی سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک

پور مسند سرپرستی پر جلوہ گر ہیں، آج کی یہ کانفرنس حضرت ہی کے فیضان کرم سے اپنی تمام تر کامیابیوں کے ساتھ بلندیوں کی جانب بڑھ رہی ہے۔

آج کانفرنس کے خصوصی خطیب ایشیا و یورپ کے عظیم مرشد گرامی، خانوادۂ کچھوچھہ مقدسہ کے چشم و چراغ حضرت علامہ سید شاہ جلال الدین اشرف اشرفی الجیلانی دامت برکاتہم القدسیہ (حضور قادری میاں) ہیں۔ آپ کی آمد سے پیاسی آنکھوں کو تسکین مل گئی، آپ نے اپنے علمی جواہرات اور روحانی فیوضات سے اس بزم مقدس کو روشن و منور کر دیا ہے۔

تنظیم حسان رسول مشن لال چوک، مبارک پور کی جانب سے ہم مبارک بادیوں کے پھول نچھاور کرتے ہیں، حضور قادری میاں کی مقدس شخصیت پر کہ انھوں نے ہمارے مخدوم مکرم حضرت نعیم ملت علامہ شاہ محمد نعیم الدین عزیزی کو خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کو عمر خضر عطا فرمائے، اور ان دونوں کے روحانی فیوض و برکات سے ایک عالم کو شاد کام فرمائے۔ آمین۔

حضرت قادری میاں دامت برکاتہم العالیہ سے ہمارے محلے کا رشتہ کوئی نیا نہیں ہے، بلکہ دورِ طالب علمی میں وہ اسی محلے میں قیام و طعام فرماتے ہوئے تعلیم حاصل کرتے رہے اور تعلیم سے فراغت کے بعد سال میں ایک بار اس علاقے کا دورہ فرماتے رہے ہیں۔ آپ کے دادا جان تاج الاصفیا حضرت سید مصطفیٰ اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ، والد گرامی وقار اشرف الاولیا حضرت سید مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور چچا جان اشرف العلما حضرت سید حامد اشرف اشرفی الجیلانی بانی و شیخ الحدیث دار العلوم محمدیہ ممبئی، ان سب کی نوازشات ہم اور ہمارے مبارک پور پر بھرپور رہی ہیں۔

حضرت قادری میاں کو ان بزرگوں اور دیگر اکابر نے بھی متعدد خلافتوں سے سرفراز فرمایا ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ آپ کے پر دادا اعلیٰ حضرت شیخ الشیوخ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی علیہ الرحمۃ نے ۱۹۳۵ء میں دار العلوم اشرفیہ مبارک پور کا سنگ بنیاد چاندی کی کرنی سے رکھا اور یادگار تاریخی جملے ارشاد فرمائے۔

حضور قادری میاں کی ولادت باسعادت ۲۵ر محرم الحرام ۱۳۸۳ھ کو کچھوچھہ مقدسہ میں ہوئی۔ ابتدائی دینی اور عصری علوم کے بعد اعلیٰ عصری تعلیم کے لیے "لکھنؤ یونیورسٹی" تشریف لے گئے، اس کے بعد آپ خاکِ ہند کی سب سے بڑی دینی درس گاہ "الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور" تشریف لائے، اس طرح آپ نے دینی علوم و فنون میں تکمیل کی۔ فراغت کے بعد آپ مسلسل دعوت و تبلیغ اور رشد و ہدایت کے میدانوں میں مصروف کار ہو گئے۔ آپ نے روحانی لالہ زاروں کی خوشبوؤں کو بد اعتقادی کے بیابانوں میں پہنچایا۔ آپ نے ملک اور بیرون ملک دین و تصوف کے فروغ کے بہت سے اہم کارنامے انجام دیے ہیں۔

تارک السلطنت حضرت سید مخدوم اشرف سمنانی کچھوچھوی قدس سرہ العزیز کے شیخ و مرشد شہنشاہ حقیقت و معرفت حضرت سید شاہ علاء الحق پنڈوی قدس سرہ العزیز کی شخصیت ہے۔ آپ کا مزار پر انوار پنڈوہ شریف، ضلع مالدہ، مغربی بنگال میں ہے۔ وہاں آپ کی سربراہی میں مخدوم اشرف مشن کے ذریعہ روحانی اور تعلیمی نظام آگے بڑھ رہا ہے۔

حضرت نعیم ملت ایک جواں سال فاضل روزگار ہیں، عالم باعمل اور صوفیِ باصفا ہیں، آپ کے اخلاق اور تقویٰ شعاری کے چرچے ملک کے اکثر گوشوں میں سنے جا سکتے ہیں۔ آپ کی علمی اور سنجیدہ خطابت مقبولیت کی بلندیوں پر ہے۔ موضوعات کا تنوع، فکر انگیز دلائل، نتیجہ خیز شواہد آپ کی خطابت کے لازمی عناصر ہیں، مشکل ترین احوال اور پیچیدہ معاملات کو مسکراتے ہوئے حل کر دینا آپ کا خاص وصف ہے۔ آپ اپنے کردار کی ہر دلعزیزی اور بلند اخلاقی کی وجہ سے ملک اور بیرون ملک معروف و مقبول ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت بھوجپور ضلع مراد آباد میں ۴ر مئی ۱۹۷۳ء ہوئی، حضور حافظ ملت نے آپ کے کانوں میں اذان و اقامت پڑھی اور اس ولی کامل نے آپ کو بے شمار دعاؤں سے سرفراز فرمایا۔ آپ نے جنوری ۱۹۹۴ء میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے سندِ فضیلت حاصل فرمائی، اس دن سے لے کر آج تک آپ ایک استاذ کی حیثیت سے اس جامعہ میں خدمت انجام دے رہے ہیں۔ آپ کے اصل جوہر جامعہ کے نظم و ضبط کے مواقع پر اجاگر ہوتے ہیں۔ علما و مشائخ سے ملاقاتوں کا انداز بھی صد قابلِ تحسین ہوتا ہے اور عوام و خواص سے حسنِ سلوک کے طریقے بھی یادگار ہوتے ہیں۔ آج ایک زمانہ آپ کی فکری بلندی، نیک عملی، اور دور اندیشی سے حد درجہ متاثر ہے۔ اس سے قبل بھی آپ کو خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ، خانقاہ عالیہ چشتیہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ اور خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ عزیزیہ مبارک پور سے خلافتیں مل چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے روحانی فیوض و برکات سے برستے بادلوں کی طرح ہر طرف ہریالی پیدا فرمائے۔

گلوں پہ دب نہ سکی جس کی بوئے پیراہن — جمال اس کا چھپائے گی کیا بہارِ چمن

ہم ان تمام علما و مشائخ اور اہلِ مبارک پور کے شکر گزار ہیں جنھوں نے اپنے تعاون اور اپنی تشریف آوری سے کانفرنس کو کامیاب بنانے میں حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل ہم سب کو شاد کام فرمائے اور دین وسنیت کا سچا خادم بنائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

از: تنظیم حسان رسول مشن، لال چوک، لال کنواں، پرانی بستی، مبارکپور، اعظم گڑھ (یوپی)

آخر میں سرپرست اجلاس شہزادۂ حافظ ملت عزیزلت حضرت علامہ شاہ عبدالحفیظ عزیزی سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مائک پر جلوہ بار ہوئے، آپ نے خطبہ مسنونہ کے بعد تنظیم حسان رسول کو مبارک بادیوں سے سرفراز فرمایا۔ کانفرنس کی کامیابی پر ایک نگاہ ڈالی اور اس کے بعد سامعین کو دین و سنیت پر مضبوطی سے قائم رہنے کی گذارش فرمائی۔ آپ نے سامعین کو تمام فرائض اور خاص طور پر نمازوں کی پابندی کا خدائی حکم یاد دلایا۔ آپ نے حضور ﷺ کی سنتوں پر چلنے اور تمام برائیوں سے بچنے کا حکم دیا۔ صلاۃ وسلام کے بعد حضرت عزیز ملت ہی کی دعاؤں پر کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

کانفرنس میں حضرت علامہ نصیر الدین عزیزی، حضرت مولانا عبدالحق رضوی، حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی، حضرت مفتی بدر عالم مصباحی، حضرت مفتی نسیم احمد مصباحی، حضرت مولانا نعیم اختر، حضرت مولانا محمد محبوب عزیزی وغیرہ موجود تھے۔ ☆☆

محلہ کٹرہ مبارک پور میں جلسۂ سیرت النبی ﷺ

برائے ایصال ثواب الحاج محمد یونس انصاری مرحوم

یہ تو آپ بخوبی جانتے ہیں کہ مخیرِ دین وملت الحاج محمد یونس انصاری مرحوم ۲؍ اگست ۲۰۱۶ء بشب ۸؍ بج کر ۱۰؍ منٹ پر اس دنیا سے رخصت ہو گئے تھے، ان کی دینی، ملی، سیاسی اور سماجی خدمات مبارک پور اور قرب وجوار میں معروف تھیں، وہ اور ان کا خاندان جامعہ اشرفیہ کا بہت بڑا معاون ہے۔ اس گھر کی خصوصیت یہ رہی ہے کہ جب تک جامعہ اشرفیہ کی رسید نہیں کٹ جاتی ہے رمضان المبارک میں کسی دوسرے مدرسے کو چندہ نہیں دیتے ہیں۔ ان کے وصال کے بعد مبارک پور کی متعدد انجمنوں نے ان کے ایصالِ ثواب کے لیے پروگرام کرائے اور راقم تقریباً تمام پروگراموں میں شریک رہا۔

۱۱؍ ستمبر ۲۰۱۶ء ان کے چہلم کی تاریخ طے پائی، محلہ کٹرہ میں باضابطہ پروگرام نمازِ عشا کے بعد شروع ہوا، تلاوت کلامِ ربانی اور نعت مصطفیٰ ﷺ کے بعد حضرت مفتی بدر عالم مصباحی کا خطاب ہوا، اجلاس کا اہم اور خصوصی خطاب خطیب الہند حضرت مولانا عبید اللہ خاں اعظمی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے غم واندوہ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: محب گرامی وقار الحاج محمد یونس مرحوم سے ہمارے قدیم روابط تھے۔ ہمیں جب ان کے انتقال کی خبر ملی تو ہم نے گہرے رنج وغم کا اظہار کیا، ہم ان کی دینی، ملی اور سماجی خدمات کو خوب جانتے ہیں، ہم ان کی خدمات سے بے حد متاثر ہیں، وہ حضور حافظ ملت کے حد درجہ شیدائی تھے۔ ان سے جب ملاقات ہوتی حافظِ ملت کا ذکرِ خیر ہو ہی جاتا تھا۔ ان کے برادران نے جب ہم سے اس پروگرام کا ذکر کیا تو ہم نے عرض کیا ہم ان شاء اللہ ضرور شرکت کریں گے۔

موصوف کے خطاب کا موضوع "موت" تھا، آپ نے قرآن واحادیث کی روشنی میں فلسفۂ موت پر خطاب فرمایا اور اچھی اور بری موت پر بھی گفتگو فرمائی۔ آپ نے فرمایا: محترم المقام الحاج محمد یونس انصاری کی موت ایک اچھے انسان کی موت تھی، آپ نے فرمایا کہ الحاج محمد یونس مرحوم سیاسی، دینی، ملی اور سماجی خادم تھے وہ حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ اور حضرت عزیز ملت سے بے پناہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے، اسی لیے وہ جامعہ اشرفیہ کی خدمات میں بھی قلبی سکون محسوس کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر وشکر کی توفیقِ خیر عطا فرمائے۔

آخر میں صدر اجلاس شہزادۂ حافظِ ملت حضرت عزیز ملت دامت برکاتہم العالیہ مائک پر جلوہ گر ہوئے، آپ نے الحاج محمد یونس انصاری مرحوم کا غم میں ڈوب کر ذکرِ خیر فرمایا اور ان کی خدمات پر مختصر روشنی ڈالی، صلاۃ وسلام کے بعد حضرت عزیز ملت نے ان کے لیے دعاے مغفرت فرمائی، آپ نے عہدِ حاضر کے مہلک احوال اور عالمی مسلمانوں کے حفظ وامان کے لیے دعا فرمائی، آپ نے مرحوم کے وارثین اور متعلقین کے لیے صبر وشکر کی دعا فرمائی۔

اجلاس میں صدر العلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی، سراج الفقہا حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی وغیرہ علما زینت اسٹیج تھے، جب کہ منتظمین میں الحاج محمد مظہر، الحاج محمد مونس، الحاج عبد المجید اور دیگر برادران تھے اور الحاج صوفی محمد نظام الدین، الحاج عطاء اللہ، عالی جناب محمد واصف اور عالی جناب عبد الوحید عرف جمن وغیرہ بھی تھے۔ ***

فقہی تحقیق

تعددِ جمعہ و عیدین کا شرعی حکم

مفتی عبدالحق رضوی

کیافرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ عروس البلاد ممبئی ہندوستان کا سب سے بڑا شہر ہے جس کی آبادی بہت ہی کثیر اور گھنی ہے اور بفضلہ تعالی مسلمانوں کی تعداد بھی بہت اچھی خاصی ہے لیکن مسلمانوں کی آبادی کے تناسب سے مسجدیں کم ہیں، پنج وقتہ نمازوں کی جماعت میں تو نہیں لیکن جمعہ وعیدین میں نمازیوں کی کثرت اور اژدہام کی وجہ سے ایک مرتبہ میں محلہ کے سارے لوگوں کا نماز جمعہ وعیدین ادا کرلینا بہت ساری مساجد میں ممکن نہیں ہے، جب تک کہ دو مرتبہ یا تین مرتبہ جماعت جمعہ وعیدین نہ ہو اس وقت تک جمعہ وعیدین مسلمان ادا ہی نہیں کر سکتے ہیں، اسی ضرورت اور مجبوری کے پیش نظر تعدد جمعہ وعیدین مسجد واحد میں ادا کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب۔ المستفتی: محمد منظور احمد مصباحی

استاذ و مفتی جامعہ قادریہ اشرفیہ، سونا پور ممبئی ۲۵/ جولائی ۲۰۱۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

جمعہ شعائر اسلام سے ہے اور جامع جماعات ہے اور بہت سی مسجدوں میں ہونے سے وہ شوکت اسلامی باقی نہیں رہتی جو اجتماع میں ہوتی ہے، جمعہ میں ایک مذہب قوی یہ ہے کہ شہر بھر میں ایک ہی جگہ ہو سکتا ہے۔ اور بعض نے دو جگہ کی اجازت دی اور بعض نے بیچ میں نہر فاصل ہونے کی شرط کی ہے، لیکن دفع حرج اور ضرورت کی وجہ سے مفتی بہ جواز تعدد ہے۔ تو خواہ مخواہ جماعت پراگندہ کرنا اور محلہ محلہ جمعہ قائم کرنا نہ چاہیے، اس سے معلوم ہوا کہ اصل مقصود و مطلوب شرع یہی ہے کہ جمعہ شہر میں صرف ایک جگہ قائم ہو تاکہ مسلمانوں کا عظیم اجتماع ہو جس سے شوکت اسلامی کا خوب خوب اظہار ہو سکے۔ لیکن دفع حرج ومشقت اور ضرورت شدیدہ کے پیش نظر مفتی بہ جواز تعدد ہے اور جو چیز ضرورتاً ثابت ہوتی ہے وہ بقدر ضرورت ہوتی ہے لہٰذا ہمیشہ یہ ملحوظ رہنا چاہیے کہ ہمارے فقہاے کرام نے جہاں پر کسی دینی ضرورت کے پیش نظر کوئی حکم دیا ہے اس میں حد ضرورت سے تجاوز کرنا ہر گز درست نہ ہوگا۔ لما عرف من القاعدة المطردة الفقهية بل والعقلية إن ما كان بضرورة فقدر بقدرها.

اس تمہید کے بعد صورت مستفسرہ کے تعلق سے کلام شروع کر رہا ہوں۔ وما توفيقي إلا بالله العزيز الحكيم.

خادمان فقہ پر پوشیدہ نہیں ہے کہ جمعہ وعیدین کے لیے شرائط وجوب اور شرائط صحت یکساں ہیں۔

تنویر الابصار و در مختار میں ہے:

”تجب صلاتهما فی الأصح على من تجب عليه الجمعة بشرائطها المتقدمة سوى الخطبة، فإنها سنة بعدها“.

اس کے تحت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

(قوله بشرائطها) متعلق بتجب الأول، والضمير للجمعة، وشمل شرائط الوجوب وشرائط الصحة“.

(ج:۱،ص:۵۵۵)

جمعہ وعیدین کی امامت مثل نماز پنج گانہ نہیں کہ جسے چاہیے امام کر دیجیے بلکہ اس کے لیے شرط لازم ہے کہ امام ماذون من جہت سلطان الاسلام ہو بلاواسطہ یا بالواسطہ۔

مجدد اعظم اعلی حضرت قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

”صحتِ جمعہ کی شرائط سے ایک یہ بھی ہے کہ بادشاہ اسلام یا اس کا مامور اقامت کرے یعنی سلطان خود یا اس کا ماذون خطبہ پڑھے، امامت کرے اور جہاں یہ صورت متعذر ہو جیسے ان بلاد ہندوستان میں کہ ہنوز دار الاسلام ہے، وہاں بضرورت نصب عامہ کی اجازت ہے، یعنی عام مسلمین جسے امام مقرر کر لیں۔ (فتاوی رضویہ، ج:۳،ص:۶۹۱)

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"ہاں جہاں ماذون سلطان نہ باقی ہو، وہاں بضرورت اقامت شعار اجتماع مسلمین کو قائم مقام اذن سلطان قرار دیا ہے، یعنی مسلمان متفق ہو کر جسے امام جمعہ مقرر کر لیں وہ مثل امام ماذون من السلطان ہو جائے گا۔"

در مختار میں ہے:

"نصب العامة الخطيب غير معتبر مع وجود من ذكر، أما مع عدمهم فيجوز للضرورة."

(فتاوی رضویہ، ج:۳،ص: ۷۰۸)

ہمارے فاضل سائل نے تعدد جمعہ وعیدین کے تعلق سے جو سوال کیا ہے کہ مسلمانوں کی کثرت اور اژدہام کی وجہ سے ایک مرتبہ میں سارے مصلیان مسجد کا نماز جمعہ وعیدین ادا کر لینا ہرگز ممکن نہیں، تاوقتیکہ دو یا چند بار جماعت نہ کی جائے، کیوں کہ بعض مساجد میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ سارے نمازی ایک مرتبہ میں جمعہ وعیدین ادا کر سکیں۔

مذکورہ بالا صورت میں تعدد جمعہ وعیدین کی اجازت ہے۔ شریعت مطہرہ کا مشہور قاعدہ ہے "الضرورات تبيح المحظورات" لیکن ایک مسجد میں دو یا چند بار جمعہ وعیدین کی جماعت جائز و درست ہونے کے لیے ضروری ہے کہ مسجد کے ارباب حل وعقد وٹرسٹیان پہلے ہی سے حسب ضرورت دو یا چند امام جمعہ وعیدین مقرر کر دیں، مقرر کردہ امام ہی نماز پڑھائے کوئی دوسرا نہ پڑھائے اور مقرر کردہ دونوں اماموں میں جب ایک امام نماز پڑھائے تو دوسرا امام پہلی جماعت میں شریک نہ ہو۔ اور دوسری جماعت جو بعد میں ہونے والی ہے وہ اس کی امامت کرے۔

فتاویٰ رضویہ سے ایک فتویٰ مع سوال وجواب ہدیہ ناظرین ہے:

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عید گاہ میں ایک دن ایک ہی خطبہ سے دو امام نے دو جماعت سے نماز پڑھائی، ان میں سے پہلے امام نے مع خطبہ کے نماز پڑھائی اور ثانی نے بدون خطبہ کے نماز ادا کی، اب دونوں جماعتوں کی نماز جائز ہوئی یا نہیں؟ الی آخرہ۔

الجواب: اگر دونوں امام ماذون باقامتِ نماز عید تھے تو دونوں نمازیں جائز ہو گئیں اگرچہ امام دوم نے ترک سنت کیا کہ عیدین میں خطبہ سنت ہے۔ فرض وشرط نہیں تو اس کا ترک موجب ناجوازی نہ ہو گا البتہ موجب اساءت وکراہت ہے۔

فی الدر المختار: "تجب صلاتهما على من تجب عليه الجمعة بشرائطها المتقدمة سوى الخطبة، فإنها سنة بعدها". وفی رد المحتار: قال في البحر: حتى لو لم يخطب أصلا صح و أساء لترك السنة. فی التنویر: تودی بمصر بمواضع اتفاقا. واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی رضویہ، ج:۳، ص:۸۰۳)

توجہ فرمائیں! سوال ہو رہا ہے کہ ایک عید گاہ میں ایک دن ایک ہی خطبہ سے دو امام نے دو جماعت نماز عید پڑھائی، جواب میں مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ ارشاد فرما رہے ہیں:

" اگر دونوں امام ماذون باقامت نماز عید تھے تو دونوں نمازیں جائز ہو گئیں" البتہ دوسرے امام نے خطبۂ عید نہ پڑھا اور عیدین میں خطبہ سنت، اور ترک سنت موجب اساءت وکراہت ہے۔

خدام فقہ پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جب عیدین کی جماعت متعدّد بار ایک ہی دن ایک ہی عید گاہ یا مسجد میں ضرورت کی وجہ سے جائز ہے اس شرط کے ساتھ کہ دونوں امام عام مسلمانوں کی جانب سے اقامت نماز عیدین کے لیے مقرر کردہ ہوں تو جمعہ کا بھی یہی حکم ہو گا، کیوں کہ عیدین وجمعہ کب جائز اور درست ہوں گے اور کب جائز و درست نہ ہوں گے۔ دونوں کی شرطیں یکساں اور برابر ہیں جیسا کہ ماقبل میں اس کی صراحت گزر چکی ہے۔

بعض علمائے اہل سنت سے ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ کچھ اہل علم ایک ہی مسجد میں تعدد جمعہ وعیدین کے عدم جواز کا قول کرتے ہیں لہٰذا دفع خلجان کے لیے ہماری درج ذیل تحریر پوری توجہ سے ملاحظہ فرمائیں۔ ان شاء اللہ حق واضح ہو گا۔

شاید ان اہل علم کو فتاوی رضویہ کی مندرجہ ذیل عبارتوں سے دھوکا ہوا ہے:

(۱) "تو حق یہ ہے کہ اس مسجد میں در کنار کسی دوسری مسجد میں بھی جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو خواہ مکان یا میدان میں کسی جگہ یہ لوگ (یعنی جن چند آدمیوں کی نماز جمعہ چھوٹ گئی ہے) جمعہ نہیں پڑھ سکتے ہیں بلکہ اپنی ظہر تنہا تنہا پڑھیں"۔ (ج:۳،ص:۶۹۰)

(۲) "مفتی بہ جواز تعدد ہے مگر یہ تعدد کہ ایک ہی دن ایک ہی مسجد میں دس بار امامت جمعہ ہو کہ جیسے دو ویسی ہی سو، یہ بلا شبہ ابتداع فی الدین ہے۔" (ج:۳،ص:۶۹۱)

(۳) ایک مسجد میں تکرار نماز جمعہ ہرگز جائز نہیں۔ اس کے چند سطر بعد ہے: اور مسجد واحد کے لیے وقت واحد میں دو امام کی ہرگز ضرورت نہیں تو جب پہلا امام معین جمعہ ہے، دوسرا ضرور اس کی لیاقت سے دور ومہجور۔ تو اس کے پیچھے نماز جمعہ باطل ومحذور۔ البتہ اگر امام معین نے براہ شرارت، خواہ اپنی کسی حاجت کے سبب جلدی

کی اور وقت معہود سے پہلے معدودے چند کے ساتھ نماز پڑھ لی، عامہ جماعت مسلمین وقت پر حاضر ہوئی، تواب ظاہراً مقتضائے نظر فقہی یہ ہے کہ انھیں جائز ہو کہ دوسرے شخص کو باتفاق عام مسلمین امام مقرر کریں اور نماز جمعہ پڑھیں۔" (ج:۳،ص:۷۰۸)

مذکورہ بالا عبارتیں یا ان جیسی دیگر عبارتوں کا محمل یہ ہے کہ جہاں ایک امام جمعہ پہلے سے مقرر ہے اور وقت پر نماز جمعہ باجماعت ادا کی جاچکی ہے اور صرف چند لوگوں کی نماز جمعہ چھوٹ گئی ہے اور وہاں پر کوئی اور مسجد نہیں۔ جہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہو وہاں جاکر جمعہ کی نماز ادا کرنا ممکن ہو سکے اور باقی ماندہ لوگوں میں کوئی بھی مقرر کردہ امام نہیں ہے مقرر کردہ امام سب پڑھ چکے تو ان باقی ماندہ لوگوں پر لازم ہے کہ تنہا تنہا ظہر کی نماز ادا کریں۔

اور اگر صورت حال یہ ہو کہ جہاں مسلمانوں کی اتنی کثرت ہے کہ وہ سب بیک وقت مسجد میں سما ہی نہیں سکتے اور اسی مجبوری اور ضرورت کے پیش نظر ٹرسٹیان مسجد نے پہلے ہی سے دو امام جمعہ وعیدین مقرر کر رکھا ہے تو بلا شبہہ جائز ہے۔

فتاوی رضویہ سے نقل کردہ تیسرا اقتباس بنظر غائر دیکھیں!

اعلی حضرت قدس سرہ کا ارشاد: اور مسجد واحد کے لیے وقت واحد میں دو امام کی ہرگز ضرورت نہیں، یعنی مذکورہ بالا کلام (یعنی ایک مسجد میں تکرار جمعہ ہرگز جائز نہیں) اس صورت پر ہے جہاں ضرورت نہ ہو اور اگر ضرورت متحقق ہے جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو یقینا تعدد جمعہ وعیدین جائز ہوگا۔ اور اعلی حضرت خود اسی تیسرے اقتباس کے آخر میں ضرورت کے پیش نظر تعدد جمعہ کو نہ صرف جائز بلکہ اسی مسجد میں جس میں ایک مرتبہ جمعہ کی نماز ہو چکی ہے دوبارہ عام مسلمانوں کو جو باقی رہ گئے ہیں ان کو اپنا امام مقرر کر کے نماز جمعہ ادا کرنے کا حکم دے رہے ہیں۔ فللہ الحمد

ارشاد فرماتے ہیں:

مقتضائے نظر فقہی یہ ہے کہ انھیں جائز ہو (یعنی جن لوگوں کی نماز جمعہ چھوٹ گئی ہے) کہ دوسرے شخص کو باتفاق عام مسلمین امام مقرر کر لیں اور نماز جمعہ پڑھیں"۔ فللہ الحمد حمدا کثیرا.

اہل علم کی اس مقام پر خصوصی توجہ چاہوں گا کہ مسئلہ دائرہ میں جماعت مسلمین وقت پر جمعہ کے لیے حاضر ہوئی ہے یعنی جمعہ چھوٹنے میں ان کی کوتاہی کا دخل نہیں ہے۔ بلکہ امام کی شرارت یا اس کی ضرورت کی وجہ سے جمعہ چھوٹا ہے۔ ایسی صورت میں اعلی حضرت حکم دے رہے ہیں کہ باقی ماندہ لوگوں میں سے کسی کو اپنا امام جمعہ مقرر کرلیں اور نماز پڑھیں۔ یعنی مسئلہ دائرہ میں پہلے سے کوئی مقرر کردہ امام نہیں تھا کیوں کہ ضرورت کا تحقق تو جمعہ چھوٹنے کے بعد ہوا ہے اس لیے اسی وقت مسلمانوں کو اپنا امام مقرر کر کے جمعہ ادا کرنے کا حکم ہوگا۔ اور ممبئی وغیرہ شہروں میں پہلے سے ضرورت کا تحقق سب کو معلوم ہے کہ بعض مساجد میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ سارے لوگ بیک وقت جمعہ ادا کر سکیں اس لیے پہلے ہی سے چند امام حسب ضرورت مقرر کرلیں۔

سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعدد جمعہ وعیدین کب جائز ہے اور کب ناجائز ہے، اس بحث کی تحقیق و تنقیح کو اوج ثریا پر پہنچادیا ہے جس میں نہ مخالف کو مجال دم زدن اور نہ موافق کے لیے اضافے کی گنجائش۔

زیر بحث مسئلہ کے لیے **اعلی حضرت کا فیصلہ کن فتویٰ** نقل کر رہا ہوں۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں اگر ہلال شوال دن چڑھے تحقیق ہو اور بارش شدید ہو بعض اہل شہر نماز عید پڑھیں بعض بسبب بارش نہ پڑھیں تو جماعت باقی ماندہ دوسرے دن ادا کریں یا اب انھیں اجازت نہ دی جائے گی کہ نماز ہو چکی۔

اور قہستانی میں ہے:

إذا صلى الامام صلٰوته مع بعض القوم لايقضى من فاتت تلك الصلٰوة عنه لافى اليوم الاول ولامن الغد، انتهى بينوا توجروا.

الجواب: اللهم هداية الحق والصواب

صورۃ مستفسرہ میں جماعت باقی ماندہ بیشک دوسرے دن ادا کرے عید الفطر میں بوجہ عذر ایک دن کی تاخیر جائز ہے اور بارش عذر شرعاً مسموع۔

فی الدرالمختار: و تؤخر بعذر كمطرالى الزوال من الغد فقط، انتهى.

اور صلوٰۃ عید میں جواز تعدد متفق علیہ ہے بخلاف جمعہ کہ اس میں خلاف ہے اور راجح جواز۔

فی الدرالمختار تؤدى بمصر واحد بمواضع كثيرة اتفاقا .اه

تو ادائے بعض اہل شہر سے بعض دیگر کو دوسرے روز پڑھنا کیونکر ممنوع ہو سکتا ہے، کلام قہستانی وغیرہ اس صورت میں ہے جب عامہ اہل

بلد پڑھ لیں اور ایک آدمی باقی رہ جائے کہ نماز عید بے جماعت مشروع نہیں ناچار پڑھنے سے باز رہے گا، ہدایہ کی تعلیل اس پر صاف دلیل۔

”قال من فاتته صلٰوة العيد مع الامام لم يقضها لان الصلٰوة بهذه الصفة لم تعرف قربة الا بشرائط لا تتم بالمنفرد .اھ

اس کے چند سطر بعد ہے:

یا تو یہ معنی ہیں کہ امام معین ماذون من السلطان ادا کر چکا اور ان باقی ماندہ میں کوئی مامور نہیں، اقامت کون کرے، فاضل محقق حسن شرنبلالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں اس طرف ناظر:

”اذ قال من فاتته الصلٰوة فلم يدركها مع الامام لا يقضيها لانها لم تعرف قربة الابشرائط لاتتم بدون الامام اى السلطان اومامورہ .

اس لیے فاضل سید احمد مصری اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

أى وقد صلاها الامام اومامورہ فان كان مامورا باقامتها له ان يقيمها .اھ

أقول: وقد يشير اليه تعريف الامام فى عبارة النقاية المذكورة وغيرها كما لا يخفى على العارف باساليب الكلام.

بہر طور عبارت جامع الرموز سے بدیں وجہ کہ نماز ایک بار ہو چکی باقی ماندہ لوگوں کے لئے ممانعت تصور کرنا محض خطا۔

اقول: بلکہ اگر نظر سلیم ہو تو ہی عبارت بعینہا ما نحن فیہ میں جواز پر دال، کہ اس میں صرف دوسرے ہی دن کی نسبت ممانعت نہیں بلکہ جب امام جماعت کر چکے تو اس روز بھی نہ پانے والے کو منع کرتے ہیں

”حيث قال لا فى اليوم الاول ولا من الغد“

اور اول بیان ہو چکا کہ تعدد جماعت عیدین میں بالاتفاق جائز اور معلوم ہے کہ یہ تعدد تاخر سے خالی نہیں ہوتا اگر عبارت شرح نقایہ کے یہ معنی ہوتے کہ جب ایک جماعت پڑھ لے تو دوسروں کو مطلقاً اجازت نہیں تو یہ تعدد کیونکر روا ہوتا اور نماز عید کا بھی حکم اس امر میں اُس کے مذہب پر جو تعدد جمعہ روا نہیں رکھتا، مانند نماز جمعہ ہو جاتا یعنی جماعت سابقہ کی تو نماز ہوگئی باقی سب کی ناجائز۔

”كما فى الدرالمختار على المرجوح فى الجمعة لمن سبق تحريمته“

تو بالیقین معنی کلام وہی ہیں جو ہم نے بیان کئے اور قاطع شغب یہ ہے کہ در مختار میں در صورت فوات مع الامام تصریح کی:

لو امكنه الذهاب الى الامام الاخر فعل لانها تؤدى بمصر واحد بمواضع كثيرة اتفاقا .

حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے:

لوقدر بعد الفوات مع الامام على ادراكها مع غيره فعل للاتفاق على جواز تعددها .اھ

دیکھو نص فرماتے ہیں کہ امام کے پیچھے نہ پڑھے تو دوسرے امام کے پیچھے پڑھے اور حال عذر میں روز اول و دوم یکساں، آج پڑھے تو کل کون مانع، مگر یہ ضرور ہے کہ جو امام عیدین و جمعہ کے لئے مقرر ہوا سے بھی فوت ہوئی ہو کہ امامت کے لئے امام معین مل سکے اور اگر مقرر کردہ امام سب پڑھ چکے اور بعض لوگ رہ گئے تو یہ بیشک نہیں پڑھ سکتے نہ آج نہ کل۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب.

(فتاویٰ رضویہ، ج:۳، ص:۸۰۴-۸۰۵)

اللہ عزوجل سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کو اسلام اور مسلمین کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے کہ میں اپنی اس تحریر میں جو کچھ کہنا چاہتا تھا، آقائے نعمت، سیدی اعلیٰ حضرت نے اپنے فتویٰ مبارکہ کے اخیر کی چند سطروں میں وہ سب کچھ کہہ دیا۔ یعنی وہ مسلمان جو جمعہ و عیدین کی پہلی جماعت میں شریک نہیں ہو سکے ہیں اور ان باقی ماندہ لوگوں میں کوئی مقرر کردہ امام جمعہ و عیدین بھی ہے تو دوسری جماعت کی امامت وہی مقررہ امام جمعہ و عیدین کرے گا، اور گر مقرر کردہ سارے امام نماز پڑھ چکے ہیں تو ایسی صورت میں باقی ماندہ لوگ، اگر جمعہ ہے تو تنہا تنہا اپنی ظہر پڑھیں گے اور اگر عیدین ہے، اس کی قضا نہیں لہٰذا ترک واجب کی وجہ سے بارگاہ الٰہی میں توبہ و استغفار کریں گے۔ ہاں بہتر یہ ہے کہ یہ لوگ چار رکعت چاشت کی نماز پڑھیں۔

جیسا کہ در مختار میں ہے: ولا يصليها وحده إن فاتت مع الإمام ولو بالإفساد اتفاقا فى الأصح ولو أمكنه الذهاب إلى إمام آخر لأنها تؤدى بمصر واحد بمواضع كثيرة اتفاقا فإن عجز صلى أربعا كالضحىٰ.

اس کے تحت علامہ شامی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

كالضحىٰ أى استحبابا كما فى القهستانى.

(جلد اول، ص:۵۶۱)

هذا ما ظهر لى والعلم بالحق عند ربى عز وجل.

ایک اشکال اور اس کا حل

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ کے فتاویٰ فیض الرسول میں دو فتوے ہیں اور ان میں بظاہر تعارض ہے اس لیے پہلے مع سوال وجواب دونوں فتاویٰ کو نقل کر رہا ہوں تاکہ قارئین کرام کی مسئلہ کی حقیقت تک رسائی ممکن اور آسان ہو سکے:

مسئلہ ۱- ایک عید گاہ میں ایک ہی دن عید کی نماز دو اماموں نے دو خطبہ کے ساتھ جماعت سے پڑھائی یعنی عید کی نماز ایک ہی عید گاہ میں دوبار ہوئی۔ تو دونوں نمازیں جائز ہوئیں یا ایک ہی؟ اگر ایک ہی جائز ہوئی تو کون سی؟

الجواب: اگر دونوں اماموں کو عید کی نماز قائم کرنے کا اختیار تھا تو دونوں نمازیں جائز ہو گئیں۔ هكذا قال الإمام أحمد رضا البريلوى فى الجزء الثالث من الفتاوى الرضوية على صفحة ٨٠٣. وهو تعالى أعلم بالصواب.

کتبہ: جلال الدین احمد امجدی

(فتاویٰ فیض الرسول، ج:۱، ص:۴۳۰)

مسئلہ ۲- (۱) اگر کسی مسجد میں امام اول کی غیر موجودگی میں نماز پڑھانے کے لیے بحیثیت نائب امام ثانی مقرر ہو، (۲) امام اول میں جب کہ کوئی شرعی خرابی نہ ہو، تو اس کے نمازِ جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد امام ثانی کا اپنے چند ہمنواؤں کے ساتھ اسی مسجد میں دوبارہ نماز جمعہ قائم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: نماز جمعہ ہو جانے کے بعد پھر اسی مسجد میں دوبارہ نماز جمعہ قائم کرنا ہرگز جائز نہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

ایک مسجد میں تکرار نماز جمعہ ہرگز جائز نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:۳، ص:۷۰۸)

کتبہ: جلال الدین احمد امجدی۔۔ (فتاوی فیض الرسول، ج:۱، ص:۲۷۸)

أقول وهو المستعان: پہلا فتویٰ وہی ہے جس کو اپنے مدعی کے اثبات میں نقل کر چکا ہوں یعنی ایک ہی عید گاہ اور ایک ہی دن میں دو مرتبہ نماز عید ہوئی، تو دونوں جماعتیں درست ہوئیں یا نہیں؟

اس سوال کے جواب میں فقیہ ملت رقم طراز ہیں:

اگر دونوں اماموں کو عید کی نماز قائم کرنے کا اختیار تھا تو دونوں نمازیں جائز ہو گئیں، اس سے ثابت ہو گیا کہ عیدین کی متعدد جماعتیں درست ہونے کے لیے بنیادی شرط یہ ہے کہ دونوں امام اقامت عیدین کے لیے مقرر کردہ ہوں، تو تعدد عیدین عید گاہ یا مسجد میں اسی وقت درست ہو گی جب یہ شرط پائی جائے ورنہ نہیں۔ اور جس کو اللہ عزوجل نے کچھ بھی فہم وفراست عطا فرمایا ہے وہ اس بات کو بخوبی سمجھتا ہے کہ جب عیدین کے جواز وصحت کے لیے وہی شرطیں ہیں جو جمعہ کے لیے ہیں تو تعدد جمعہ فی المسجد الواحد شرط ضروری کے پائے جانے کے باوجود، کیوں کر نہیں درست ہوگا؟

دوسرا فتویٰ: اس کا ماحصل یہ ہے کہ سائل یہ پوچھ رہا ہے کہ ایک شخص نائب امام ہے جس کا تقرر ہی اس مقصد کے لیے ہوا ہے کہ جب اصل امام موجود نہ رہے تو اس کی نیابت میں امامت کرے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ نائب امام، امام مطلق نہیں جو اقامت جمعہ وعیدین میں مستقل ہو تو صورت مذکورہ میں نائب امام کو اقامت عیدین وجمعہ میں مستقل اختیار حاصل نہ ہوا بلکہ نائب کو صرف اصل کی غیر موجودگی میں اقامت جمعہ وعیدین کا اختیار ہے اور جب اصل امام موجود ہے اور اس نے جمعہ کی نماز پڑھا دی تو پھر نائب کو دوبارہ جمعہ قائم کرنے کی اجازت کیسے دی جا سکتی ہے؟

جو ذرا بھی عقل رکھتا ہے وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ نائب کی امامت مشروط تھی، اصل امام کی عدم موجودگی کے ساتھ، اور جب اصل امام موجود ہے اور اس نے نماز جمعہ پڑھا دی تو اس وقت نائب امام، امام ہی نہیں۔ ”إذا فات الشرط فات المشروط“ تو یہ ایسے ہی ہے کہ کسی مسجد میں امام مقرر نے جمعہ کی نماز پڑھا دی، اور اس کے بعد چند افراد مسجد میں آئے اور ان میں کوئی بھی مقرر کردہ امام نہیں ہے، اور ان میں سے کسی نے از خود نماز پڑھا دی تو بلا شبہہ یہ نماز جمعہ باطل ہوگی۔ اسی وجہ سے فقیہ ملت علیہ الرحمہ فرما رہے ہیں:

”نماز جمعہ ہو جانے کے بعد پھر اسی مسجد میں دوبارہ نماز جمعہ قائم کرنا ہرگز جائز نہیں“۔ لہٰذا دونوں فتوؤں میں کوئی تعارض نہیں اس لیے کہ پہلا فتویٰ جس میں تعدد عیدین کا جواز ہے وہ اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ دونوں امام اقامت عیدین کے لیے مستقلاً ماذون ومختار ہیں۔ اس لیے دونوں جماعتیں جو ہوئیں وہ دونوں درست ہیں۔

اور دوسرے فتوے میں فقیہ ملت کا ارشاد ”نماز جمعہ ہو جانے کے بعد پھر اسی مسجد میں دوبارہ نماز جمعہ قائم کرنا ہرگز جائز نہیں“۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ مسئلہ دائرہ میں دونوں امام اقامت جمعہ وعیدین کے لیے ماذون ومختار نہیں ہیں بلکہ ماذون ومختار تو صرف پہلا امام ہے اور دوسرے امام کا تقرر تو صرف اس مقصد کے لیے ہوا ہے کہ اصل امام کی عدم موجودگی میں نماز پڑھا دیا کرے۔

اور جب اصل امام نے جمعہ کی نماز پڑھا دی تو پھر نائب امام کو

دوبارہ جمعہ قائم کرنے کا ہر گز ہر گز کوئی اختیار نہ رہا، لہٰذا اس نے دوبارہ جو جمعہ پڑھایا، ضرور بالضرور ناجائز و باطل ہوگا۔

اہل علم بخوبی سمجھ رہے ہیں کہ عدم جواز کی وجہ امام ثانی کا ماذون و مختار نہ ہونا ہے اور جواز تعدد دونوں اماموں کے ماذون و مختار ہونے کی صورت میں ہے۔ لہٰذا فقیہ ملت کے فتاویٰ میں نہ کوئی تعارض ہے اور نہ ہی کوئی اشکال۔ فللّٰہ الحمد

حضرت فقیہ ملت کے فتویٰ کی بنیاد پر ممبئی یا اس جیسے دیگر شہروں میں تعدد جمعہ وعیدین کے عدم جواز کا فتویٰ نہیں دیا جا سکتا، کیوں کہ حضرت فقیہ ملت علیہ الرحمہ نماز جمعہ ہو جانے کے بعد پھر اسی مسجد میں دوبارہ جمعہ قائم کرنے کو اس صورت میں ناجائز قرار دے رہے ہیں جب کہ امام ثانی کو نماز جمعہ پڑھانے کے لیے جماعت مسلمین نے مقرر نہ کیا ہو اور وہ محض شرارت نفس اور مقرر کردہ امام کی دشمنی کی وجہ سے نماز جمعہ ہو جانے کے بعد دوبارہ اسی مسجد میں جمعہ قائم کرے اس کو حضرت فقیہ ملت نے ناجائز قرار دیا ہے۔ اور ممبئی وغیرہ میں جہاں مسلمانوں کی کثرت کی وجہ سے مسجد میں سارے مصلیان کی گنجائش نہ ہو، اس لیے دوبار یا سہ بار جمعہ پڑھنے پر لوگ مجبور ہیں۔

اسی ضرورت کے پیش نظر پہلے ہی سے ذمہ داران مسجد نے حسب ضرورت متعدّد اماموں کو مقرر کر دیا ہے اور وہی مقرر کردہ امام جمعہ وعیدین پڑھاتے ہیں۔ یہ بلا شبہہ جائز ہے اور حضرت فقیہ ملت کے فتویٰ کا کوئی تعلق ممبئی وغیرہ کے تعدد جمعہ وعیدین سے نہیں ہے۔ اللہ عزوجل صحیح سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مذکورہ بالا بحثوں سے ثابت ہو گیا کہ اگر صورت حال یہ ہے کہ جہاں مسلمانوں کی اتنی کثرت ہو کہ وہ سب بیک وقت مسجد میں سما ہی نہیں سکتے، اس مجبوری کے پیش نظر مسجد کے ارباب حل وعقد نے پہلے ہی سے حسب ضرورت دو یا چند امام جمعہ وعیدین مقرر کر رکھا ہے۔ انھیں مقرر کردہ اماموں نے متعدّد بار مسجد یا عیدگاہ میں جمعہ وعیدین کو پڑھایا اس شرط کے ساتھ کہ دوسری یا تیسری جماعت کا پڑھانے والا امام پہلے کی جماعت میں شریک نہ ہوا ہو تو تعدد جمعہ وعیدین شرائط مذکورہ کے ساتھ "الضرورات تبیح المحظورات" اور دفع حرج کی وجہ سے جائز و درست ہے۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب وإلیه المرجع والمأب، وما توفیقی إلا باللہ وهو العزیز الحکیم۔

****

(ص:۱۸ کا بقیہ)... کسی بھی صحابی کی جانب خطائے فاحش کو منسوب کرنا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ وہ سب اپنے عمل میں مجتہد تھے اور رضائے الٰہی کے خواہاں تھے، وہ تمام حضرات ہمارے امام ہیں، ہم کو ان کے مابین ہونے والے مشاجرات کے متعلق خاموشی کا حکم دیا گیا ہے، صحبت کی حرمت اور نبی ﷺ کے منع کرنے کی بنیاد پر ہم ان کا ذکر خیر کے ساتھ ہی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو بخش دیا ہے اور اپنی خوشنودی کی خوشخبری بھی دی ہے۔ (تفسیر القرطبی ۱۶/۳۲۱)

بدر الدین عینی حنفی (وفات: ۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

"صحابہ کے مابین جو جنگیں ہوئیں اس میں اپنی زبان خاموش رکھنا، ان کے متعلق حسن ظن رکھنا اور اس کی اچھی تاویل کرنا ہی اہل سنت وجماعت کا مذہب وموقف ہے"۔ (عمدۃ القاری: ۱/۲۱۲)

ابن حجر عسقلانی (وفات: ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

کسی صحابی پر طعن وتشنیع نہ کرنا اور ان کی خطا کو خطائے اجتہادی سمجھنا ہی علمائے اہل سنت وجماعت کے نزدیک مجمع علیہ ہے۔ (فتح الباری: ۱۳/۳۴)

ابن ابی العز دمشقی حنفی (وفات: ۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

ہم تمام صحابہ کے متعلق اچھا ہی کہتے ہیں، "اے ہمارے رب ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دلوں میں مومنوں کے لیے حسد وکینہ نہ رکھ بے شک تو بڑا مہربان رحم فرمانے والا ہے" اور وہ فتنے جو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ایام خلافت میں ظہور پذیر ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو ان سے محفوظ رکھا لہٰذا ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ وہ اپنے فضل وکرم سے ہماری زبانیں بھی اس سے محفوظ رکھے۔ (شرح العقیدۃ الطحاویہ: ۱/۳۲۰)

لہٰذا آج عوام اہل سنت وجماعت پر یہ لازم وضروری ہے کہ قرون اولیٰ کے مشاجرات کے متعلق اپنی زبانیں خاموش رکھیں، ان کی محبت ومودت سے اپنے قلب حزیں کو راحت وسکون بخشیں، تاکہ دونوں عالم میں سرخروئی سے بہرہ ور ہو سکیں۔ اسی لیے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "اذا اراد اللہ برجل من امتی خیرا القی حب اصحابی فی قلبه" جب پروردگار عالم میرے کسی امتی سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے دل میں میرے صحابہ کی محبت ڈال دیتا ہے۔

(تاریخ اصبہان: ۱/۴۶۷- کنز العمال: ۱۱/۵۳۲)

آپ کے مسائل

مفتیِ اشرفیہ مفتی محمد نظام الدین رضوی کے قلم سے

زید کے کفریہ اقوال وافعال کا شرعی حکم

(۱) زید نے اپنی بیوی کو ماں کہہ کر کئی مہینوں تک بلایا اور کئی مہینوں تک جدا رہا۔(۲) اپنی تین بالغہ لڑکیوں کو بہن کہہ کر بلایا۔(۳) اپنے بیٹوں کو باپ کہہ کر پکارا۔(۴) زید نے بابا دھام کا سفر کیا اور کانور اپنے کندھوں پر لے کر چلا اور کئی مہینوں تک پیلا کپڑا پہن کر گاؤں کا چکر لگایا۔(۵) ۲۴/گھنٹہ اپنی زبان سے بولتا رہتا ہے کہ داڑھی والے جھوٹے ہوتے ہیں، مولانا لوگوں کو میں نہیں مانتا، اس دین کو میں نہیں مانتا ہوں وغیرہ وغیرہ۔ ایسی صورت میں زید کے بارے میں شریعتِ مطہرہ کا کیا حکم ہے، قرآن و احادیث اور فقہ اسلامی کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔ بینوا و توجروا۔

الجواب

زید کے جو اقوال وافعال سوال میں درج ہیں ان کی بنا پر اسلام سے اس کا رشتہ ٹوٹ گیا کہ دوسرے مذہب کے مذہبی شعار و رسوم کو اپنانا کفر ہے اور علمائے دین سے دین کے عقائد واحکام بتانے کی وجہ سے بغض رکھنا بھی کفر ہے اور ان کے بتائے ہوئے دین، دینِ اسلام کو ماننے سے انکار بھی کفر ہے۔ اس کے اقوال میں کچھ احتمال بھی ہے، لیکن قرائن احوال شاہد ہیں کہ اس کی مراد معنی کفر ہی ہے، اس لیے زید پر فرض ہے کہ مسلمانوں کے مجمع میں اعلانیہ اپنے کفری اقوال وافعال سے توبہ کرے، نادم ہو اور کلمہ پڑھ کر داخلِ اسلام ہو۔ شادی ہو چکی ہو تو پھر سے نکاح بھی کرے، اسلامی شعار کو اپنائے اور نمازوں کی پابندی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

زید نے اپنی بیوی ہندہ کے نام .L.I.C کی قسطیں جمع کیں اب وہ مرحومہ ہوگئی، اب واپسی فنڈ کا حق دار کون ہے؟

(۱) زید نے اپنی بیوی ہندہ کے نام سے .L.I.C میں کوئی پالیسی نکلوائی تھی، ہندہ کے انتقال پر .L.I.C میں سے رقم آئی ہے تو رقم کا حق دار زید ہے یا مرحومہ کے ورثہ؟

(۲) خالد لوگوں کو ایک حکیم سے دوائی لینے کا مشورہ دیتا رہتا ہے، لوگ وہاں سے دوائی لیتے رہتے ہیں، اس پر حکیم زید کو طے شدہ کمیشن دیتے رہتے ہیں تو یہ لین دین جائز ہے یا نہیں؟

(۳) میں اپنے نابالغ بچوں کے نام پر بینک میں رقم جمع کراتا رہتا ہوں، اس رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں؟

(۴) خالد نے زید کو اپنی کپڑے کی دوکان پر بٹھایا اور منافع میں شریک کیا تو کیا یہ مشارکت جائز ہے یا نہیں، اگر نہیں تو جائز ہونے کی کیا کیا صورتیں ہوں گی؟

(۵) زید ایک مسجد کا امام ہے جو کسی دار العلوم کا چندہ اپنے مقتدیوں سے وصول کرتا رہتا ہے اور اس پر طے شدہ کمیشن لیتا ہے، اگر لوگوں کو کمیشن خوری کا علم ہو جائے تو زید کو چندہ نہ دیں تو زید کا اس طرح رقم کمانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

زید نے اگر قسط کے روپے ہندہ کے ہاتھ میں دے دیے، پھر ہندہ نے یا ہندہ سے لے کر زید نے لائف انشورنس کارپوریشن میں قسط جمع کی اور اسی طور پر ہندہ کی وفات تک ساری قسطیں جمع ہوتی رہیں تو .L.I.C کی رقم ہندہ کا ترکہ ہے، جس میں اس کے سارے وارثین کا اپنے اپنے شرعی حصے کے مطابق حق ہے اور اگر زید ہندہ کے ہاتھ میں قسط کے روپے دیے بغیر خود سے روپے جمع کرتا رہا تو خاص اس صورت میں .L.I.C کے روپے ہندہ کا ترکہ نہیں، بلکہ وہ زید کی ملک ہیں، جیسا کہ پہلے بھی اسی کی ملک تھے تو خاص صورت میں اس روپے میں ہندہ کے دیگر وارثین کو کچھ بھی نہ ملے گا۔

واقعہ یہ ہے کہ ہندہ کے نام .L.I.C میں روپے جمع کرنا شرعی نقطۂ نظر سے ہبہ ہے اور ہبہ سے ملکیت موہوب لہ کے قبضہ کے بعد ثابت

ہوتی ہے، پہلی صورت میں ہندہ موہوب لہا قبضہ کرکے مالک ہو چکی تھی، اس لیے اس میں اس کے وارثین کا حق ثابت ہوا، اور دوسری صورت میں اس نے قسط کے روپے پر قبضہ ہی نہیں کیا، اس لیے نہ وہ ان روپیوں کی مالک ہوئی نہ اس میں اس کے وارثین کا کوئی حق۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) کمیشن ایک قسم کی اجرت ہے اور اس وقت اسی کا چلن زیادہ ہے، صرف مشورہ دینے پر اجرت لینا دینا جائز نہیں کہ یہ کوئی ایسا کام نہیں جس پر اجرت لی جائے، فقہا نے صرف مشورہ پر اجرت لینا دینا ناجائز قرار دیا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) ان رقوم کے مالک نابالغ بچے ہیں اور نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوئی، جیسے نماز فرض نہیں ہوئی، ہاں وہ جیسے جیسے بالغ ہوتے جائیں گے ان پر زکاۃ فرض ہوتی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) ملازم شریک نہیں ہوتا، اجیر ہوتا ہے، زید نے جب دوکان پہ رہ کر صرف کام کیا ہے تو خالد اس کو اجرت دے، نفع میں شرکت کی ایک صورت عقد مضاربت کی ہے۔ مگر سوال سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں خالد اور زید کے درمیان مضاربت کا عقد نہیں ہوا، مضاربت کی تفصیل کتب فقہ میں ہے، اگر خالد اپنے زید کے باہمی معاہدے کی پوری تفصیل لکھے تو بتایا جاسکتا ہے کہ یہ عقد مضاربت ہے یا نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) وصول کی ہوئی رقم سے کمیشن لینا دینا ناجائز ہے، ہاں اگر یہ چندہ کرکے دار العلوم میں اسے جمع کردے پھر انتظامیہ اجرت کے فنڈ سے اسے کمیشن دیں اور وہ کمیشن شریعت کی بیان کردہ مقدار تک ہو تو یہ جائز ہے، تحقیق کے لیے کتاب "تحصیلِ صدقات پر کمیشن کا حکم" مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سنی مسلمان کا دیوبندی رشتہ دار سے تعلق کا حکم

زید اپنے آپ کو سنی مسلمان کہتا ہے اور پنج وقتہ نماز بھی سنی مساجد میں ہی ادا کرتا ہے اور بزرگانِ دین کے اعراس میں بھی حاضر ہوتا ہے، چندے کی رقم وغیرہ سنی مدارس و مساجد میں دیتا ہے، حتیٰ کہ تمام معاملات اہل سنت و جماعت کے مطابق کرتا ہے، جیسے میلاد شریف، قیام، گیارہویں شریف، نیاز فاتحہ وغیرہ۔

زید نے اپنی دو بیٹیوں کی شادی دیوبندیوں سے کی ہے اور زید اپنے ان دیوبندی رشتہ داروں سے کھلے عام راہ و رسم رکھتا ہے، موت مٹی میں ان کے یہاں شرکت بھی کرتا ہے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ:

(۱) کیا زید عند الشرع سنی صحیح العقیدہ مسلمان ہے یا نہیں؟

(۲) عوام و خواص سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں پر زید کے متعلق کیا حکم شرعی ہے؟ بینوا و توجروا۔

الجواب

میرا ایک قدرے مبسوط فتویٰ بنام "وہابی، دیوبندی مذہب کے عقائد و احکام" کا مطالعہ کریں تاکہ لوگوں کو اس طرح کے مسائل میں کوئی خلجان نہ رہے اور وہابیوں، دیوبندیوں کے عقائد باطلہ سے آگاہ ہوکر ان سے دور و نفور ہوں، عوام الناس کو پورے طور پر وہابی اور دیوبندی مذہب کی حقیقت معلوم نہیں، پھر واقع میں وہابی اور دیوبندی کون ہے، اس سے بھی لوگ کم آگاہ ہیں، اس بنا پر اختلاط جیسے قبائح وجود میں آتے ہیں، اس کے لیے صرف فتویٰ معلوم کرلینا کافی نہیں، بلکہ میدانِ عمل میں اتر کر تبلیغ بھی ضروری ہے، گھر گھر پہنچ کر لوگوں کو ان بدمذہبوں کے عقائد کفریہ و احکام سے آگاہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یو.کے. میں رائج تجہیز و تکفین کا شرعی حکم

یو.کے. میں مسلمانوں میں تجہیز و تکفین کے حوالے سے یہ رواج ہے کہ مساجد کی حدود میں سرد خانہ (Cold Room) میت کو غسل دینے کے لیے ایک غسل خانہ، میت کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک لے جانے کے لیے فیونیرل (Funeral) یعنی جنازہ کی گاڑی، تعزیت کے ختم کے لیے کمرہ و کچن کی ترکیب ہوتی ہے، ان تمام امور سے مساجد کو بہت فائدہ اور مسلمانوں کو بہت سہولت رہتی ہے، برائے کرم رہنمائی فرمائیں کہ شرعی طور پر ایسا کرنا کیسا ہے؟

(تحریک دعوت اسلامی یو کے میں اپنے مراکز میں مجلس تجہیز و تکفین کے تحت یہ سروس شروع کرنا چاہتی ہے، براہِ کرم رہنمائی سے نوازیں۔)

الجواب

خارج مسجد میں اجازت ہے اور حدودِ مسجد میں بعد تمامیِ مسجد ممنوع۔ كذا في الهنديه، ص: ٤٦٢، ج: ٢، الفصل الثاني في الوقت على المسجد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

—✻—✻—✻—

فکر امروز

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد قصاص کے معاملات میں

مشاجراتِ صحابہ اور عقیدۂ اہلِ سنت و جماعت

مولانا زین العابدین اشرفی

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی جماعت وہ مقدس جماعت ہے جن کی فضیلت میں اللہ رب العزت نے قرآن پاک کی آیتیں نازل فرمائیں، جن کی عظمت و فضیلت میں بے شمار حدیثیں آئیں، جن کی محبت کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی محبت اور جن سے بغض و عناد کو اپنی دشمنی قرار دی۔ جن کے بارے میں اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میرے صحابہ میری امت کے لیے امن و امان ہیں"۔ ایک حدیث میں ارشاد ہوا: "میری امت کے سب سے بہترین افراد وہ ہیں جو میرے زمانہ میں ہیں"۔ ایک روایت میں ہے: "میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں ان میں سے جن کی بھی تم اتباع کرو گے ہدایت یافتہ رہو گے"۔ شہاب الدین قرافی مالکی (وفات: ۶۸۴ھ) نے اپنی بے نظیر کتاب "الفروق" میں لکھا ہے:

" لَوْ لَمْ يَكُنْ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مُعْجِزَةٌ إِلَّا أَصْحَابُهُ لَكَفَوْهُ فِي إِثْبَاتِ نُبُوَّتِهِ "

اگر نبی ﷺ کا کوئی اور معجزہ نہ ہوتا تو یہ صحابۂ کرام کی مقدس جماعت ہی اثبات نبوت کے لیے کافی ہوتی۔ (الفروق: ۱۷۰/۴)

صحابی کی تعریف: جمہور محدثین کے نزدیک صحابی وہ خوش نصیب اور سعادت مند انسان ہے جسے نبی ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی، وہ ایمان لایا اور اس کا خاتمہ بھی ایمان پر ہوا۔

مشاجراتِ صحابہ کا مفہوم: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد قصاص عثمان کی بنیاد پر صحابہ کے مابین جو محاربات و منازعات اور جنگیں ہوئیں ان کو مشاجرات صحابہ کہا جاتا ہے۔

صحابہ کے متعلق اہلِ سنت و جماعت کا اجمالی موقف:

(۱) صحابہ کے درمیان جو مشاجرات ہوئے، ان میں دونوں جانب اکابر صحابہ تھے، اگر ایک طرف حضرت علی، حضرت عمار بن یاسر، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ تھے تو دوسری جانب حضرت عائشہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسی عظیم ہستیاں تھیں۔ اور ہر ایک صحابی حق تک پہنچنے کے لیے پوری جدوجہد، تگ و دو اور کوششِ بلیغ میں تھا۔

(۲) امتِ مسلمہ کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ ہر صحابی کا ذکر بھلائی کے ساتھ ہی کیا جائے گا۔

(۳) کسی بھی صحابی کی تنقیص شان موجب ضلالت ہے۔

مشاجراتِ صحابہ کے متعلق سلف کا موقف:

(۱) امام مالک بن انس (م: ۱۷۹ھ) (۲) شہاب بن خراش ابو الصلت واسطی (م: ۱۸۰ھ سے قبل) (۳) امام شافعی (م: ۲۰۴ھ) (۴) عبد اللہ بن سوّار قاضی بصرہ (م: ۲۲۸ھ) (۵) امام ابو جعفر طحاوی (م: ۳۲۱ھ) (۶) ابو الحسن اشعری (م: ۳۲۴ھ) (۷) ابو محمد حسن بن علی بربہاری (م: ۳۲۹ھ) (۸) ابو بکر آجُرّی بغدادی (م: ۳۶۰ھ) (۹) عبد اللہ بن ابی زید قیروانی مالکی (م: ۳۸۶ھ) (۱۰) ابن بَطہ عکبری (م: ۳۸۷ھ) (۱۱) ابو سلیمان خطّابی (م: ۳۸۸ھ) (۱۲) ابو بکر باقلانی (م: ۴۰۳ھ) (۱۳) ابن فورک انصاری اصبہانی شافعی (م: ۴۰۶ھ) (۱۴) ابو بکر خطیب بغدادی (م: ۴۶۳ھ) (۱۵) ابنِ عبد البر قرطبی (م: ۴۶۳ھ) (۱۶) حجۃ الاسلام امام غزالی (م: ۵۰۵ھ) (۱۷) ابو الحسین بن ابی یعلیٰ (م: ۵۲۶ھ) (۱۸) ابو بکر بن عربی اشبیلی مالکی (۵۴۳ھ) (۱۹) قاضی عیاض مالکی (م: ۵۴۴ھ) (۲۰) غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی (م: ۵۶۱ھ) (۲۱) ابن قدامہ مقدسی حنبلی (۶۲۰ھ) (۲۲) شیخ شہاب الدین سہروردی شافعی (م: ۶۳۲ھ) (۲۳) ابو عبد اللہ قرطبی (م: ۶۷۱ھ) (۲۴) امام محی الدین نووی (م: ۶۷۶ھ) (۲۵) ابن تیمیہ حرانی حنبلی (م: ۷۲۸ھ) (۲۶) ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ اشعری اندلسی (م: ۷۴۱ھ) (۲۷) شمس الدین ذہبی (م: ۷۴۸ھ) (۲۸) شمس الدین مقدسی صالحی حنبلی (م: ۷۶۳ھ) (۲۹) صلاح الدین خلیل بن احمد صفدی (م: ۷۶۴ھ) (۳۰) بدر الدین بن تقی الدین شبلی دمشقی حنفی (م: ۷۶۹ھ) (۳۱) ابن کثیر دمشقی (م:

۷۷۴ھ) (۳۲)سعد الدین تفتازانی(م:۷۹۱ھ) (۳۳) ابن ابی العزدمشقی حنفی (م:۷۹۲ھ)(۳۴)ابن ملقن سراج الدین شافعی (م:۸۰۴ھ)(۳۵) علامہ ابن حجر عسقلانی (م:۸۵۲ھ)(۳۶) علامہ بدر الدین عینی حنفی (م : ۸۵۵ھ)(۳۷)علامہ کمال الدین بن ہمام حنفی (م:۸۶۱ھ) (۳۸) ابو العباس شہاب الدین زَرُّوق (م: ۸۹۹ھ) (۳۹) شمس الدین سخاوی(م:۹۰۲ھ)(۴۰)احمد بن محمد قسطلانی (م:۹۲۳ھ)(۴۱)عبد الوہاب شعرانی(م:۹۷۳ھ) (۴۲) علامہ احمد بن حجر ہیتمی (م:۹۷۳ھ)(۴۳)مجددِ الف ثانی شیخ احمد سرہندی (م:۱۰۳۴ھ)(۴۴)علامہ برہان الدین لقانی مالکی (م: ۱۰۴۱ھ) (۴۵)اسماعیل حقی حنفی (م:۱۱۲۷ھ) (۴۶)محمد بن محمد حسینی دمیاطی اشعری شافعی (م:۱۱۴۰ھ)(۴۷)امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م:۱۱۷۶ھ) (۴۸)شمس الدین ابو العون سفارینی حنبلی (۱۱۸۸ھ) (۴۹) عبد العزیز بن احمد فرہاروی (م:۱۲۳۹ھ) (۵۰) یوسف بن اسماعیل نبہانی (م:۱۳۵۰ھ)۔

یہ سارے علما ،فقہا،ائمہ، صالحین اور مجتہدین اس بات کے قائل ہیں کہ مشاجراتِ صحابہ میں اپنی زبان کو روکنا اور ان کی خطا کو خطائے اجتہادی تصور کرنا ہی اہلِ سنت وجماعت کا موقف ہے۔

صحابہ کی شان میں زبانِ طعن دراز کرنا:

رسول اللہ ﷺ نے اپنی متعدّد حدیثوں میں صحابہ کو برا بھلا کہنے ،ان پر زبانِ طعن دراز کرنے اوران کو اذیت دینے سے منع فرمایا، صحابی کی محبت کو اپنی محبت فرمایا اور بھلائی کے ساتھ ان کا ذکر کرنے کا حکم دیا۔ امام بخاری اپنی صحیح میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:"میرے صحابہ کو گالی نہ دینا اس لیے کہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو وہ میرے کسی صحابی کے دیے ہوئے آدھا کلو خیرات کے برابر نہیں ہوسکتا"۔امام بیہقی "الاعتقاد" میں ،امام بغوی "شرح السنہ" میں اور ابن شبہ "تاریخ مدینہ "میں روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "میرے صحابہ کی تعظیم کرو کیوں کہ وہ تم میں سب سے افضل ہیں"۔امام ترمذی اپنی "جامع "میں ،امام احمد بن حنبل اپنی "مسند "میں ،ابونعیم اصبہانی "حلیۃ الاولیاء" میں اور ابن عساکر "معجم الشیوخ "میں نقل کرتے ہیں کہ آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:"اللہ اللہ میرے صحابہ ،تم لوگ میرے بعد انھیں نشانہ نہ بنانا، جس نے ان سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے میری عداوت میں ان سے بغض رکھا، جس نے انھیں اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ ربّ العزت کو اذیت دی اور جس نے اللہ کو اذیت دی قریب ہے کہ وہ اُسے اپنی گرفت میں لے لے"۔

ابن عدی جرجانی "الکامل فی ضعفاء الرجال "میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:"إِنَّ أَشْرَارَ أُمَّتِي أَجْرَؤُهمْ عَلَى صَحابَتِي"بے شک میری امت میں سب سے بدترین لوگ وہ ہوں گے جو میرے صحابہ پر جری وبے باک ہوں گے"۔ابوبکر باقلانی نے "الانصاف "میں، شیخ الاسلام زکریا انصاری نے "غایۃ الوصول "میں ، ملاعلی قاری نے "شرح الشفا"میں اور ابن اثیر جزری نے "النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر"میں نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:"إیاکُم وَمَا شَجَرَ بَيْنَ أَصْحَابِي"میرے صحابہ کے درمیان جو مشاجرات ہوئے ان سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ابوبکر عبد الرزاق صنعانی "الامالی فی آثار الصحابہ "میں، طبرانی اپنی "معجم کبیر "میں ،ابن عدی "الکامل فی ضعفاء الرجال "میں ،ابونعیم اصبہانی "حلیۃ الاولیاء "اور "تثبیت الامامۃ' ' میں اور ابو بکر بیہقی "القضاوالقدر "میں نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:"إِذَا ذُكِرَ أَصْحَابِي فَأَمْسِكُوا" جب بھی میرے صحابہ کا ذکر ہو تو اپنی زبان کو محتاط رکھو۔ابوبکر بن ابی شیبہ اپنی "مصنف "میں،ابوبکر بزار اپنی "مسند "میں اور علی بن جعد بغدادی اپنی "مسند "میں روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:"جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے"۔ابوعیسیٰ ترمذی نے "جامع ترمذی "میں اور طبرانی نے اپنی "معجم اوسط "میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :"جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو گالیاں دے رہے ہے تو کہو تمھارے شر پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو"۔ طبرانی اپنی "معجم کبیر "اور "معجم اوسط "دونوں میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"جس نے میرے صحابہ کے سلسلے میں میرا پاس ولحاظ رکھا وہ میرے حوض پر میرے ساتھ رہے گا اور جس نے میرا لحاظ نہیں رکھا تو قیامت کے دن مجھ کو دور ہی سے دیکھے گا"۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ صدرِ اول کے مشاجرات کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ جواب دیا کہ میں

وہی کہتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا''

اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لے آئے اور ہمارے دلوں میں مومنوں کے لیے حسد و بغض نہ پیدا کر۔ (الانصاف للباقلانی ۱/۲۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما میمون بن مہران سے فرماتے ہیں کہ اے میمون! سلف کو سبّ و شتم نہ کرو اور سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

(تاریخ الرقۃ:۱/۵۸۔ تاریخ دمشق لابن عساکر:۶۱/۳۴۹)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام (وفات:۱۴۸ھ) سے مشاجراتِ صحابہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: میں وہی کہتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ لَا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنْسَى''

اس کا علم میرے رب کے پاس کتاب میں ہے، میرا رب نہ بھٹکتا ہے اور نہ بھولتا ہے۔ (الانصاف للباقلانی ۱/۲۳)

حضرت عمر بن عبد العزیز (وفات:۱۰۱ھ) سے پوچھا گیا تو انھوں نے جواب دیا ''تِلْكَ دِمَاءٌ طَهَرَ اللهُ يَدِي مِنْهَا أَفَلَا أُطَهِرُ مِنْهَا لِسَانِي'' یہ ایسے خون ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ کو پاک رکھا تو کیوں نہ میں اپنی زبان بھی اس سے پاک رکھوں۔

(الانصاف للباقلانی ۱/۲۳)

امام اعظم ابو حنیفہ (وفات:۱۵۰ھ) فرماتے ہیں:

''نبیوں کے بعد سب سے افضل انسان ابو بکر صدیق اکبر ہیں، پھر عمر فاروق، پھر عثمان غنی، پھر مولا علی، پھر ہم تمام صحابہ کو ولی سمجھتے ہیں اور ہر صحابی کا ذکر بھلائی کے ساتھ ہی کرتے ہیں''۔

(الفقہ الاکبر:۱/۴۲-۴۳)

امام احمد بن حنبل (وفات:۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

''جس نے کسی صحابی کو برا بھلا کہا یا کسی کی عیب جوئی کی تو وہ بدعتی اور قرآن و حدیث کا مخالف ہے، نہ اس کا فریضہ قبول ہوگا اور نہ کوئی نفلی عمل''۔ (طبقات الحنابلہ لابی یعلیٰ:۱/۳۰)

سفیان بن عیینہ (وفات:۱۹۸ھ) فرماتے ہیں:

''جس نے کسی صحابی کی شان میں نازیبا بات کہی تو وہ گمراہ ہے۔'' (طبقات الحنابلہ:۲/۲۱)

ابو زرعہ (وفات:۲۶۴ھ) فرماتے ہیں:

''جب تم کسی کو کسی صحابی کی تنقیص کرتے ہوئے دیکھو تو سمجھ جاؤ کہ وہ زندیق ہے''۔ (الکفایۃ:۱/۴۹)

امام ابو الحسن اشعری (وفات:۳۳۴ھ) ابو عثمان صابونی (۴۴۹ھ) اور ابن دقیق العید (۷۰۲ھ) سے مروی ہے کہ مشاجراتِ صحابہ کے سلسلے میں جتنے واقعات مرقوم ہیں ان میں کچھ تو جھوٹ اور باطل ہیں۔ اور جو صحیح ہیں ہم ان میں اچھی تاویل کرتے ہیں۔

(شرح لامیہ: ۷/۴)

امام حسن بصری (۱۱۰ھ) سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

اس قتال میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حاضر و موجود تھے، ہم نہیں، وہ واقف کار ہیں، ہم نہیں، وہ لوگ متفق ہوئے تو ہم نے اتباع کی، ان لوگوں نے اختلاف کیا تو ہم رک گئے۔ (تفسیر القرطبی ۱۶/۳۲۲)

علامہ سعد الدین تفتازانی (وفات:۷۹۳ھ) فرماتے ہیں:

''صحابہ کا ذکر خیر کے ساتھ ہی کیا جائے گا۔۔۔اور ان کے درمیان جو منازعات اور جنگیں ہوئیں ہیں تو اس کے محامل اور تاویلات ہیں لہٰذا ان کو گالی دینے میں اگر کسی دلیلِ قطعی کی مخالفت ہو تو کفر ہے جیسے حضرت عائشہ پر زنا کی تہمت لگانا اور دلیلِ قطعی کی مخالفت نہ تو بدعت و فسق ہے''۔ (شرح عقائد ص:۱۶۱-۶۲)

حضرت امام شافعی (وفات:۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

''تِلْكَ دِمَاءٌ طَهَّرَ اللهُ أَيْدِيَنَا عَنْهَا فَلَا نُلَوِّثُ أَلْسِنَتَنَا بِهَا'' (حاشیہ شرح عقائد:۶۱)

یہ ایسے خون ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو پاک وصاف رکھا تو ہم اس سے اپنی زبانیں کیوں ملوث کریں۔

اور ''الاعتقاد'' میں امام شافعی کے حوالے سے منقول ہے کہ ہم کسی بھی صحابی کو خطا کار تصور نہیں کرتے۔ (الاعتقاد للبیہقی ۱/۳۶۹)

حضرت امام احمد بن حنبل (وفات:۲۴۱ھ) سے پوچھا گیا کہ آپ حضرت علی اور حضرت معاویہ کے درمیان ہونے والی جنگوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا:

''میں اچھا ہی کہتا ہوں''۔

(تاریخ اسلام:۵/۱۰۲۴۔ تسدید الاصابہ:۱/۱۲۳)

ابو عبد اللہ قرطبی (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:۔۔۔ **(باقی ص:۱۳۰ پر)**

جانوروں کے شرعی احکام فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں

مولانا محمد شاهد القادری

اللہ تبارک و تعالیٰ نے آسمانوں اور انہیں آباد رکھنے کے لیے چاند، تارے اور سورج کی تخلیق فرمائی اور زمین کو آباد رکھنے کے لیے انسان، جنات، پہاڑ، سمندر، پیڑ، پودے، جانور، چرند و پرند، خشک و تر کو پیدا فرمایا، ان تمام چیزوں سے کسی نہ کسی طرح انسان اور جنات کا مفاد وابستہ ہے، جن سے انسان اور جنات فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں، ان مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق جانور بھی ہے، جانوروں میں کچھ پالتوں جانور ہیں جیسے گائے، بیل، بھینس اونٹ، گھوڑے وغیرہ، توکچھ وحشی جانور بھی ہیں جیسے شیر، ببر، چیتا، بھیڑیے، گینڈے وغیرہ، کچھ جانور ماکول اللحم ہیں جیسے بکری، بھیڑ، دنبہ، خصی، وغیرہ، توکچھ جانور غیر ماکول اللحم ہیں، جیسے لومڑی، بھالو، گدھا، خچر، بندر وغیرہ، کچھ جانور چوپائے ہیں جیسے نیل گائے، زرافہ، ہاتھی، خرگوش، بلی وغیرہ، توکچھ جانور دوپائے ہیں جیسے مرغا، بطخ، فاختہ، کبوتر، کوا وغیرہ، کچھ جانور اڑنے والے ہیں جیسے چیل، گدھ، گوریا، کوئیل، طوطا وغیرہ، توکچھ جانور رینگنے والے ہیں جیسے سانپ، چھپکلی، گرگٹ وغیرہ، توکچھ جانور چلنے والے ہیں جیسے ہرن، سانڈ، کتا، وغیرہ، توکچھ جانور خشکی پر رہتے ہیں جیسے مرغی، بچھو، ہدہد وغیرہ، توکچھ جانور پانی میں رہتے ہیں جیسے مچھلی، مگرمچھ، مینڈک، کچھوا، دریائی گھوڑا وغیرہ۔

الحمدللہ! ہم مسلمان ہیں تو ہماری زندگی کے مختلف مسائل بھی ہیں، اوران مسائل کا تعلق کسی نہ کسی زاویئے سے قانون شریعت سے ہے، یہ وہ حقیقت ہے جن سے ہم انحراف نہیں کرسکتے ہیں، اسی طرح جانوروں میں کچھ حرام ہیں توکچھ حلال، اور ہم مسلمان حلال و حرام کا فیصلہ شریعت کی کسوٹی پر کرتے ہیں تاکہ عنداللہ وحبیبہ الکریم مجرم نہ گردانے جائیں، اس لیے جانوروں کے تعلق سے شریعت اسلامیہ نے ہم مسلمانوں کو جو قانون دیا ہے ہم ان قوانین کے مکلف ہیں اور ان سے روگردانی عتاب الٰہی میں گرفتار ہونا یقینی ہے۔

چودھویں صدی کے مجدد برحق، فقیہ اسلام سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ (ولادت: ۱۲۷۲ھ۔وصال: ۱۳۴۰ھ) کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے علم فقہ میں جس قدر بصیرت عطا فرمائی تھی بقول ڈاکٹر محمد اقبال: "سیدنا امام اعظم علیہ الرحمۃ کے زمانے میں ہوتے تو حضرت امام اعظم مولانا احمد رضا کو اپنے شاگردوں میں شامل فرمالیتے" آپ فقہ کے تمام اسرار ور موزات پر مہارت تامہ رکھتے تھے، سائل نے جس موضوع پر آپ کی بارگاہ سے استفتاء کیا، حضرت فقیہ اسلام نے اس سوال کا جواب دلائل و براہین سے مزین کرکے تشفی بخش عطا فرمایا، اور مخالف کے لیے انگلی رکھنے کی کوئی گنجائش نہیں رکھی۔ جانوروں کے تعلق سے بھی آپ کی بارگاہ عالی میں استفتا کیے گئے، کبھی زکاۃ کے حوالے سے، کبھی قربانی کے حوالے سے، کبھی ماکول اللحم اور غیر ماکول اللحم جانور کے حوالے، ان تمام سوالات کے جوابات فتاویٰ رضویہ ۱۲/ مجلدات میں محفوظ ہیں۔ اور راقم کا موضوع بھی یہی ہے کہ جانوروں کے تعلقات سے حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے شریعت مطہرہ کی روشنی میں جو اپنی تحقیقات پیش کی ہیں، انہیں صفحات قرطاس پر یکجا کرکے قارئین کے ذوق مطالعہ کو پروان چڑھایا جائے اور افادات رضویہ سے بہرہ مند کیا جائے۔

قرآن کریم میں جانوروں کے احکام کے بارے میں چند آیات کریمہ ملاحظہ کریں:

☆اس نے یہی تم پر حرام کیے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا (البقرۃ: ۱۷۳)

☆تمھارے لیے حلال ہوئے بے زبان مویشی مگر وہ جو آگے سنایا جائے گا تم کو، لیکن شکار حلال نہ سمجھو جب تم احرام میں ہو، بے شک اللہ حکم فرماتا ہے جو چاہے۔(المائدہ: ۱)

☆اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کیا حلال ہوا تم فرمادو کہ حلال کی گئیں تمھارے لیے پاک چیزیں اور جو شکاری جانور تم نے سدھا لیے، انہیں شکار پر دوڑاتے جو علم تمہیں خدا نے دیا، اس سے انہیں سکھاتے، توکھاؤ اس میں سے جو وہ مار کر تمھارے لیے رہنے دیں اور اس پر اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ کو حساب کرتے دیر نہیں لگتی۔(المائدہ: ۴)

☆تم فرماؤ میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی، کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام، مگر یہ کہ مردار ہو، یا رگوں کا بہتا خون، یا بدجانور کا گوشت، وہ نجاست ہے، یا وہ بے حکمی کا جانور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا، تو جو ناچار ہوا، نہ یوں کہ آپ خواہش کرے اور نہ یوں کہ ضرورت سے بڑھے، تو بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔(الانعام:۱۴۶)

احادیث نبویہ سے جانوروں کے احکام کے بارے میں

چند حدیثیں ملاحظہ فرمائیں:۔

☆ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جانوروں کو باہم لڑانے سے منع فرمایا ہے۔

(ابوداؤد شریف:ج:۲،ص:۳۱۴)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جانور کوئی ذمہ نہیں رکھتے ہیں بلکہ وہ مجبور ہیں۔

(مسلم شریف:ج:۲،ص:۷۳)

☆حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر اللہ کی لعنت ہے جو کسی جاندار کو مثلہ کرے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ج:۱۰،ص:۱۰۷)

☆حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر گرم جگر والے کو (جانوروں) کھلانا ثواب ہے۔

(بخاری شریف، ج: ۲،ص:۸۸۹)

☆حضرت زید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ حالت احرام میں کون سے جانور مارنا ناجائز ہیں؟ فرمایا: مجھ سے ازواج مطہرات میں سے کسی نے فرمایا: کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان چھ جانوروں کو مارڈالنے کا حکم فرمایا: (۱) بورایا ہوا کتا (۲) چوہا (۳) بچھو (۴) چیل (۵) کوا (۶) اور سانپ، اور نماز میں بھی یہی حکم ہے۔(مسلم شریف، ج:۱،ص:۳۸۲)

جانوروں کے تعلق سے امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے قرآن مقدس، احادیث نبویہ اور فقہ کے امہات الکتب کی روشنی میں جو شرعی احکامات بیان کیے ہیں، نذر قارئیں ہیں:

☆**گرگٹ:** اللہ تعالیٰ نے اسے انوکھے انداز میں پیدا فرمایا ہے، تاکہ بغیر حرکت و مقصد کے اپنا رزق و قوت حاصل کرسکے، گرگٹ بغیر کسی مشقت و تکلیف کے اپنی آنکھیں چاروں طرف گھما پھرا سکتا ہے، جس درخت پر ہوتا ہے اس کا رنگ بدل لیتا ہے، کہ دیکھنے والا ادراک نہیں کرسکتا کہ اس پر کوئی جانور ہے، اور دونوں کا رنگ یکساں ہوجاتا ہے، جب اس کو بھوک لگتی ہے تو شکار کے قریب جاکر برق رفتاری سے اس کو اچک لیتا ہے، پھر رنگ تبدیل کرکے درخت پر آجاتا ہے، زبان بھی اس کی طویل ہوتی ہے، کم از کم تین بالشت دوری پر واقع شئے کا شکار کرلیتا ہے، یہ مختلف رنگ اختیار کرلیتا ہے، جیسے لال، پیلا، سبز وغیرہ۔(حیاۃ الحیوان، ج:۱،ص:۱۴۵)

حضرت فقیہ اسلام علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ اگر گرگٹ کنواں میں گرجائے تو حکم شرع کیا ہوگا؟

”گرگٹ چوہے کے حکم میں ہے، اگر کوئیں سے مردہ نکلے اور پھولا پھٹا نہ ہو ۲۰/ ڈول نکالے جائیں گے“۔(حصہ اول،ص:۵۵۹)

☆**گدھا، خچر:** گدھے کی ایک عجیب خاصیت یہ ہے کہ جب وہ شیر کی بو سونگھ لیتا ہے، تو شدت خوف کے باعث نہایت پریشان ہو جاتا ہے اور بھاگنے لگتا ہے۔گدھا اور گھوڑا ایسے جانور ہیں جو ایک دوسرے پر جفتی کرتے ہیں، گدھا ۳۰/ ماہ کی عمر میں قابل جفتی ہوتا ہے، گدھے اور گھوڑے کی باہم جفتی کرنے سے ایک ایسی نوع پیدا ہوتی ہے جو بہت زیادہ بوجھ اٹھانے کی صلاحیت رکھتی ہے جس کو برصغیر میں خچر کہتے ہیں۔ (حیاۃ الحیوان۔ج:۱،ص:۱۵۷)

گدھے کا تذکرہ حدیث پاک میں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جب تم گدھے کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو شیطان سے، کیونکہ گدھا شیطان کو دیکھ کر چلاتا ہے“۔(حدیث)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جب تم رات میں کتے کا بھونکنا اور گدھے کا چلانا سنو تو اللہ کی پناہ طلب کرو شیطان مردود سے، کیونکہ کتا اور گدھا ان بلاؤں کو دیکھ کر بولتے ہیں، جنہیں انسان نہیں دیکھ پاتے اور جب رات کا وقت ہوجائے تو پھر گھروں میں سے بھی نہ نکلو کیونکہ رات میں تکلیف دہ جانور اور کیڑے نکل آتے ہیں۔“ (حدیث)

حضرت فقیہ اسلام محدث بریلوی علیہ الرحمہ گدھے اور خچر کا جھوٹا پانی کے بارے میں حکم شرع بیان فرماتے ہیں:

”گدھے کا جھوٹا پانی موجود ہے، اس سے وضو بھی کرے اور تیمم بھی کرے، ان دونوں نمبروں میں اختیار ہے چاہے وضو پہلے کرے خواہ

تیمم، اور بہتر یہ ہے کہ وضو پہلے کرے اور ان دونوں میں وضو بلا نیت جائز نہ ہوگا تیمم کی طرح، اس وضو میں بھی نیت شرط ہے (تنبیہ) یہی حکم خچر کے جھوٹے کا ہے، اگر گدھی پر گھوڑا پڑنے سے پیدا ہوا ہو، ہمارے ملک میں عام خچر وہ ہیں کہ گھوڑی پر گدھا ڈال کر لیے جاتے ہیں، ان خچروں کا جھوٹا مشکوک نہیں طاہر ہے، ان کا حکم گھوڑے کی مثل ہے کہ جانوروں میں اعتبار ماں کا ہے۔ (حصہ اول، ص:۶۴۴)

☆گدھے کا گوشت حرام ہے، غزوۂ خیبر کے روز حرام ہوا، یوہیں متعہ۔ (حصہ پنجم، ص:۲۴۳، حاشیہ)

☆**بچھو:** بچھو سیاہ، سبز اور زرد رنگ کا ہوتا ہے، یہ تینوں قسمیں مہلک ہیں، لیکن سب زیادہ سبز رنگ کا مہلک ہوتا ہے، ہرے بچھو کے متعلق عام طور پر لوگوں کا گمان ہے کہ جب اس کی مادہ حامل ہوتی ہے تو بچہ کی ولادت اس کی ماں کی موت کا سبب بن جاتی ہے، کیونکہ جب بچے پیٹ کے اندر پورے ہو جاتے ہیں تو وہ اپنی ماں کا پیٹ کھا کر چاک کر دیتے ہیں، لیکن ماہرین حیوانیت اس سے اتفاق نہیں رکھتے ہیں، بلکہ ان کا کہنا ہے کہ بچھی اپنے منہ سے جوں کی طرح بچے جنم دیتی ہے، بچھی دوران حمل بہت تیز مزاج ہو جاتی ہے، بچھو کے آٹھ ٹانگیں ہوتی ہے، اور اس کی آنکھیں پشت پر ہوتی ہے، یہ نہ مردہ کو کاٹتا ہے نہ سوئے ہوئے کو تا وقتیکہ سویا ہوا آدمی ہاتھ پیر نہ ہلائے۔ (حیاۃ الحیوان، ج:۳، ص:۱۸۰)

حدیث میں بچھو کا ذکر:

☆سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں "ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے بچھو نے کاٹ لیا، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بچھو پر لعنت فرمائے کہ وہ نہ نمازی کو چھوڑتا ہے اور نہ غیر نمازی کو، لہٰذا! اس کو حل اور حرم میں جہاں پاؤ مار ڈالو"۔ (ابن ماجہ شریف)

☆حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "ایک مرتبہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بچھو نے کاٹ لیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا: اللہ تعالیٰ بچھو پر لعنت بھیجے کہ وہ کسی نمازی اور غیر نمازی، نبی یا غیر نبی کو کاٹے بغیر نہیں چھوڑتا، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جوتا اتار کر اس کو مار ڈلا، پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانی اور نمک منگا کر اس کو کاٹے کی جگہ پر ملا، اور سورہ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر دم کیا۔" (الحدیث)

حضرت فقیہ اسلام علیہ الرحمہ ایک سوال کے جواب میں بچھو کے تعلق سے تحریر فرماتے ہیں:۔

☆رماد (خاک) عقرب کہ عقرب (بچھو) نر کو لوہے یا تانبے یا مٹی کے برتن میں رکھ کر سر خمیر سے بند کر کے اس تنور میں شب بھر رکھتے ہیں، جسے گرم کر کے آگ اس میں سے بالکل نکالی ہو، اور سر تنور بند کر دیتے ہیں کہ گرمی باقی رہے، اور تاکید ہے کہ تنور بہت گرم نہ ہو کہ عقرب خاک نہ ہو جائے... اور صبح نکال کر سنگ گردہ و مثانہ و عسر البول وغیرہا کے لیے استعمال کرتے ہیں اور شرعاً ناجائز ہے، (اسی طرح اسی صفحہ پر حاشیہ میں ہے) بچھو کی خاک کہ سنگ گردہ وغیرہ کے لیے کھلائی جاتی ہے، شرعاً حرام ہے اور ایسا علاج ناجائز ہے"۔ (حصہ اول۔ ص:۶۷۸)

☆اس جانور کا جھوٹا جس میں خون سائل نہیں جیسے بچھو وغیرہ اس میں کراہت بھی نہیں۔ (حصہ اول، ص:۴۱۵)

☆اگر کوئیں میں سے کوئی جانور مردہ سڑا ہوا نکل آئے تو اس کوئیں کے پانی کا کیا حکم ہے؟ جواب: اگر جانور میں دم سائل نہ تھا جیسے مینڈک، بچھو، مکھی، بھڑ وغیرہ تو پانی پاک ہے، اگر دم سائل تھا تو ناپاک ہے، کل پانی نکالیں۔ (حصہ اول / ص:۵۷۴)

☆**کتا:** کتا نہایت محنتی اور وفادار ہوتا ہے، اس کا شمار نہ درندوں میں ہوتا ہے اور نہ بہائم میں، نر مادہ سے قبل بلوغ کو پہنچ جاتا ہے، مادہ کو ایک سال پورا کرنے کے بعد شہوت ہوتی ہے، کتے کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ اپنے مالک کی حفاظت اور اس کی موجودگی اور غیر موجودگی میں اس کے گھر کی حفاظت کرتا ہے، کتے میں تادیب و تعلیم و تلقین کا جوہر موجود ہے، کچھ خاص دنوں میں کتے کو امراض سوداوی لاحق ہوتے ہیں، اس کے اندر ایک قسم کا جنون عارض ہوتا ہے اس حالت میں صحت مند کتے بھی بھاگتے ہیں، کالا کتا دوسرے کتوں سے زیادہ بے صبرا ہوتا ہے۔ (حیاۃ الحیوان، ج:۳، ص:۳۳۲)

حدیث شریف میں کتا کا ذکر:

☆حضرت عمر بن شعیب سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک مقتول شخص پر نظر پڑی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ یہ کیسے مارا گیا، لوگوں نے عرض کیا کہ اس شخص نے بنی زہرہ کی بکریوں پر حملہ کر کے ان کی ایک بکری پکڑ لی تھی، چنانچہ بنی زہرہ کے پہرہ کردی کتے نے اس پر حملہ کیا اور اس کو ہلاک کر دیا، یہ سن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص اپنی جان سے تو گیا ہی ساتھ ساتھ اپنی دیت بھی کھو بیٹھا، علاوہ ازیں اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی، اور اپنے بھائی کی خیانت بھی، لہٰذا اس سے اچھا تو کتا ہی رہا۔ (الحدیث)

☆حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت

رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: گہرے سیاہ رنگ کا کتا شیطان ہے۔(مستدرک للحاکم، ج:۱،ص:۱۶۰)

حضرت فقیہ اسلام امام احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ کتے کے تعلق مسئلہ بیان کرتے ہیں:

☆ائمہ فرماتے ہیں اگر جنگل میں ایک کتا اور ایک حربی کافر پیاس سے مرے جاتے ہوں اور مسلمان کے پاس ایک کی پیاس کے قابل پانی ہے تو کتے کو پلائے اور حربی کو نہ دے۔(حاشیہ حصہ اول،ص:۴۲۱)

☆ایک کنواں میں سے ایک کتا نکلا، وہ مرا ہوا تھا، معلوم نہیں کب گر گیا تھا، اس کا پانی عدم واقفیت کی وجہ سے استعمال میں آتا رہا، جس صبح کو وہ کتا برآمد ہوا، اس سے قبل اس پانی سے سر دھویا فوراً چادر سے اس کو پونچھ کر تری ٹوپی اوڑھی، اس وقت سر میں نمی موجود تھی، پانی کا کچھ نہ کچھ اثر ٹوپی میں ضرور پہنچا ہوگا، اس حالت میں ٹوپی پاک رہی یا ناپاک اور اس کوئیں سے کتنا پانی نکالا جائے گا؟ اس کے جواب میں آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

" (کوئیں سے) کل پانی نکالا جائے گا، جب کہ سر پونچھ ڈالا تھا تو ٹوپی ناپاک نہ ہوئی، صرف نم باقی رہنا ناپاک کرنے کو کافی نہیں، جب تک اتنی تری نہ کہ نچوڑے سے بوند ٹپکے"۔(حصہ اول/ص:۵۷۰)

☆اگر سگ (کتا) کنواں میں گر پڑے اور اس کے منہ کے پانی میں داخل ہونے کی ثبوت نہیں ملتی، پانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: زیادہ احتیاط یہ کہ کل پانی نکالیں کہ بہت مشائخ کے نزدیک وہ نجس العین ہے، مگر صحیح و معتمد یہ کہ اس کا حکم باقی سباع (درندوں) کے مثل ہے کہ صرف لعاب ناپاک ہے، تو اگر منہ میں پانی نہیں پہنچا صرف ۲۰/ڈول تطییب قلب کے لیے کافی ہے۔(حصہ دوم/ص:۳۱)

☆حلوائیوں کی کڑاہیوں کو کتے چاٹتے ہیں، انہیں کڑاہیوں میں وہ شیرنی بناتے ہیں اور دودھ گرم کرتے ہیں، ان کے یہاں کی شیرنی یا دودھ لے کر کھانا پینا درست ہے کہ نہیں؟

جواب: طہارت و نجاست ظاہری میں شرع مطہر کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ احتمال سے نجاست ثابت نہیں ہوتی، جس خاص شئے کی نجاست معلوم ہو، وہی خاص نجس حرام ہے۔ (دوم/ص:۱۲۹)

☆کھانا پلنگ پر کسی برتن میں رکھا ہوا تھا اور قریب ہی ایک کتے کو کھڑا دیکھا، کسی نے منہ ڈالتے نہیں دیکھا، البتہ کچھ نشانات کھانے کے گرنے کے اور برتن میں بھی اس طرف جس طرف کتا کھڑا تھا کچھ خالی دیکھی، اس صورت میں کیا حکم ہے؟

جواب: جب کہ اس طرف برتن خالی ہونے اور کھانا گرنے کی اور کوئی وجہ ظاہر نہ ہو اور کتا موجود ہے تو ضرور اس نے کھایا اور کھانا ناپاک ہوگیا، اگر تر مثل شیرو شوربا ہے تو سب خشک مثل برنج ہے تو جہاں منہ لگا ہے، وہاں سے اتار پھینک دیں، باقی پاک ہے۔ (حصہ دوم/ص:۱۳۶)

☆**بلی:** بلی کی تخلیق شیر کی چھینک سے ہوئی ہے، جنگلی بلی جو لومڑی سے ملتی جلتی ہے، اور گھریلو بلی کے ہم شکل ہوتی ہے، یہ جانور متواضع ہے، انسانوں کے گھروں سے مانوس ہوجاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو چوہوں کو دفع کرنے کے لیے پیدا کیا ہے، بلی کئی رنگوں میں پائی جاتی ہے، جیسے کالا، چتکبرا، سفید، زردی مائل وغیرہ۔

(حیاۃ الحیوان، ۔ج:۲،ص:۴۸۴)

بلی کا تذکرہ حدیث میں:

☆حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک عورت جہنم میں گئی ایک بلی کے سبب کہ اسے باندھے رکھا تھا، نہ خود کھانا دیا نہ چھوڑا کہ زمین کا گرا پڑا یا جو جانور اس کو ملتا کھاتی۔(مسلم شریف، ج:۲،ص:۲۳۷)

☆حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ یعنی بلی ناپاک نہیں ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل، ج:۲،ص:۴۴۲)

حضرت مجدد اعظم فقیہ اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلی کے بارے میں حکم شرع بیان کرتے ہیں:

" شکاری پرندوں اور حشرات الارض اور بلی اور چھوٹی ہوئی مرغی کا جھوٹا جب کہ طہارت یا نجاست پر یقین نہ ہو اس وقت مکروہ ہے جب کہ دوسرا صاف پانی موجود ہو"۔(حصہ اول،ص:۴۱۵)

☆**گائے/بیل/بھینس:** گائے/بیل/بھینس نفع بخش جانور ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں انسانوں کے تابع اور فرمانبردار بنا کر بھیجا ہے، چنانچہ انسان ہی ان کے دشمنوں سے نجات دلاتا ہے، بے سینگ کے بیل کا ہتھیار اس کے سر میں ہوتا ہے، چنانچہ وہ سر کو سینگ کی جگہ استعمال کرتا ہے، گائے کی چند قسمیں ہوتی ہیں، اسی کی ایک قسم بھینس کہلاتی ہے، یہ سب سے زیادہ دودھ دیتی ہے، اس کا جسم سب سے بڑا ہوتا ہے، زمخشری لکھتے ہیں " دیگر جانوروں میں ہاتھی، گینڈا اور بھینس زیادی طاقتور ہوتے ہیں۔"(حیاۃ الحیوان، ج:۱،ص:۳۹۱)

....(جاری)

امام احمد رضا کی وصیتیں

ڈاکٹر حامد علی علیمی

امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت ہفتہ کے دن بوقتِ ظہر بانس بریلی (ہندوستان) کے محلہ جسولی میں، ۱۰/ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۴/ جون ۱۸۵۶ء میں ہوئی[1]۔

تعلیم وتربیت: مولانا نے ابتدائی تعلیم اپنے والد مولانا نقی علی خان صاحب سے حاصل کی۔ مرزا غلام قادر بیگ سے ناظرہ پڑھا اور ۱۲۷۶ھ میں تقریباً چار سال کی عمر میں قرآن کریم کا ناظرہ ختم کیا۔ اپنے والد کے علاوہ دیگر اساتذۂ کرام سے علومِ نقلیہ اور عقلیہ کی تعلیم حاصل کی اور ۱۲۸۶ھ میں فارغ التحصیل ہوئے، اس وقت عمر صرف تیرہ سال، دس ماہ اور پانچ دن تھی۔ مولانا احمد رضا خان حنفی کے اساتذہ میں آپ کے والد مولانا نقی علی خان کے علاوہ مرزا غلام قادر بیگ، شاہ آلِ رسول مارہروی، شاہ ابوالحسین احمد نوری اور مولانا عبد العلی رامپوری تلمیذِ علامہ فضل حق خیر آبادی قابلِ ذکر ہیں[2]۔

وصال: ۲۵/ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ بمطابق ۲۸/ اکتوبر ۱۹۲۱ء، جمعہ کے دن ہندوستان کے معیاری وقت کے مطابق ۲/ بج کر ۳۸ منٹ پر، عین اذان کے وقت جوں ہی موذن نے حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہا، اسی وقت مولانا احمد رضا خان نے داعیِ اجل کو لبیک کہا[3]۔ پچاس سے زائد علوم وفنون میں ایک ہزار سے زیادہ اپنی تحقیقات وتوضیحات یارگار چھوڑیں۔

حکمائے اُمت مسلمانوں کو ہمیشہ کچھ ایسی نصیحتیں اور وصیتیں کرتے چلے آئیں ہیں، جن کی وجہ سے کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہونا نہایت آسان ہوا ہے اور ہوتا رہے گا، اور یہ کیوں نہ ہو کہ عربی کا مقولہ ہے "قَوْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْ عَنِ الْحِکْمَۃِ" یعنی: "دانا کی بات حکمت سے خالی نہیں ہوتی"۔ بس آج کے اس جدید دور میں بھی ضرورت اس امر کی ہے کہ اِن نصیحتوں اور وصیتوں پر اخلاص کے ساتھ صحیح معنوں میں عمل کیا جائے تاکہ فوز وفلاح کے راستے پر گامزن ہوا جاسکے۔ امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں جگہ بہ جگہ اسی طرح کی کئی ایک وصیتیں کی ہیں، ہم نے مطالعہ فتاویٰ رضویہ کے دوران ایسی کچھ وصیتوں کو جمع کیا ہے، جن میں براہ راست قاری سے خطاب کیا گیا ہے، یہ وصیتیں مختلف شعبہ ہائے زندگی کے افراد سے متعلق ہیں۔ ان کو پڑھ کر امام احمد رضا حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بصیرت اور حکمت کا اندازہ لگانا آسان ہو جائے گا۔ ہم ذیل میں قارئین کے لیے انہیں پیش کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

دین آسان ہے اس میں تشدد وغلو نہ کرو:

"اے عزیز! یہ دین بحمد اللہ آسانی وسماحت کے ساتھ آیا، جو اسے اس کے طور پر لے گا اس کے لیے ہمیشہ رفق ونرمی ہے اور جو تعمق وتشدد کو راہ دے گا یہ دین اُس کے لیے سخت ہوتا جائے گا، یہاں تک کہ وہی تھک رہے گا اور اپنی سخت گیری کی آپ ندامت اٹھائے گا"۔ پھر اس کی تائید میں چند احادیث پیش کیں جنہیں ترجمہ کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

۱۔ "بے شک دین آسان ہے اور ہرگز کوئی شخص دین میں سختی نہ کرے گا، مگر وہ اس پر غالب آجائے گا پس ٹھیک ٹھیک چلو، قریب ہو جاؤ اور خوشخبری دو"[4]۔

۲۔ "دین آسان ہے اور کوئی شخص دین پر غالب آنے کی کوشش نہیں کرتا مگر وہ اس پر غالب آجاتا ہے"[5]۔

۳۔ "دین میں غلو کرنے سے بچو تم سے پہلے لوگ دین میں غلو کی وجہ سے ہلاک ہوئے"[6]۔

۴۔ "تم اس دین کو مغالبہ کے ساتھ ہرگز نہیں پا سکتے"۔ (یعنی جو حکم ملے اس پر عمل کرو خود مباح امور کو واجب قرار نہ دو)[۷]۔

۵۔ "اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ دین کامل وابستگی اور نرمی اختیار کرنا ہے"[۸]۔

۶۔ "تمھارا بہترین دین وہ ہے جو سب سے زیادہ آسان ہو"[۹]۔

۷۔ "دین کی گہرائی (باریکیوں) میں جانے سے پرہیز کرو اللہ تعالیٰ نے اسے آسان بنایا ہے"[۱۰][۱۱]

شریعت وطریقت کا باہم ربط:

اے عزیز! "شریعت" عمارت ہے اور اس کا اعتقاد بنیاد اور عمل چنائی، پھر اعمالِ ظاہرہ وہ دیواریں ہیں کہ اس بنیاد پر ہوا میں چُنے گئے، اور جب تعمیر اوپر بڑھ کر آسمان تک پہنچی وہ "طریقت" ہے۔ دیوار جتنی اونچی ہوگی نیو کی زیادہ محتاج ہوگی اور نہ صرف نیو کہ بلکہ اعلیٰ حصہ اَسفل کا بھی محتاج ہے۔ اگر دیوار نیچے سے خالی کردی جائے اوپر سے بھی گر پڑے گی۔ احمق وہ (ہے)، جس پر شیطان نے نظر بندی کرکے اُس کی چنائی آسمانوں تک دکھائی اور دل میں ڈالا کہ اب ہم تو زمین کے دائرے سے اونچے گزر گئے، ہمیں اس سے تعلق کی کیا حاجت ہے، (پھر اُن نے) نیو سے دیوار جدا کرلی اور نتیجہ وہ ہوا جو قرآن مجید نے فرمایا کہ ﴿فَانْهَارَ بِهٖ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ﴾ "اس کی عمارت اسے لے کر جہنم میں ڈھے پڑی"۔ (التوبۃ ۹: ۱۰۹) والعیاذ باللہ رب العالمین۔ اسی لیے اولیائے کرام فرماتے ہیں: "صوفی جاہل شیطان کا مسخرہ ہے"۔ اسی لیے حدیث میں آیا حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: فَقِيْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ۔ "ایک فقیہ، شیطان پر ہزاروں عابدوں سے زیادہ بھاری ہے"۔ بے علم مجاہدہ والوں کو شیطان انگلیوں پر نچاتا ہے، منہ میں لگام، ناک میں نکیل ڈال کر جدھر چاہے کھینچے پھرتا ہے: ﴿وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا﴾ اور وہ اپنے جی میں سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں"(۱۲)۔

(الکہف ۱۸: ۱۰۴)

مداراتِ خلق اہم دینی اُمور سے ہے:

اے عزیز! مُداراتِ خَلق واُلفت ومؤانست اہم اُمور سے ہے۔ نبی کریم ﷺ سے روایت ہے: فرمایا: "مجھے لوگوں سے خاطر مدارات کے لیے بھیجا گیا ہے"۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد کمالِ عقل انسانوں سے محبت کرنا ہے"(13)۔

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے قرآنی آیات اور رسول اللہ ﷺ کے فرامین ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "مگر جب تک نہ دین میں مداہنت، نہ اُس کے لیے کسی گناہ شرعی میں ابتلا ہو۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ترجمہ: "وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے"۔ (القرآن، ۵/ ۵۴)

اور فرماتا ہے: "ان دونوں (زانی اور زانیہ) کے بارے میں تمہیں دینِ خداوندی میں نرمی نہیں کرنی چاہیے"۔ (القرآن: ۲۴/ ۲)

اور فرماتا ہے: "اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس بات کا زیادہ حق رکھتے ہیں کہ وہ (لوگ) انہیں راضی کریں اگر وہ ایمان دار ہیں"۔

(القرآن ۹/ ۶۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ۱۔ "اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں کی جائے گی، فرمانبرداری صرف نیک اُمور میں ہوتی ہے"(14)۔

۲۔ "خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں"(15)

پس ان اُمور میں ضابطہ کلیہ واجبۃ الحفظ یہ ہے کہ فعلِ فرائض وترکِ محرمات کو اِرضائے خلق پر مقدم رکھے اور ان اُمور میں کسی کی مطلقاً پروانہ کرے اور اِتیانِ مستحب وترکِ غیر اَولیٰ پر مُداراتِ خلق ومراعاتِ قلوب کو اہم جانے اور فتنہ ونفرت وایذا ووحشت کا باعث ہونے سے بہت بچے۔ اسی طرح جو عادات ورسوم خلق میں جاری ہوں اور شرع مطہر سے اُن کی حُرمت وشناعت نہ ثابت ہو، اُن میں اپنے ترفع وتنزہ کے لیے خلاف وجُدائی نہ کرے کہ یہ سب اُمور ایتلاف ومؤانست کے معارض اور مراد ومحبوب شارع کے مناقض ہیں، ہاں وہاں ہوشیار وگوش دار کہ یہ وہ نکتہ جمیلہ وحکمتِ جلیلہ وکُوچہ سلامت وجادۂ کرامت ہے، جس سے بہت زاہدانِ خشک واہلِ تکشف غافل وجاہل ہوتے ہیں، وہ اپنے زعم میں محتاط ودین پرور بنتے ہیں اور فی الواقع مغزِ حکمت ومقصودِ شریعت سے دور پڑتے ہیں، خبردار ومحکم گیر! یہ چند سطروں میں علمِ غزیر، وباللہ التوفیق والیہ المصیر(۱۶)۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع کرنے سے ہے:

اے عزیز! اصل کار یہ ہے کہ محبوبانِ خدا کے لیے جو تواضع کی جاتی ہے، وہ در حقیقت خدا ہی کے لیے تواضع ہے، ولہٰذا بکثرت احادیث میں استاذ وشاگرد وعلما وعام مسلمین کے لیے تواضع کا حکم ہوا جنہیں جمع کیجئے تو دفتر طویل ہوتا ہے"۔ پھر بطور دلیل یہ احادیث نقل کیں:

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

۱۔ "علم سیکھو اور علم کے لیے سکون ووقار سیکھو اور جس سے علم سیکھتے ہو اس کے لیے تواضع کرو"(17)۔

۲۔ "جس سے علم سیکھتے ہو اس کے لیے تواضع کرو اور جسے علم سکھاتے ہو، اس کے لیے تواضع کرو اور متکبر عالم نہ بنو کہ تمہارا جہل تمہارے علم پر غالب ہوجائے"(18)۔

با ایں ہمہ علما نے تصریح فرمائی کہ غیرِ خدا کے لیے تواضع حرام ہے، فتاوٰی ہندیہ میں یہ ہے: التواضع لغیر اللہ حرام کذا فی

الملتقط[۱۹]۔

تو بات وہی ہے کہ انبیا و اولیا و مسلمین کے واسطے تواضع اس لیے ہے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں، یہ اللہ کے ولی ہیں، وہ دین الٰہی کے قیم ہیں، یہ ملت الٰہیہ پر قائم ہیں، تو علت تواضع، جب وہ نسبت ہے جو انہیں بارگاہ الٰہی میں حاصل، تو یہ تواضع بھی در حقیقت خدا ہی کے لیے ہوئی، جیسے صحابہ کرام واہل بیت عظام کی تعظیم و محبت بعینہ محبت و تعظیم سید عالم ہے ﷺ، جیسا کہ حضور ﷺ کی بہت کی احادیث میں اس کی صراحت موجود ہے[20]۔

زکوٰۃ دینے سے مال بڑھتا ہے:

"اے عزیز! ایک بے عقل گنوار کو دیکھ کہ تخم گندم اگر پاس نہیں ہوتا، بہزار دقت قرض دام سے حاصل کرتا اور اسے زمین میں ڈال دیتا ہے، اس وقت تو وُہ اپنے ہاتھوں سے خاک میں ملا دیا مگر اُمید لگی ہے کہ خدا چاہے تو یہ کھونا بہت کچھ پانا ہو جائے گا۔ تجھے اس گنوار کے برابر بھی عقل نہیں، یا جس قدر ظاہری اسباب پر بھروسہ ہے اپنے مالک جل وعلا کے ارشاد پر اتنا اطمینان بھی نہیں کہ اپنے مال بڑھانے اور ایک ایک دانہ ایک ایک پیڑ بنانے کو زکوٰۃ کا بیج نہیں ڈالتا۔ وُہ فرماتا ہے: زکوٰۃ دو تمھارا مال بڑھے گا۔ اگر دل میں اس فرمان پر یقین نہیں جب تو کُھلا کفر ہے، ورنہ تجھ سے بڑھ کر احمق کون کہ اپنے یقینی نفع دین و دنیا کی ایسی بھاری تجارت چھوڑ کر دونوں جہانوں کا زیاں مول لیتا ہے"۔ پھر مولانا احمد رضا حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ احادیث نقل کیں:

۱۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمھارے اسلام کا پُورا ہونا یہ ہے کہ اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو"[21]۔

۲۔ "جو اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لاتا ہو، اُسے لازم ہے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے"[22]۔

اے عزیز! کیا خدا ورسول کے فرمان کو یونہی ہنسی ٹھٹھا سمجھتا ہے، یا پچاس ہزار برس کی مدّت میں یہ جانکاہ مصیبتیں جھیلنی سہل جانتا ہے، ذرا یہیں کی آگ میں ایک آدھ روپیہ گرم کر کے بدن پر رکھ دیکھ، پھر کہاں یہ خفیف گرمی کہاں وہ قہر آگ، کہاں یہ ایک ہی روپیہ کہاں وُہ ساری عمر کا جوڑا ہوا مال، کہاں یہ منٹ بھر دیر کہاں وہ ہزار دن برس کی آفت، کہاں یہ ہلکا سا چہکا کہاں وُہ ہڈیاں توڑ کر پار ہونے والا غضب۔ اللہ تعالیٰ مسلمان کو ہدایت بخشے، آمین![23]

فرضِ عین کی اہمیت: اے برادر! روزہ فرض عین ہے اور فرضِ عین فرضِ کفایہ پر مقدم ہوتا ہے، اور ختمِ قرآن تراویح میں سنتِ کفایہ ہے اور سنت کفایہ سنت عین سے مؤخر ہوتی ہے، یہ کیا ظلم ہے کہ سنتِ کفایہ کو فرض عین پر مقدم کر دیا گیا ہے[24]۔

کُتبِ علما میں ہر مسئلہ کا جواب ہے:

اے عزیز! اس زمانہ فتن میں لوگوں کو احکامِ شرع پر سخت جرأت ہے خصوصًا ان مسائل میں جنہیں حوادثِ جدیدہ سے تعلق و نسبت ہے جیسے تار برقی وغیرہ، سمجھتے ہیں کہ کتبِ ائمہ دین میں ان کا حکم نہ نکلے گا جو مخالفت شرع کا ہم پر الزام چلے گا مگر نہ جانا کہ علمائے دین، شکر اللہ تعالیٰ مساعیھم الجمیلۃ نے کوئی حرف ان عزیزوں کے اجتہاد کو اُٹھا نہیں رکھا ہے، تصریحًا تلویحًا تفریعًا تاصیلًا سب کچھ فرما دیا ہے زیادہ علم اسے ہے جسے زیادہ فہم ہے۔ اور ان شاء اللہ العزیز زمانہ بندگان خدا سے خالی نہ ہوگا، جو مشکل کی تسہیل، معضل کی تحصیل، صعب کی تذلیل، مجمل کی تفصیل سے ماہر ہوں۔ بحر سے صدف، صدف سے گوہر، بذر سے درخت، درخت سے ثمر نکالنے پر باذن اللہ تعالیٰ قادر ہوں۔ زمانہ ان فضلاء سے خالی نہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہمارے علاقوں میں زیادہ کرے، آمین آمین برحمتك یا ارحم الراحمین"[25]۔

حق بات جاننے کے لیے اُس کی حقیقت جاننی ضروری نہیں:

اے عزیز! کسی بات کو حق جاننے کے لیے اس کی حقیقت جاننی لازم نہیں ہوتی، دنیا جانتی ہے کہ مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے، اور مقناطیسی قوت دیا ہوا لوہا، ستارۂ قطب کی طرف توجہ کرتا ہے۔ مگر اس کی حقیقت و کنہ کوئی نہیں بتا سکتا کہ اس خاکی لوہے اور اس افلاکی ستارے میں کہ یہاں سے کروڑوں میل دور ہے، باہم کیا اُلفت! اور کیونکر اسے اس کی جہت کا شعور ہے! اور ایک یہی نہیں عالم میں ہزاروں ایسے عجائب ہیں کہ بڑے بڑے فلاسفہ خاک چھان کر مر گئے اور ان کی کنہ نہ پائی، پھر اس سے ان باتوں کا انکار نہیں ہو سکتا، آدمی اپنی جان ہی کو بتائے وہ کیا شئ ہے جسے یہ "میں" کہتا ہے اور کیا چیز جب نکل جاتی ہے تو یہ مٹی کا ڈھیر بے حس و حرکت رہ جاتا ہے[26]۔

---

(1) احمد رضا خان، فتاوىٰ رضویہ، مقدمۂ کتاب، رضا فاؤنڈیشن لاہور، ربیع الاول ۱۴۲۷ھ/اپریل ۲۰۰۶، ج۱، ص ۹۴۔ ومحمد ظفر الدین بہاری، حیاتِ اعلیٰ حضرت، کشمیر انٹرنیشنل پبلی شرز لاہور، ۲۰۰۴ء، حصہ اول، ص ۱۰۲-۱۰۳۔

(2) حیاتِ اعلیٰ حضرت کشمیر انٹرنیشنل پبلشرز لاہور، ۲۰۰۴ء، ۱/ ۱۱۲-۱۱۳۔

(3)حیاتِ اعلیٰ حضرت، کشمیرانٹرنیشنل پبلی شرزلاہور، ۲۰۰۴ء، ۳/ ۲۹۵-۲۹۶۔
(4)صحیح بخاری، باب الدین یسر، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، ج۱، ص۱۰۔
(5)شعب الایمان، القصد فی العبادۃ، رقم حدیث: ۳۸۸۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ج۱، ص۴۰۱۔
(6)سنن النسائی، باب التقاط الحصی، مطبوعہ کراچی، ج۲، ص۴۸۔
(7)مسند امام احمد ، حدیث ابن الادرع، المکتبۃ الاسلامی بیروت، ج۴، ص۳۳۷۔
(8)بخاری شریف باب الدین یسر مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، ج۱، ص۱۰۔
(9)مسند امام احمد بن حنبل حدیث محجن بن الادرع مطبوعہ دار الفکر بیروت، ج۴، ص۳۳۸۔
(10)الجامع الصغیر مع فیض القدیر، رقم حدیث: ۲۹۳۳، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ج۳، ص۱۳۴۔
(11)فتاویٰ رضویہ، ج۴، ص۵۱۲-۵۱۴۔
(12)فتاویٰ رضویہ، ج۲۱، ص۵۲۸۔
(13)شعب الایمان، فصل فی الحلم والتورۃ الخ، حدیث: ۸۴۷۵ وحدیث: ۸۴۴۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ج۶، ص۳۵۱-وص۳۴۴۔
(14)صحیح البخاری کتاب اخبار الآحاد۔ قدیمی کتب خانہ کراچی، ج۲، ص۱۰۷۸۔
(15)مسند امام احمد بن حنبل عن علی، دار الکتب الاسلامی بیروت، ج۱، ص۱۲۹۔
(16)فتاویٰ رضویہ، ج۴، ص۵۲۶-۵۲۸۔
(17)الکامل فی ضعفاء الرجال من اسمہ عباد عباد بن کثیر ثقفی بصری مطبوعہ دار الفکر بیروت، ج۴، ص۱۶۴۲۔
(18)الجامع لاخلاق الراوی باب ذکر ماینبغی للراوی والسامع دار الکتب العلمیۃ بیروت ص۹۱۔ والکامل فی ضعفاء الرجال من اسمہ عباد عباد بن کثیر ثقفی بصری مطبوعہ دار الفکر بیرو، ج۴، ص۱۶۴۳۔
(19)فتاویٰ ہندیہ الباب الثامن والعشرون فی ملاقات الملوک الخ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور، ج۵، ص۳۶۸۔
(20)فتاویٰ رضویہ، ج۷، ص۵۹۵-۵۹۶۔
(21)کشف الاستار عن زوائد البزار باب وجوب الزکوٰۃ، مؤسسۃ الرسالہ بیروت، ج۱، ص۴۱۶۔
(22)المعجم الکبیر حدیث ۱۳۵۶۱ عن عبداللہ ابن عمر ،مکتبہ فیصلیہ بیروت، ج۱۲، ص۴۲۴۔
(23)فتاویٰ رضویہ، ج۱۰، ص۱۷۳-۱۷۵۔
(24)فتاویٰ رضویہ، ج۱۰، ص۳۳۵۔
(25) فتاویٰ رضویہ، ج۱۰، ص۳۶۶-۳۶۷۔
(26) فتاویٰ رضویہ، ج۲۹، ص۲۹۶۔

****

(ص:۳۶ کا بقیہ)... بعد کے ادوار میں کئی نامور علمائے اہل سنت نے اس موضوع پر مستقل کتابیں اور رسائل تصنیف کیے اور قادیانیت کی گمراہی و بے دینی کو طشت از بام کیا اور عقیدہ ختم نبوت کے حقائق دلائل و شواہد کے اجالے میں بیان کیا۔ ان میں خانقاہ بدایوں کے ممتاز عالم دین علامہ شاہ فضل رسول بدایونی اور مجدد اعظم امام احمد رضا قادری قدس سرہما کا نام نمایاں ہے ۔ پڑوسی ملک پاکستان میں تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کی مناسبت سے کانفرنسیں منعقد کرنے اور ۱۹۷۴ء میں حکومتی سطح پر قرار داد پاس کرکے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت کے زمرے میں رکھنے اور اس فتنے کے خلاف ماحول سازی کرنے میں پاکستان کے علماے اہل سنت کی تاریخی خدمات کو قطعاً بھلایا نہیں جاسکتا۔

لیکن ان تمام کوششوں کے باوجود فتنہ قادیانیت اپنی جڑیں مضبوط کرتا جارہا ہے اور دنیا کی طاقت اور اسلام دشمن طاقتیں اس کی مادی و سیاسی سرپرستی کا فریضہ نبھا رہی ہیں ، ان ممالک میں برطانیہ اور اسرائیل سر فہرست ہیں، اس وقت مرزا کا پانچواں خلیفہ مرزا مسرور لندن میں مقیم ہے اور مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعے قادیانیت کے فروغ میں کوشاں ہے ، وہاں ان کا ٹیلی ویژن چینل بھی موجود ہے، قادیان، پنجاب میں ان کا سالانہ میلا بھی لگتا ہے، اس میں دنیا بھر کے قادیانی شریک ہوتے ہیں ۔ غاصب اسلام دشمن ملک اسرائیل میں قادیانیوں سے سب سے بڑا دفتر قائم ہے اور اسرائیلی حکومت کا تعاون انھیں ملتا رہتا ہے ۔ اس کے علاوہ دنیا کے کئی ملکوں میں ان کی شاخیں کام کررہی ہیں اور قادیانیت کو فروغ مل رہا ہے، ملک ہندستان میں بھی ان کی حرکت و عمل مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جارہی ہے، شہر ممبئی میں بھی ان کی برانچ موجود ہے۔ اب حکومت ہند کی مردم شماری میں قادیانیوں کو مسلمان فرقوں میں شامل کیا جانا ان کی بہت بڑی جیت اور ہماری سرد مہری کا جیتا جاگتا ثبوت ہے اور یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا کہ ایسا کیوں کیا گیا؟ لیکن ہم اتنا ضرور جانتے ہیں کہ یہ حکومت ہند کی مسلمانوں کے خلاف کسی بڑی سازش کا پیش خیمہ ہے اور ہمیں کسی بھیانک انقلاب کے لیے خود کو تیار کرلینا چاہیے- قادیانیوں کے متعلق تمام فرقوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ وہ اسلام سے خارج ہیں ۔ ایسے میں حکومت ہند کا ان کو مسلمان قرار دینا مسلمانوں کے لیے انتہائی تکلیف دہ اور اہانت آمیز ہے -اس لیے ہمیں یک جٹ ہوکر اس کے خلاف آواز بلند کرنی ہوگی ، عوام مسلمین کو قادیانیت کی اسلام مخالف سازشوں سے آگاہ کرنا ہوگا اور حکومت ہند سے اپیل کرنی ہوگی کہ وہ قادیانیوں کو غیر مسلم فرقوں میں ہی شامل رکھے اور مسلمان فرقوں میں انھیں شامل کرکے کسی جدید فتنے کی بنیاد نہ رکھے-****

شیخ الاسلام سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی

بحیثیت مفسرِ قرآن

پروفیسر غلام یحییٰ انجم

"سید التفاسیر (تفسیر اشرفی) کی اس جلد دوم کے متن تفسیر میں ۱۱۹۰۷۶۹ (گیارہ لاکھ نوے ہزار سات سو انہتر حروف ، ۱۲۸۴۷۶ (ایک لاکھ اٹھائیس ہزار چار سو چھہتر الفاظ ، ۹۳۳۷ (نو ہزار تین سوسینتیس)سطریں اور ۳۵۸۵ (تین ہزار پانچ سو پچاسی پیرا گراف شام ہیں۔(تفسیر اشرفی جلد دوم ص ۱۰)

تفسیر اشرفی جلدسوم : جلد سوم واذا سمعوا، ولو اننا، اور قال الملاء یعنی ساتویں، آٹھویں اور نویں پارہ پر مشتمل ہے۔ان پاروں کی ضمن میں سورۃ الانعام، سورۃ الاعراف، سورۃ الانفال، سے متعلق بحثیں ہیں ان سورتوں میں اللہ تعالیٰ نے جن اہم امور کی طرف توجہ دلائی ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔احرام کی حالت میں دریائی شکار حلال اور خشکی کا شکار حرام کر نے کا ذکر۔

۲۔ روز قیامت اللہ تعالیٰ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فر مائے گا اس کا ذکر۔

۳۔ مومنوں کو اللہ کی آیتوں میں نکتہ چینی کرنے والوں سے منہ پھیر لینے کا حکم۔

۴۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اپنے چچا سے سوال اور ان کے شرک کے تعلق سے کلام کا ذکر۔

۵۔ مسلمانوں کو وہ ذبیحہ کھانے کا حکم جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

۶۔ حالت اضطرار میں جان بچانے کے لیے تھوڑی مقدار میں حرام کھانے کی اجازت کا حکم۔

۷۔ قرآن کو چھوڑ کر جو حاکم ہیں ان کی پیروی نہ کرنے کا حکم۔

۸۔ اولاد آدم کو بہکانے کے تعلق سے شیطان کے پروگرام کا بیان۔

۹۔ زمین وآسمان کو چھ دن میں پیدا کرنے کا بیان۔

۱۰۔ حضور ﷺ کے غیب بتلانے اور تمام انسانوں کو ایک جان سے پیدا کیے جانے کا ذکر۔

جلد دوم کے اختتام میں مسلمانوں کے کٹر دشمن اور حبشہ کے ان نصاری کا بیان ہے جو کسی حد تک مسلمانوں کے قریب ہیں ورنہ نصرانیوں کا ایک گروہ ایسا بھی ہے جو مسلمانوں کے قتل اور ان کے شہر کو خراب کرنے اور مسجد ڈھانے میں یہودیوں سے کم نہیں، اس لیے جلد سوم کا جس کا آغاز سورۂ مائدہ کی ۸۳ویں آیت سے ہوتا ہے اور اس میں حق پہچاننے والوں کی رقت قلبی اور اشکباری کا ذکر ہے ایک پارہ کو دوسرے پارے سے مربوط کرتے ہوئے شیخ الاسلام مدنی میاں اس جلد کا آغاز اس طرح کرتے ہیں۔

"جن عالموں اور عابدوں کا سابقہ آیات میں ذکر کیا گیا ہے وہ کچھ ایسی روح سعادت رکھنے والے رقیق القلب ہیں جب حضرت نجاشی کے دربار میں ان کے سامنے حضرت جعفر طیار نے سورہ مریم اور سورۂ طٰہٰ کی بعض آیتیں سنائیں یوں ہی جب شاہ حبشہ موصوف کے فرستادہ ستر علماء بارگاہ رسول اکرم میں حاضر ہوئے اور آپ نے ان کے سامنے سورہ یٰس شریف کی تلاوت فرمائی تو سب کی آنکھیں بے تحاشہ چھلک پڑیں سبھی نے برملا اعتراف کیا کہ آپ پر نازل شدہ کتاب میں جو باتیں ہیں وہ سب ہماری کتاب انجیل کے فرمودات کے بالکل مطابق ہیں المختصر شاہ حبشہ حضرت نجاشی اور ان کے سارے اصحاب اور درباری مشرف باسلام ہوگئے چناچہ انہوں نے اپنے کو غرور وتکبر سے بچایا"۔(تفسیر اشرفی جلد سوم ص ۱۳)

یہ جلد کل ۳۹۱ صفحات پر مشتمل ہے جس میں سات صفحات میں تشریح لغات اور کتابوں کے اشتہارات ہیں۔اس جلد کے متن تفسیر میں ۱۰۸۸۳۷۰ (دس لاکھ اٹھاسی ہزار تین سو تیرہ)حروف ۱۱۷۷۴۵ (ایک لاکھ سترہ ہزار سات سو پیتالیس)الفاظ ۸۷۷۹ (آٹھ ہزار سات اناسی)سطریں اور ۳۵۰۵ (تین ہزار پانچ سو پانچ)پیراگراف شامل ہیں۔ اس جلد کا آغاز ۲۲/ رجب المرجب ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۶/ جولائی ۲۰۰۹ء بروز پنج شنبہ ہوا اور بفضلہ تعالیٰ اس کی تکمیل ۲۰/ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ

مطابق ۷؍جنوری ۲۰۱۰ء بروز پنجشنبہ ہوئی۔

تفسیر اشرفی جلد چہارم: اس جلد میں واعلموا، یعتذرون، ومامن دابۃٍ یعنی دسویں، گیارہویں اور بارہویں پارہ کی تفسیر ہے۔ اس تفسیر میں سورۃ التوبۃ، سورۂ یونس، سورۂ ہود، اور سورۂ یوسف کا بیان ہے، ان چار سورتوں میں اللہ تعالیٰ نے جن اہم مباحث کا ذکر کیا ہے اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

۱۔ مسلمانوں کو کافروں کی طرح کبر وغرور کے ساتھ اپنے گھروں سے نہ نکلنے کا حکم۔

۲۔ غزوہ حنین اور حضور ﷺ کی شجاعت اور خاک پھینکنے کے معجزے کا ذکر۔

۳۔ غار ثور میں حضور ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کیے جانے کا تفصیلی بیان۔

۴۔ منافقین وکفار کے مال ودولت کو دیکھ کر مومنین کو تعجب میں نہ پڑنے کا حکم۔

۵۔ منافقین ایمان والوں کا مذاق اڑاتے تھے تو نبی اکرم ﷺ کا ان کی شفاعت سے انکار کا بیان۔

۶۔ منافقین کی کفر کی بنا پر بنائی جانے والی مسجد میں نماز پڑھنے کی ممانعت کا بیان۔

۷۔ آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا فرمانے سے قبل اللہ کے عرش کا پانی پر ہونے کا بیان۔

۸۔ قرآن کریم کے ناصح، شافی اور رحیم ہونے کا ذکر۔

۹۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کی دعا قبول ہونے اور ان کو اپنے گھروں کو قبلہ رخ بنانے کا ذکر۔

۱۰۔ دن کے دونوں سروں پر نماز کی پابندی کرنے کا حکم۔

اس جلد کے کل صفحات ۳۷۲ ہیں جس میں آٹھ صفحات تشریح لغات اور دو صفات کتابوں کے اعلانات پر مشتمل ہیں۔ چوں کہ تیسری جلد کے آخر میں سورہ انفال کی چالیسویں آیت کا ذکر ہے جس میں اس بات کا ذکر تھا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مشرکوں پر غلبہ اور دوستوں کو ہمیشہ عزت وعظمت عطا فرماتا ہے تو فتح مندی کی صورت میں کفار کا جو مال بطور غنیمت حاصل ہوگا اس کی تقسیم کس طرح ہوگی، دسویں پارہ کی شروعات میں اسی کا بیان ہے جس کا ربط پیدا کرتے ہوئے مفسر قرآن شیخ الاسلام مدنی میاں لکھتے ہیں۔

”اس سے پہلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے کفار سے جہاد کا حکم دیا تھا اور جہاد میں مسلمان فتحیاب ہو جائیں تو میدان جنگ میں کفار کو جو مال اسباب اور ہتھیار وغیرہ ہاتھ آئیں وہ مال غنیمت ہے سو اب جہاد کے حکم کے بعد اللہ تعالیٰ مال غنیمت کے احکام بیان فرما رہا ہے“۔

(تفسیر اشرفی جلد ۳ ص ۱۱)

مفسر نے اس جلد کا آغاز ۷؍صفر المظفر ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۳؍جنوری ۲۰۱۰ء بروز شنبہ کیا تھا اور تکمیل بعونہ تعالیٰ ۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۱ھ مطابق ۷؍جون ۲۰۱۰ء بروز سہ شنبہ بوقت ایک بجے دن ہوئی تھی۔ اس جلد کے متن تفسیر میں کل ۹۹۳۸۹۳ (نو لاکھ تیرانوے ہزار آٹھ سو تیرانوے) حروف، ۱۰۹۵۹۰ (ایک لاکھ نو ہزار پانچ سو نوے) الفاظ، ۸۴۳۴ (آٹھ ہزار چار سو چونتیس) سطریں، اور ۳۵۸۸ (تین ہزار پانچ سو اٹھاسی) پیراگراف شامل ہیں۔ ناشر نے ”عرض ناشر“ کے تحت جلد چہارم کی طباعت پر مسرت کا اظہار کیا ہے اور علامہ مدنی کی صحت وسلامتی کے لیے قارئین سے دعاؤں کی اپیل کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

”الحمدللہ سید التفاسیر المعروف بہ تفسیر اشرفی کی جلد چہارم حضر خدمت ہے۔ مفسر محترم حضور شیخ الاسلام والمسلمین جس محنت وجانفشانی سے اس تفسیری کام کو انجام دے رہے ہیں۔ اردو بولنے والے مسلمان ان کا شکریہ نہیں ادا کر سکتے وہ اس احسان عظیم کو تادیر یاد رکھیں گے اللہ سے دعا ہے کہ حضور مفسر محترم کی عمر اور صحت میں برکت عطا ہو اور تفسیری کام جلد پایۂ تکمیل تک پہنچے۔“

(تفسیر اشرفی جلد چہارم ص ۹ ستمبر ۲۰۱۰ء)

تفسیر اشرفی جلد پنجم: تفسیر اشرفی کی پانچویں جلد ومآ ابرّیٔ، رُبَمَا، سبحٰن الذی اسریٰ یعنی تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں پارہ پر مشتمل ہے جس میں سورۃ الرعد، سورۂ ابراہیم، سورۃ الحجر، سورۃ النحل، سورۂ بنی اسرائیل، سورۂ الکہف، کا ذکر ہے۔ ان تمام سورتوں کے اندر اللہ تعالیٰ نے جن امور کو بیان کیا ہے ان میں یہ مضامین شامل ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے کسی آبادی کو تباہ نہ کیا جب تک اس میں کسی مرد کو رسول بنا کر نہ بھیج دیا۔

۲۔ قرآن کریم کو عام عربی زبان میں اتارے جانے کا ذکر۔

۳۔ انسان کو مٹی اور قوم جن کو بے دھوئیں کی آگ سے پیدا

کیے جانے کا ذکر۔

۴۔قوم لوط پر عذاب اوران پر کنکر یلے پتھر برسائے جانے کا ذکر۔

۵۔جس کے ذریعہ انسانوں کو بہت فائدے پہنچتے ہیں ان چو پایوں کا ذکر۔

۶۔مردار خون، سور کا گوشت، اور جو غیر اللہ کے لیے ذبح کیا جائے کو حرام فرمائے جانے کا ذکر۔

۷۔رات اور دن کو قدرت الٰہی کی دو نشانیاں بنائے جانے کا ذکر۔

۸۔قرابت داروں کو ان کا حق دینے اور فضول خرچی نہ کرنے کا حکم۔

۹۔قیامت کے دن لوگوں کو ان کے اپنے اپنے امام کے ساتھ پکارے جانے کا ذکر۔

۱۰۔نمازوں میں نہ چلانے نہ پھس پھسانے بلکہ درمیانی آواز سے تلاوت کرنے کا حکم۔

اس پانچویں جلد کا آغاز حضرت یوسف علیہ السلام کے اس بیان سے ہوتا ہے جس میں انہوں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ میں پاک نہ بناتا اپنے نفس کو کہ نفس تو بلا شبہ برائی کا حکم دینے والا ہے مگر ہاں جو رحم فرمادے میرا پروردگار بات دراصل یہ ہے کہ۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر کے بادشاہ کے دربار میں حاضر ہونے سے قبل جو تدبیر اختیار فرمائی تھی اس نے بادشاہ پر ظاہر کر دیا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام بے گناہ ہیں۔ اس طرح کسی کو بھی ان کے حال میں گفتگو کرنے کی مجال نہ رہی المختصر حضرت یوسف کی پاکدامنی کا اعتراف کھلے لفظوں میں حضرت زلیخا کی شمولیت کے ساتھ ساتھ مصر کی ان تمام عورتوں نے کر لیا جنہوں نے اپنی انگلیاں کاٹ لی تھیں پھر حضرت یوسف نے چاہا کہ اس بات پر آگاہ کر دیں کہ یہ بات میں نے اپنے نفس کی پاکی اور صفائی کے واسطے نہیں کہی یا اپنے کام پر میں خوش نہیں ہوا بلکہ یہ کہ کر نعمت عصمت اور ترک معصیت پر توفیق جناب احدیت کا میں نے شکر ادا کیا اور حفظ ربانی حمایت نہ کرے تو معلوم ہے، کہ نفسِ غدار سے کس قسم کے کام سرزد ہوں؟"

(تفسیر اشرفی جلد پنجم ص ۱۱)

اس تمہید کے ذریعہ گذشتہ آیات کا ذکر کرتے ہوئے علامہ مدنی نے پچیسویں پارہ کی پہلی آیت سے اس طرح مربوط کیا ہے۔ "کہ میں پاک نہ بناتا اپنے نفس کو کہ نفس تو بلا شبہ برائی کا حکم دینے والا ہے"۔

اس جلد کی شروعات ۶/ شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۹/ جولائی ۲۰۱۰ء بروز دوشنبہ ہوئی اور تکمیل بحمدہ تعالیٰ ۶/ صفر المظفر ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۲/ جنوری ۲۰۱۱ء بروز چہار شنبہ ہوئی۔ جس کے کل صفحات تشریح آیات سمیت ۳۸۲ ہیں جس میں متن تفسیر کے ۳۱۹ ۱۰۰۷(دس لاکھ سات ہزار تین سوانیس) حروف۔ ۸۰۱ ااا(ایک لاکھ گیارہ ہزار آٹھ سو ایک) الفاظ۔ ۷۵۹ ۸ (آٹھ ہزار سات سو انسٹھ) سطریں اور ۹۳۰ ۳ (تین ہزار نو سو انتیس) پیراگراف شامل ہیں۔ اس کی اشاعت فروری ۲۰۱۱ء میں ہوئی۔

تفسیر اشرفی جلد ششم: تفسیر اشرفی کی چھٹویں جلد سولہواں، سترہواں اور اٹھارہواں پارہ یعنی قال الم، اقترب للناس اور قد افلح پر مشتمل ہے اس میں کل صفحات ۳۷۰ ہیں، جس میں سورۂ مریم، سورۂ طٰہٰ، سورۃ الانبیاء، سورۃ الحج، سورۃ المؤمنون، سورۃ النور، سورۃ الفرقان کا ذکر درج ذیل بحثوں کے ساتھ موجود ہے۔

۱۔یاجوج وماجوج کا ذکر اور ذوالقرنین سے دیوار بنانے کے لیے درخواست کا ذکر۔

۲۔ قرب قیامت یاجوج وماجوج کا دیوار توڑ کر باہر آنے اور تباہی مچانے کا ذکر۔

۳۔ حضرت زکریا کی ایک بیٹے اور وارث کی دعا کرنے کا ذکر۔

۴۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے میلاد وصال اور اٹھائے جانے والے دن پر سلام کا ذکر۔

۵۔ حضرت مریم کے دردزہ اور بقیہ معاملات کا ذکر۔

۶۔ مومنوں کو جنت میں رکھے جانے کا ذکر۔

۷۔ انسان کو اسی زمین سے پیدا فرمانے اسی میں دوبارہ کرنے اور اسی سے دوبارہ اٹھائے جانے کا ذکر۔

۸۔ بنی اسرائیل پر انعامات کا ذکر۔

۹۔ ہر چیز کو پانی سے بنائے جانے کا ذکر۔

۱۰۔ چوپایوں کے مختلف فوائد اور ان سے دودھ مہیا کیے جانے کا ذکر۔

اس جلد کا آغاز سورۂ کہف کی چھہترویں آیت سے ہوتا ہے جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ میں سفر کا ذکر ہے اور ان میں ان دونوں کے درمیان جو بات ہوئی اور جو نظریاتی تصادم ہوا اس کا تفصیلی ذکر ہے اور یہ تصادم ہونا ضروری بھی تھا کیوں کہ

"حضرت خضر علیہ السلام کو معلوم تھا کہ حضرت موسیٰ تشریع کے نبی ہیں اور جو بات ظاہر شرع کے خلاف ہوگی اس پر وہ اعتراض کریں گے جب کہ حضرت خضر علیہ السلام تکوین کے نبی تھے اور ان کو معلوم تھا کہ ان کے کئی کام ظاہری شریعت کے خلاف ہوں گے اور ان پر حضرت موسیٰ اعتراض کریں گے اور اس طرح تعلیم و تعلم کا سلسلہ زیادہ دیر نہیں چل سکے گا اس لیے انہوں نے پیش بندی کے طور پر پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ" آپ میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کرسکیں گے اور اس چیز پر کیسے صبر کرسکتے ہیں جس کا آپ کے علم نے احاطہ نہیں کیا"۔ (تفسیر اشرفی جلد ششم ص ۱۱)

اس تمہید کے بعد اس چھٹی جلد کا آغاز ہوتا ہے، اور اس جلد کا اختتام سورۂ فرقان کی بیسویں جلد پر ہوتا ہے جس میں پیغمبر آخر الزماں ﷺ کی آمد سے قبل جو رسول آئے ہیں ان کے اوصاف اور معمولات زندگی کا ذکر کیا گیا ہے جو یہ دراصل کافروں کی کج فہمی اور ان کی خام خیالی کا جواب ہے جس کی طرف اشارہ مصنف نے ان لفظوں میں کیا ہے۔

"کافروں کو اس بات پر حیرت تھی کہ یہ کیسے رسول ہوسکتے ہیں جو ہماری طرح کھاتے پیتے ہیں اور بازاروں میں اپنی ضرورت کے لیے چلتے پھرتے ہیں رسول کو تو اپنے جملہ افعال میں دوسروں کو ممتاز ہونا چاہیے"۔ (تفسیر اشرفی جلد ششم ص ۳۵۸)

اس جلد کی آخری آیت میں اسی خام خیالی کا جواب دیا گیا ہے۔

اس چھٹی جلد یعنی سولھویں پارہ کا آغاز یکم ربیع الاول شریف ۱۴۳۲ھ مطابق ۵/ فروری ۲۰۱۱ء بروز دوشنبہ، سترہویں پارہ کا آغاز ۳۰/ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۵/ اپریل ۲۰۱۱ء بروز دوشنبہ، اور اس کی تکمیل ۲۲/ جمادی الاول ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۷/ اپریل ۲۰۱۱ء بروز چہار شنبہ بوقت ساڑھے دس بجے شب ہوئی اور اٹھارویں پارہ کا آغاز جو سورۃ المومنون سے شروع ہوتا ہے ۲۴/ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۷/ جون ۲۰۱۱ء بروز دوشنبہ ہوا جس کی تکمیل ۸/ رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ مطابق ۹/ اگست ۲۰۱۱ء بروز شنبہ ہوئی۔

اس جلد ششم کے متن تفسیر میں ۹۶۳۲۸۰ (نولاکھ ترسٹھ ہزار دو سواسّی) حروف، ۱۰۶۵۶۱ (ایک لاکھ چھ ہزار پانچ سو اکسٹھ) الفاظ، ۸۵۲۴ (آٹھ ہزار پانچ سو چوبیس) سطریں اور ۳۹۸۷ (تین ہزار نو سو ستاسی) پیر اگراف شامل ہیں۔ اس جلد کی اشاعت شیخ الاسلام ٹرسٹ احمد آباد گجرات کے زیر اہتمام یکم ذوالحجہ ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۷/ اکتوبر ۲۰۱۱ء میں ہوئی ہے۔

تفسیر اشرفی جلد ہفتم: اس تفسیر میں وقال الذین، امن خلق، اور اتل مااوحی یعنی انیسویں، بیسویں اور اکیسویں پارہ کی تفسیر ہے انیسویں پارہ میں سورۃ الشعرا، سورۃ النمل، بیسویں پارہ میں سورۃ القصص، سورۃ العنکبوت اور اکیسویں پارہ میں سورۃ الروم، سورۃ لقمٰن، سورۃ السجدۃ اور سورۃ الاحزاب کا ذکر ہے۔

اس جلد کے تین پاروں میں جن مباحث کا ذکر ہے ان کی تعداد ۲۰۹ تک پہنچتی ہے بطور مثال۔

۱۔ قیامت کے دن بادشاہی اللہ کی ہے اور اندھیر والوں کے پچھتانے کا ذکر۔

۲۔ دو دریاؤں کا ذکر جو آپس میں نہیں ملتے اور انسان کو نسل اور سسرال والا بنائے جانے کا ذکر۔

۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے مکالمات کا ذکر۔

۴۔ حضرت ہود علیہ السلام کا ذکر اور ان کے اپنی قوم سے مکالمات کا ذکر۔

۵۔ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی اور اس کی کونچیں کاٹے جانے کا ذکر۔

۶۔ حضرت شعیب علیہ السلام کا ذکر اور ان کے اپنی قوم سے مکالمات کا ذکر۔

۷۔ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم دیے جانے کا ذکر اور ان کے شکرانے کا ذکر۔

۸۔ حضرت لوط علیہ السلام کو اپنی قوم کے ساتھ مکالمات کا ذکر۔

۹۔ ایمان لانے کے بعد مومنین کو ضرور آزمائے جانے کا ذکر۔

۱۰۔ آسمان اور زمین کو اور ان میں جو کچھ ہے اس کو چھ دن میں بنائے جانے کا ذکر۔

تشریح لغات سمیت یہ ۳۳۲ صفحات کی تفسیر ہے جس کا آغاز مصنف نے ۱۱/ رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۲/ اگست ۲۰۱۱ء بروز جمعہ مبارکہ کیا تھا اور بعونہ تعالیٰ اور ۶/ صفر المظفر ۱۴۳۳ھ مطابق یکم جنوری ۲۰۱۲ء بروز یکشنبہ اکیسویں پارہ کی تفسیر مکمل ہوئی۔

اس تفسیر میں کل ۸۱۷۹۳۹ (آٹھ لاکھ سترہ ہزار نو سو انتالیس) حروف، ۸۹۸۱۰ (نواسی ہزار آٹھ سو دس) الفاظ، ۷۵۷۴ (سات ہزار پانچ سو چوہتر) سطریں اور ۳۷۱۷ (تین ہزار سات سو تیرہ) پیرا

گراف شامل ہیں۔

تفسیر اشرفی جلد ہشتم :اس جلد میں ومن یقنت ، ومالی اور فمن اظلم یعنی بائیسویں ، تیسویں اور چوبیسویں پارہ کی تفسیر شامل ہے جو ۳۴۰ صفحات پر مشتمل ہے ۔ ان تین پاروں میں سورۂ سبا، سورۂ فاطر، سورۂ لیٰسٓ، سوۂ الصّٰفّٰت ، سورۂ صٓ، سورۂ الزّمر، سورۂ المؤمن ، سورۂ حٰم السجدۃ کی تفسیر ہے جس میں درج ذیل اہم بحثیں ہیں۔

۱۔ آنحضرت ﷺ کو ہر جگہ کا چشم دید گواہ بنا کر بھیجے جانے کا ذکر۔

۲۔ عورتیں کس کس کے سامنے آسکتی ہیں ان کا ذکر یعنی پردہ کر نے اور نہ کرنے کا ذکر۔

۳۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت، عصا کو دیمک کا کھانا اور جنوں کے کام کرتے رہنے کا ذکر۔

۴۔ کفر کرنے والوں کا انجام اور ان کے حشر کا بیان۔

۵۔ نہ ماننے والوں سے مکالمات اور ان کے انجام کا ذکر۔

۶۔ اللہ کے ہرے درخت سے آگ پیدا فرمانے اور لفظ کن سے ہر چیز کے ہوجانے کا بیان ۔

۷۔ انسان کو یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو لیس دار مٹی سے پیدا کر نے کا ذکر۔

۸۔ نمرود اور نمرودیوں کے ذریعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جلانے کی کوشش کا بیان ۔

۹۔ فرشتوں کا حضرت داؤد علیہ السلام سے فیصلہ کروانے کا بیان ۔

۱۰۔ چوپایوں سے آٹھ جوڑے بنانے اور انسان کو اس کی ماں کے شکم سے پیدا کرنے کا بیان۔

سورۂ احزاب کی اکتسویں آیت سے اس جلد کا آغاز ہوتا ہے اور اس سے پہلے جو آیت گذری ہے اس میں ازواج مطہرات کا ذکر فرمایا گیا تھا اور بتایا گیا تھا کہ:

”ان میں جو بھی اللہ ورسول کی کھلی نافرمانی کریں گی تو ان کو دوسری عورت کی بہ نسبت دونا عذاب دیا جائے گا(اور)اب یہ ارشاد فرمایا جارہا ہے کہ(جو فرمانبردار رہے تم میں سے اللہ)تعالیٰ(اور اس کے رسول کا)یعنی ہمیشہ خدا ورسول کی فرمانبرداری کرتی رہے(اور کرے کرنے کے کام)یعنی نیک عمل انجام دے(تودیں گے ہم اس کا ثواب دونا)یعنی اگر عام عورتوں کو ان کی نیکیوں پر دس گنا ثواب دیا جاتا ہے تو ان کو بیس گنا دیا جائے گا“۔(تفسیر اشرفی جلد ششم ص ۱۱)

اور اس جلد کا اختتام سورۃ حٰم السجدہ کی آیت ۴۶ پر ہوتا ہے جس میں اس بات کا ذکر ہے کہ جو اچھا کام کرے گا تو اس کا فائدہ اسی کو ملے گا اور جو برا کام کرے گا تو اس کا وبال اور اس کا ضرر اسی پر جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

”(جس نے لیاقت مندی کی تو اپنے بھلے کو)یعنی اس کا فائدہ اسی کو پہنچے گا(اور جس نے برائی کی تو اسی پر ہے)اس کا وبال اور اس کا ضرر(اور نہیں ہے تمھارا رب ظلم کرنے والا)اپنے(بندوں کے لیے)کہ عمل کے لائق بدلہ نہ دے“۔

اس آٹھویں جلد کا آغاز ۲۱ / صفر المظفر ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۶/ جنوری ۲۰۱۲ء بروز دوشنبہ ہوا اور بعونہٖ تعالیٰ ۶/ جمادی الاول ۱۴۳۳ھ مطابق ۳۰/ مارچ ۲۰۱۲ء بروز جمعہ مبارکہ چوبیسویں پارہ کی تفسیر مکمل ہوئی ۔ اس جلد ہشتم کے متن تفسیر میں کل ۸۴۱۴۰۶ (آٹھ لاکھ اکتالیس ہزار چار سو چھ)حروف ۹۲۶۷۵ (بانوے ہزار چھ سو پچھتر)الفاظ ۷۸۲۷ (سات ہزار آٹھ سو ستائیس)سطریں اور ۳۸۹۶ (تین ہزار آٹھ سو چھیانوے)پیراگراف شامل ہیں۔

تفسیر اشرفی جلد نہم :اس جلد میں الیہ یرد، حٰمٓ، قال فما خطبکم یعنی پچیسویں، چھبیسویں، اور ستائیسویں پارے کی تفسیر ہے جس میں سورۃ الشوریٰ، سورۃ الزخرف، سورۃ الدخان، سورۃ الجاثیۃ، سورۃ الاحقاف ، سورۂ محمد، سورۃ الفتح، سورۃ الحجرات ، سورۂ قٓ، سورۃ الذاریات، سورۃ الطور، سورۃ النجم، سورۃ القمر، سورۃ الرحمٰن، سورۃ الواقعۃ، سورالحدید، جیسی سولہ سورتوں کا ذکر ہے ۔ ان سورتوں میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کی اصلاح وفلاح اور رشد وہدایت کے لیے کئی اہم فرمان جاری کیے ہیں ۔ ان سورتوں میں جن اہم امور کی نشاندھی کی گئی ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔ حضور اکرم ﷺ کو حکم کہ ”کہہ دو میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کوئی اجر مگر دوستی قرابت داروں کی ۔

۲۔ بیٹی کی پیدائش پر جس کا منہ دن بھر کالا رہے اس کا ذکر۔

۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرعون اور اس کی قوم سے مکالمات کا ذکر۔

۴۔ تھوہڑ درخت کا ذکر جو جہنم میں کافروں کی خوراک بنے گا۔

۵۔ مسلمانوں کو بلا وجہ اپنے آپ کو کمزور نہ سمجھنے کا حکم کیوں کہ

اللہ ان کے ساتھ ہے۔

۶۔ حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں کے اوپر اللہ کا ہاتھ ہے۔

۷۔ ایمان والوں کو حضور اکرم سے آگے نہ بڑھنے کا حکم۔

۸۔ اللہ کے رسولوں کو جھٹلانے والی قوموں کا ذکر۔

۹۔ شب معراج میں ہونے والے معاملات اور واقعات کی تفصیل۔

۱۰۔ حضور ﷺ کے معجزۂ شق القمر کے تعلق سے آیات اور ان کی تفسیر۔

چوبیسویں پارہ کی اخیر آیت میں اس بات کا ذکر تھا کہ کافر اس بات کا گمان نہیں کرتے تھے کہ قیامت قائم ہوگی وہ اکثر سوال کیا کرتے تھے کہ قیامت کب قائم ہوگی چوں کہ اس کا بالذات علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ پچیسویں پارہ کی شروع کی آیت جو حم السجدہ کی سیتالیویں آیت ہے اس میں اسی بات کا ذکر ہے کہ قیامت کا علم اور اور کسی کے پیٹ میں حمل نر ہے یا مادہ بغیر کسی ذریعہ کے اس کا علم صرف اللہ کو ہی ہے جس طرح وہ قیامت کو جانتا ہے اسی طرح وہ پھل اور بچہ پیدا ہونے کا علم بھی اسی کے ساتھ خاص ہے ان تمام چیزوں کا بالذات یقینی اور قطعی علم تو اللہ تعالیٰ کو ہی ہے انبیائے کرام اور اولیائے کرام کو جو غیب کا علم ہوتا ہے اس میں وحی اور الہام کا ذریعہ ہے، بالذات انہیں یہ علم حاصل نہیں ہوتے۔ (تفسیر اشرفی جلد نہم ص ۱۱)

مصنف نے اس جلد کا آغاز ۹؍ جمادی الاول ۱۴۳۳ھ مطابق ۲؍ اپریل ۲۰۱۲ء بروز دوشنبہ کیا اور اس کی تکمیل ۷؍ رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۸؍ جولائی ۲۰۱۲ء بروز شنبہ ہوئی۔ ۳۴۴ صفحات پر مشتمل اس جلد کے متن تفسیر میں ۸۳۵۴۷۴ (آٹھ لاکھ پینتیس ہزار چار سو چوہتر) حروف۔ ۹۸۰۴۰ (اٹھانوے ہزار چالیس) الفاظ۔ ۷۳۱۱ (سات ہزار تین سو گیارہ) سطریں اور ۳۴۵۷ (تین ہزار چار سو ستاون پیراگراف شامل ہیں۔ اس جلد کی اشاعت کرجن گجرات انڈیا سے دسمبر ۲۰۱۲ء میں ہوئی ہے۔

تفسیر اشرفی جلد دھم: تفسیر اشرفی کی دسویں اور آخری جلد اٹھائیسویں پارہ قد سمع اللہ انتیسویں پارہ تبٰرک الذی اور تیسویں پارہ عم یتساء لون پر مشتمل ہے۔ ان تین پاروں میں سورة المجادلة، سور ةالحشر، سورة الممتحنة، سورة الصف ، سورة الجمعة ، سورة المنافقون ، سورة التغابن ، سورة الطلاق، سورة التحريم ، سورة الملك ، سورة القلم ، سورة الحاقة ، سورة المعارج ، سورۂ نوح ، سورةالجن ، سورة المزمل ، سورة المدثر ، سورة القيمة ، سورة الدهر ، سورة المرسلٰت، سورة النباء، سورة النّزعات ، سورۂ عبس ، سورة التكوير ، سورة الانفطار ، سورة المطففين ، سورة الانشقاق، سورة البروج ،سورة الطارق، سورة الاعلیٰ ، سورة الغاشية ، سورة الفجر ، سورة البلد ، سورة الشمس ، سورة اليل ، سورة الضحیٰ ، سورۂ الم نشرح ، سورة التين ، سورة العلق، سورة القدر ، سورة البينة ، سورة الزلزال ، سورة العٰديات ، سورة القارعة سورة التكاثر، سورة العصر ، سورة الهمزة ، سورة الفيل، سورۂ قريش ، سورة الماعون ، سورة الكوثر ، سورة الكافرون ، سورة النصر ، سورة اللهب ، سورة الاخلاص ، سورة الفلق، سورة الناس۔ *یعنی* اس جلد میں ستاون سورتوں کا تذکرہ ہے ان سورتوں میں درج ذیل اہم مباحث پر گفتگو ہے۔

۱۔ حضور اکرم ﷺ کو گستاخانہ انداز میں سلام کرنے والوں کا ذکر۔

۲۔ منافقوں اور ان کی جھوٹی قسموں اور ان کے انجام کا ذکر۔

۳۔ حضور اکرم کو چند ضروری شرائط کے ساتھ مسلمان عورتوں کو بیعت کر لینے کی اجازت کا ذکر۔

۴۔ مسلمانوں کو اذان ہوتے ہی جمعہ کی نماز کے لیے حاضر ہو جانے اور خرید وفروخت چھوڑ دینے کا حکم۔

۵۔ بچوں کو دودھ پلانے کے تعلق سے کچھ ضروری احکامات کا بیان۔

۶۔ باغ والوں کی آزمائش اور ان کے ان شاء اللہ نہ کہنے کا ذکر۔

۷۔ ابرار کے طبقے اور ان کے انعامات اور ان کے اخلاق و کردار کا ذکر۔

۸۔ قیامت کے ذکر کے ساتھ جنتیوں کے انعام اور جہنمیوں کے انجام کا ذکر۔

۹۔ نفس مطمئنہ کا ذکر۔

۱۰۔ حضور اکرم ﷺ کے گستاخ اور دشمن ابو لہب اور اس کی

بیوی کے انجام کا ذکر۔

مصنف نے اس جلد کا آغاز ۹/ رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ مطابق ۳۰/ جولائی ۲۰۱۲ء بروز دوشنبہ سورۂ مجادلہ اور ۲۸ویں پارہ کی تفسیر سے کیا اور قرآن کریم کی آخری سورہ، سورۂ ناس کا اختتام ۷/ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۲/ نومبر ۲۰۱۲ء بروز پنجشنبہ ہوا۔ تفسیر کی تکمیل کے بعد سکون کا سانس لیتے ہوئے مصنف نے اس اہم کام کی تکمیل پر رب العزت کا شکر ادا کیا ہے اور "اظہار تشکر" عنوان کے تحت لکھا کہ۔

"رب تعالیٰ کا احسان ہے قرآن مجید وفرقان حمید کی تفسیر بنام سید التفاسیر المعروف بہ تفسیر اشرفی جس کا آغاز (۸/ رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۳/اکتوبر ۲۰۰۵ء کو دوسرے پارے سے کیا تھا پارہ پارہ کر کے آج توفیق الٰہی سے اختتام کو پہنچی" (تفسیر اشرفی جلد دہم ص ۳۷۵)

اس جلد کے متن تفسیر میں ۹۷۳۵۴۹ (نو لاکھ تہتر ہزار پانچ سو انچاس) حروف، ۱۰۷۵۱۰ (ایک لاکھ سات ہزار پانچ سو دس الفاظ، ۸۹۶۱ (آٹھ ہزار نو سو اکسٹھ) سطریں اور ۴۳۳۷ (چار ہزار تین سو سینتیس) پیراگراف شامل ہیں۔

مصنف نے ہر جلد کے آغاز واختتام کی ہجری اور عیسوی سنہ لکھنے کے علاوہ تمام سورتوں کے آغاز واختتام کی تاریخ اور دن کی وضاحت کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ کون سی پارہ کی تصنیف سے فراغت کب ہوئی اور اس کا آغاز کب کیا تھا اس طرح کا اہتمام مصنف نے ہر سورہ اور ہر ایک پارہ کے ساتھ کیا ہے۔

تفسیر کی تکمیل کے بعد مصنف نے اپنی ان تمام کوششوں کو اپنے والد محترم مخدوم الملت ابو المحامد سید محمد اشرفی جیلانی محدث اعظم ہند قدس سرہ العزیز، والدہ محترمہ سیدہ فاطمہ خاتون بنت سلطان العرفاء فرزند اکبر شبیہ غوث الثقلین مولانا سید احمد اشرف علیہم الرحمۃ والرضوان، پیر ومرشد پروردۂ چہار محبوباں ابو المسعود سید مختار اشرف اشرفی الجیلانی سجادہ نشین سرکار کلاں قدس سرہ العزیز کے علاوہ اپنی اہلیہ محترمہ سیدہ شمیمہ خاتون کے نام تہدیہ کیا ہے اور دعا کی ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اس تفسیر کو سب کے لیے فیض بخش بنائے اور اس خاکسار کے لیے توشہ آخرت قرار دے۔" (تفسیر اشرفی جلد دہم ص ۳۷۴)

تفسیر اشرفی کے ہر جلد کے آخر میں مصنف نے "تشریح لغات" کا التزام کیا ہے۔ جس میں حروف تہجی کی رعایت کرتے ہوئے ہر مشکل الفاظ کے دو تین معانی دیے ہیں تاکہ اس آیت کی مناسبت سے جو معنی درست اور بہتر لگے اس کا استعمال کیا جا سکے اور کم پڑھا لکھا انسان بھی آیت کریمہ کی گہرائی تک پہنچ سکے اور اس آیت کریمہ کا منشا و مراد کیا ہے اس تک رسائی حاصل کر سکے۔ مثال کے طور پر استجابت (التجا کو سننا اور قبول کرنا) بالیدگی (افزائش و روئیدگی) پژمردہ (کمہلایا ہوا) تاوان (عوض، جرمانہ، ہرجانہ) ثواب ابدی (ہمیشہ باقی رہنے والا نیک صلہ) جلب منفعت (نفع حاصل کرنا) چومیخا (ایک قسم کی سزا جس میں چار میخیں گاڑ کر مجرم کے ہاتھ پاؤں ان کے ساتھ باندھ دیے جاتے ہیں۔ حرماں نصیبی (بدقسمتی) خفیف الحرکاتی (اوچھی حرکت) داعیہ (خواہش) ذمائم (برائیاں، خرابیاں) روضہ خاخ (مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ایک جگہ کا نام ہے۔ زلل (کمی، نقصان) سدرمق (قلیل، تھوڑی، اتنا کھانا کہ زندگی قائم رہ سکے۔ صنادید (سردار) ضعف (کمزوری) ظروف (برتن) عزیمت (ارادہ، قصد) غایت غایات (انتہائی مطلب) فیلبان (مہاوت، ہاتھی چلانے والا) قوائے حیوانیہ (جسم کے اعضاء) کہانت (غیب کی باتیں بتانا) لوث (آمیزش، ملاوٹ، آلوگی) متخلق (اخلاق سے آراستہ) نگوں ساری (شرمندگی) وحوش (جنگلی جانور) ہوادار (خیر خواہ، دوست)

ایک بات کی یہاں وضاحت ضروری ہے کہ تفسیر کی طباعت کے وقت جلد اول سے جلد نہم تک آیت کریمہ کے ترجموں کو ہلکے پیلے رنگ اور اس کی تفسیر کو خاکستر رنگ میں نمایاں کیا گیا ہے باقی ساری وضاحتیں سیاہ رنگ میں ہیں جس رنگ میں آیت کریمہ کی طباعت ہوئی ہے۔ جیسا کہ ناشر نے وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے

"تفسیر کے دوران جو الفاظ قوسین میں ہیں اور گاڑھی سیاہی سے واضح کیے گئے ہیں وہ کلام پاک کی آیتوں کے ترجمے ہیں جن کو تفسیر میں اس طرح پرو گیا ہے کہ تفسیر بامحاورہ بھی بن جائے اور کلام الٰہی کا ترجمہ بھی انہی میں شامل ہو جائے اور پڑھنے والے کو کوئی رکاوٹ بھی محسوس نہ ہو یہ اس تفسیر کی انفرادیت بھی اور انوکھا انداز بھی"۔

(تفسیر اشرفی جلد دہم ص ۱۱ مطبوعہ گجرات مارچ ۲۰۱۳ء)

آئینۂ وطن

قادیانیت کے بڑھتے قدم اور ہماری سرد مہری

ہندوستانی مردم شماری میں قادیانیت کو ایک مسلم فرقہ قرار دینا ایک منظم سازش

توفیق احسن برکاتی

قارئین کو یاد ہوگا کہ ۲۰۱۱ء میں حکومت ہند نے مردم شماری کرائی تھی، ظاہر ہے اس وقت کانگریس کی حکومت تھی اور اب بھارتی جنتا پارٹی کا راج ہے۔ گزشتہ دنوں اس مردم شماری کا جو خلاصہ سامنے آیا ہے اس میں مسلمانوں کے ایک فرقے کی حیثیت سے قادیانیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ جب کہ اس سے پہلے مسلمان فرقوں میں صرف سنی، شیعہ اور اسماعیلی کا ذکر ہوتا تھا لیکن اس بار معاملہ بدل دیا گیا ہے اور قادیانی فرقہ بھی اس میں شامل ہے، حالاں کہ "قادیانیت" سراسر اسلام دشمنی اور مسلمانوں کے مسلمہ عقیدہ ختم نبوت کے انکار پر مبنی ایک بے دین و گمراہ فرقہ ہے، اس کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں ہے اور قادیانی ہرگز مسلمان نہیں ہیں ۔ مسلمان فرقوں میں قادیانیت کی شمولیت کے پیچھے حکومت ہند کی منشا کیا ہے یہ تو ابھی واضح نہیں ہے لیکن جو چیز کسی وضاحت کی محتاج نہیں وہ یہ ہے کہ حکومت اس معاملے کے ذریعے بھی مسلمانوں کے جذبات کو برانگیختہ کر رہی ہے اور ان پر ایک ایسی بات تھوپ رہی ہے جو انھیں قطعًا قابل قبول نہیں ۔ کوئی مسلمان قادیانیت کو اسلام سے وابستہ کر کے نہیں دیکھ سکتا اور نہ ہی قادیانیوں کو مسلمان سمجھ سکتا ہے۔ لیکن حکومت ہند کا یہ قدم بہت سنگین صورت حال پیدا کر رہا ہے جو یقیناً مذہبی امور میں مداخلت اور ہندستانی مسلمانوں کے لیے ناقابل برداشت ہے۔ اس لیے ہم سب کو آج ہی اس معاملے کی نزاکت کو محسوس کرنا ہے اور دنیاے اسلام کو آگاہ کرنا ہے کہ قادیانیت و مرزائیت کیا ہے اور دنیا کی حکومتیں قادیانیوں کو بڑھاوا کیوں دے رہی ہیں ؟ یہ بھی جاننا ضروری ہے۔

غیر منقسم ہندستان میں انگریزوں کے اشارے پر جس طرح وہابیت کی داغ بیل ڈالی گئی اور دہلی کے ولی اللٰہی خاندان میں پیدا ہونے والے مولوی اسمٰعیل دہلوی نے نجد کے فتنہ ساز ابن عبدالوہاب نجدی کی غیر اسلامی نظریات سے بھری ہوئی کتاب "التوحید" کا اردو ایڈیشن "تقویۃ الایمان" کے نام سے طبع کرایا اور ہندستان کے مسلمانوں کو فرقہ بندی کی آگ میں جھلسنے کے لیے چھوڑ دیا۔ اسی وہابیت سے شہ پاکر دیوبندیوں کے قاسم العلوم مولوی قاسم نانوتوی نے "تحذیر الناس" نامی کتاب لکھی اور اہل اسلام کے متفقہ عقیدۂ ختم نبوت کو بلاوجہ کی عبارت آرائی سے زخمی کر ڈالا اور حضور خاتم النبیین ﷺ کے آخری نبی ہونے کو عوام کا خیال قرار دیا۔ ادبی دنیا میں اپنی سخن فہمی کا رعب گانٹھنے والے ارباب ادب دل تھام کر ان کے جملے پڑھیں، لکھتے ہیں :

"عوام کے خیال میں تو رسول صلعم (پورا درود پاک "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھنا لازمی ہے۔) کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں ، مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں ، پھر مقام مدح میں "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے ؟" (تحذیر الناس، ص:۴)

ان کی ایک اور عبارت اہل سخن کے مطالعے کی نذر ہے:

"اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔" (ص:۱۸)

ایک آخری عبارت بھی ملاحظہ کر لیں :

"بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔" (ص:۳۴)

مولوی قاسم نانوتوی کی مذکورہ کتاب میں درج بالا عبارتیں آج بھی موجود ہیں، اب سخن فہموں سے صرف ایک سوال کیا جاتا ہے کہ یہ عبارتیں قابل فہم ہیں یا نہیں ؟۔ "ہم سخن فہم ہیں غالب کے طرف دار نہیں" جیسے مصرعے بار بار اپنی تحریروں میں استعمال کرنے والے بالغ نظر اہل قلم مذکورہ جملوں کو بار بار پڑھیں اور صریح و کنایہ، رمز و اشارہ اور حقیقت و مجاز کی قراردادوں کی روشنی میں ان کا تجزیہ کریں تو نتیجہ یہی نکلے گا کہ پہلے جملے میں انھوں نے حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کو عوام کا خیال قرار دیا ہے اور دوسرے جملے میں زمانہ نبوی میں کسی اور نبی کے آنے کو جائز ٹھہرایا ہے اور تیسرے جملے میں یہ ظاہر کیا ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے کے بعد بھی کوئی اور نبی پیدا ہو جائے تب بھی آپ کے آخری نبی ہونے میں کچھ فرق نہیں پڑے گا۔ عجیب بات ہے: کوئی بعد میں آرہا ہے اور آخری نہیں کہلائے گا، بلکہ پہلے آنے والا ہی آخری ہوگا۔ یہ کیا ہے ؟ "اک معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا" ۔ اگر جلد بازی میں بھی ان عبارتوں کو پڑھا جائے تو یہی نتیجہ

نکلے گا کہ انھوں نے صراحۃً حضور ﷺ کی خاتمیت کا انکار کیا ہے اور ان کے بعد کسی نبی کے آنے کو جائز مانا ہے، جب کہ یہ عقیدہ سراسر اسلام مخالف اور کفر ہے اور فتنہ قادیانیت تک پہنچنے کا چور دروازہ ہے۔ اسی بنیاد پر علماے اہل سنت نے ان پر فتویٰ کفر دیا اور اس بیان کی سخت مخالفت کی جسے آج تک واپس نہیں لیا گیا ہے بلکہ بیجا تاویلات میں اس جملوں کی مٹی اور پلید کردی گئی ہے۔ مولوی قاسم نانوتوی کی انکار ختم نبوت پر مبنی عبارتیں سب کو سمجھ میں آنے والی ہیں، یہاں نہ رمز ہے نہ استعارہ ہے، نہ علامتی انداز بیان کہ ان کی تفہیم مشکل ہو بلکہ یہ ایک واضح بیان ہے۔ اگر میری باتیں سمجھ میں نہ آ رہی ہوں تو ایک روشن حوالہ ملاحظہ کرلیں یہ عقدہ ضرور سمجھ میں آجائے گا، ہاں! یہ تحریر وہابیہ غیر مقلدین کے مزعومہ شیخ العرب والعجم، مولوی بدیع الدین راشدی کی ہے جس میں انھوں نے مولوی قاسم نانوتوی پر انکار ختم نبوت کا فتویٰ دیا ہے اور دیوبندی و مرزائی کو یک نظریہ قرار دیا ہے، لکھتے ہیں :

"ختم نبوت کو بھی یہ جس طرح تسلیم کرتے ہیں وہ بھی آپ کو سناتا ہوں۔ جب رسول اللہ ﷺ کے بعد وحی کا سلسلہ جاری رہا تو پھر ختم نبوت تو نہیں رہی۔ یہ میرے پاس مولوی قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کی کتاب "تحذیر الناس" موجود ہے۔ قرآن میں ہے کہ: ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیماً (سورہ احزاب:۴۰) رسول اللہ آخری نبی ہیں، مسلمانوں کا یہ اہم عقیدہ ہے۔ ہم کہتے ہیں یہ آپ کی عظیم ترین فضیلت ہے کہ آپ آخری نبی ہیں، جو کوئی رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی دوسرا نبی مانے تو کیا آپ (اس نام نہاد مسلم کی نظر میں) خاتم النبیین رہیں گے؟ ہرگز نہیں - "تحذیر الناس" صفحہ ۱۲ میں لکھتے ہیں کہ: "اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا بالفرض آپ کے بعد کوئی نبی فرض کیا جائے تو بھی خاتمیت محمدیہ میں فرق نہیں آئے گا-" مانا کہ دوسرا نبی آئے گا تب بھی آپ خاتم النبیین ہیں پھر کیسے خاتم النبیین رہے؟؟؟ نبوت کی جگہ کو تم نے خود توڑا ہے، اس میں تم نے خود رخنہ اندازی کی ہے، مرزائی بھی تو ایک امتی ہی کو آگے کرتے ہیں، آپ نے بھی امتی کو آگے کیا ہے۔ نبی کے پیچھے نہ آپ ہیں نہ وہ ہیں، بات ایک ہی ہے، تم ایک ہی گائے کے چور ہو-" (براۃ اہلحدیث، طبع: الدارالراشدیۃ، کراچی، ص: ۵۰، ۵۱)

اس اقتباس سے واضح ہو رہا ہے کہ دیوبندیت نے ہی مرزا غلام احمد قادیانی کو شہ دی ہے کہ وہ آہستہ آہستہ دعویٰ نبوت تک پہنچ جائے اور اپنے نبی ہونے کا اعلان کردے۔ اور تاریخی حقائق بھی یہ بتاتے ہیں کہ اس نے مختلف تاویلات کے ذریعے یہ راہ اپنے لیے ہموار کی ہے، بالآخر نبوت کا جھوٹا مدعی بن بیٹھا اور موقع ملتے ہی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرنے لگا۔

واقعہ یہ ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی نے اثر ابن عباس کو غلط مفہوم کا جامہ پہناتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا تھا اور جو کہا تھا وہ بالکل ختم نبوت کے انکار کے مترادف تھا اور بالکل نیا مفہوم، نیا معنی تھا، اس بات کا اقرار خود مولوی قاسم نے کیا ہے، اسی تحذیر الناس میں لکھتے ہیں : "میں نے بھی اک نئی بات لکھ دی تو کیا ہوا؟" (ص:۴۷)

غیر مقلدین کے مزعومہ بیہقی زماں مولوی زبیر علی زئی کے نزدیک اثر ابن عباس شاذ و مردود روایت ہے اور اس کا سہارا لے کر ختم نبوت کے انکار کا عقیدہ گڑھنا بالکل غلط اور شریعت میں دراندازی ہے۔ ایک جگہ انھوں نے لکھا ہے: "ایک شاذ روایت کی بنا پر آل دیوبند کا یہ عقیدہ ہے کہ سات زمینیں ہیں اور ہر زمین میں ہمارے نبی خاتم النبیین جیسے نبی (خاتم النبیین) ہیں۔ اس دیوبندی عقیدے کی وجہ سے ہمارے نبی سیدنا محمد ﷺ کی فضیلت اور ختم نبوت پر سخت ضرب پڑتی ہے۔ لہٰذا راقم الحروف نے اس دیوبندی عقیدے کو غلط اور گندا عقیدہ قرار دیا ہے-" (ماہ نامہ "ضرب حق" سرگودھا، مئی ۲۰۱۲ء، ص:۲۱)

بطور مثال یہ دو حوالے نقل کیے گئے ہیں۔ ممتاز پاکستانی محقق و مصنف محترم میثم عباس قادری نے اپنی مرتبہ کتاب "اہل سنت کی حقانیت کا غیر مقلدین سے ثبوت"

(مطبوعہ ادارہ تحفظ عقائد اہل سنت وجماعت، پاکستان، جون ۲۰۱۶ء)

میں اس موضوع پر تفصیلی کلام کیا ہے اور بیسوں حوالے پیش کرکے ثابت کیا ہے کہ مرزائیت وقادیانیت کی بنیاد گزاری میں مولوی قاسم نانوتوی کی مذکورہ عبارتوں کو بہت بڑا دخل ہے اور ان عبارتوں پر جن علماے اہل سنت بشمول علامہ شاہ فضل رسول بدایونی (المعتقد المنتقد) و امام احمد رضا قادری قدس سرہما نے (حسام الحرمین میں) فتویٰ کفر دیا وہ حق بجانب تھے اور وہ عبارتیں واقعی کفریہ اور عقیدہ ختم نبوت کے صریح منافی ہیں اور اس معاملے میں غیر مقلدین بھی ان سے اتفاق رکھتے ہیں-(ملاحظہ کریں، اہل سنت کی حقانیت، صفحہ ۳۰ تا ۵۰)

قادیانیت کا آغاز انگریزوں کے بہی خواہ اور تنخواہ دار ملازم مرزا غلام احمد قادیانی کے ذریعے ہوا، جس کی پیدائش پنجاب کے ضلع گرداس پور کے قصبہ قادیان میں ۱۸۳۹ء میں ہوئی، مقامی طور مختلف لوگوں سے تعلیم حاصل کی، انگریزی بھی پڑھی جو انگریزی ملازمت میں کافی کام آئی، بہت زیادہ پڑھ نہ سکے اور تعلیم مکمل نہ ہوئی تو والد کی زمینوں کی نگرانی کرنے لگے، پھر ضلعی عدالت میں ۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء پندرہ روپے ماہوار پر ملازم رہے۔ یہ عہد انگریز گورنمنٹ کی دوبارہ مکمل توانائی حاصل کرنے کا تھا،

لیکن ان کے خلاف ہندستان میں ماحول بھی بن رہا تھا، وہ ہندستانیوں کی اس طرح کی کسی بھی حرکت کو برداشت نہیں کرسکتے تھے، اس لیے انھیں ضرورت تھی ایسے افراد کی جو اس ماحول میں ان کے کام آسکیں اور ان کے اقتدار کو استحکام مل سکے۔ انگریزوں نے اس کام کے لیے کئی قابل افراد کا انتخاب کیا، ان میں یہ شخص بھی شامل تھا۔ بعد میں آہستہ آہستہ انگریزوں نے مرزا قادیانی کو مختلف طریقوں سے بڑھاوا دینا شروع کردیا اور پھر دنیاوی شہرت واقتدار کی لالچ میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے ہمراز حکیم نورالدین کی رفاقت میں ایک نئے فرقے کی بنیاد ڈالی اور اسے " قادیانیت " کے نام سے مشہور کرنے لگے۔ یہیں سے مرزا کی جھوٹی ارتقائی پوزیشن کا آغاز ہوتا ہے اور مختلف مرحلوں میں وہ دعویٰ نبوت کر بیٹھتا ہے، جس کے لیے اس کے حواری علما ماحول سازی کرتے رہتے ہیں اور اس کی راہیں کشادہ ہوتی جاتی ہیں۔ انگریزی گورنمنٹ بھی اس کے فروغ میں بھرپور دل چسپی لیتی ہے اور ان کی مالی امداد کرتی ہے -۱۸۸۰ء میں مرزا نے اپنے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا، بعد میں مامور من اللہ کے درجے تک پہنچنے کا مدعی ہوا، ۱۸۸۲ء میں مسیح موعود ہونے کا جھوٹا دعویٰ سامنے آیا، ۱۸۹۱ء میں ظلی اور بزوری نبی ہونے کا اعلان کردیا اور ۱۹۰۱ء میں باقاعدہ مکمل اور صاحب شریعت نبی کی جھوٹی سند بھی حاصل کرلی -

یہ ایک اجمالی خاکہ تھا جو ہم نے اپنے قارئین کے روبرو کردیا تاکہ انھیں حقیقت حال تک پہنچنے میں دشواری نہ ہو اور وہ سمجھ جائیں کہ قادیانیت اور مرزا قادیانی کی سچائی کیا ہے؟ اس گروہ نے اپنے عہد آغاز سے ہی روپوں اور طاقت کو اپنی زندگی کا لازمہ بنالیا تھا، یہ فرقہ کئی ناموں سے معروف ہے: احمدی، قادیانی اور مرزائی۔ ان کے عقائد سراسر اسلام مخالف اور شریعت سوز ہیں، ان کا قائد ور ہنما ایک دریدہ ذہن، جھوٹا، مکار، انبیا کا گستاخ اور شاطرانہ طبیعت کا مالک تھا، اس کی جھوٹی نبوت کا اقرار قادیانیت کا بنیادی نظریہ ہے، مرزا قادیانی کو متعدّد بار اپنی جھوٹی پیش گوئی کی ذلت بھی اٹھانی پڑی اور کئی بار مناظروں میں رسوا بھی ہونا پڑا، مگر اس نے اپنی دشنام طرازی اور فریب کاری کا راستہ نہ چھوڑا اور دنیا کو ایک باطل عقیدہ دے کر ۱۹۰۸ء میں دنیا سے رخصت ہوا-

مرزا قادیانی کو اپنے دور آغاز میں علمائے اہل سنت کی سخت مخالفت کا بھی سامنا کرنا پڑا، کئی بار تحریری وتقریری مناظروں میں شکست فاش کی ہزیمت سہی، مگر اپنی روش سے باز نہ آیا۔ مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کے رد میں سب سے اول، جامع ومبسوط فتویٰ کفر ممتاز عالم دین، مفتی اہل سنت، مایہ ناز مصنف ومناظر علامہ مفتی غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمۃ نے دیا، دستیاب شواہد کی رو سے علامہ قصوری نے یہ فتویٰ ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء میں تحریر کیا اور علماے پنجاب سے تصدیقات حاصل کیں، یہ فتویٰ اردو زبان میں تھا اور آپ نے اس کا نام "تحقیقات دستگیریہ ردہفوات براہینیہ " رکھا۔ اس کے علاوہ انھوں نے قادیانیت اور مرزا قادیانی کے باطل نظریات کے رد وابطال میں " رجم الشیاطین برداغلوطات البراهین" (۱۳۰۳ھ/۱۸۸۵ء)" فتح رحمانی بدفع کید قادیانی" (۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء) اور" تصدیق المرام بتکذیب قادیانی ولیکھ رام" (۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء) جیسی معرکہ آرا کتابیں تصنیف کیں - ان کتابوں کا تعارف اور مرزا غلام احمد قادیانی پر اولین فتویٰ کفر کی تحقیق محب گرامی جناب ثاقب رضا قادری، لاہوری نے اپنی مرتبہ کتاب "رسائل محدث قصوری" جلد اول ودوم (مطبوعہ اکبر بک سیلر، اردو بازار، لاہور، پاکستان، ۲۰۱۴ء-۲۰۱۶ء) کے مقدمے میں تفصیل سے کی ہے۔ ان جلدوں میں علامہ قصوری کے رسائل وفتاویٰ کو جمع کیا گیا ہے، جلد اول ۴۰۷ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں دس رسائل شامل ہیں جب کہ جلد دوم ۶۹۰ صفحات کو محیط ہے، رسائل کی تعداد پانچ ہے، سب رسائل کا تفصیلی تعارف جلد اول میں کرایا گیا ہے، ثاقب رضا قادری کا دونوں مقدمہ مستقل ایک کتاب کا درجہ رکھتا ہے، یہ رسائل انتہائی قیمتی معلومات اور نادر بحثوں کا احاطہ کرتے ہیں، کاش ان کی اشاعت ہندستان سے بھی ہوجاتی !

فتنہ قادیانیت کے صحافتی محاسبے پر مبنی محترم ثاقب رضا قادری نے "رد قادیانیت اور سنی صحافت" کے نام سے تین جلدوں میں ایک سیریز کی بنا ڈالی ہے۔ جلد اول سراج الاخبار جہلم کی فائلوں سے تیار کی گئی ہے، یہ اخبار ۱۸۸۵ء سے ۱۹۱۷ء تک جاری رہا، جلد دوم اخبار اہل فقہ امرت سر اور جلد سوم اخبار الفقیہ امرت سر کی رپورٹس، مضامین ومقالات سے تیار کی گئی ہے۔ جس کے تحت اب تک دوضخیم جلدیں طبع ہوکر منظر عام پر بھی آچکی ہیں، جلد اول ۳۰۷ صفحات پر مشتمل ہے اور ۲۰۱۴ء میں مکتبہ اعلیٰ حضرت، پاکستان سے شائع ہوئی ہے، اور جلد دوم اکبر بک سیلر، لاہور نے ۲۰۱۵ء میں ۵۰۰ صفحات میں شائع کی ہے، اس جلد میں راقم کا پیش لفظ بھی شامل کیا گیا ہے۔ تیسری جلد عن قریب شائع ہونے والی ہے -فتنہ قادیانیت کے رد میں ان جرائد کی صحافتی خدمات کو قطعًا نظر انداز نہیں کیا سکتا اور یہ جلدیں ایک دستاویز مرقع ہیں اور یہ بتاتی ہیں کہ قادیانیت کے خلاف محاذ قائم کرنے والے علما، اہل قلم، اور سنی صحافت سے وابستہ شخصیات نے کس دردمندی اور حوصلوں کے ساتھ اس فتنے کی سرکوبی کی کوششیں کی ہیں اور تحریرًا وتقریرًا قادیانیت کو رد بلیغ کیا ہے-

-------------------(باقی ص:۲۶ پر)

دنیا میں انسان کی پہلی درس گاہ

عبدالمجید محامد رضوی مصباحی

انسان اشرف المخلوقات ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے ''لقد کرمنا بنی آدم'' کا تاج زریں پہنایا ہے، اور ''لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم'' کی عمدہ اور بیش بہا شکل وشباہت سے سرفراز فرمایا ہے اس لیے اسے دنیا میں رہنے سہنے اور زندگی گزارنے کا ڈھنگ بھی الگ اور جداگانہ انداز میں عطا کیا ہے۔

ایک بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اسلامی رسم ورواج اور دینی طور طریقے کے مطابق جلدی سے اسے نہلا ڈھلا کر داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر (اقامت) کہی جاتی ہے، ساتویں دن اس کا عقیقہ کر کے ایک اچھا پیارا اور خوبصورت سا نام رکھا جاتا ہے پھر اس کے بعد بڑے ناز ونعم سے اس کی پرورش ہوتی ہے، وہ بچہ ماں کے دل کا سکون، باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور اعزہ واقرباء کے لیے مسرت وشادمانی کا باعث ہوتا ہے، ماں باپ ہر طرح کی تکالیف برداشت کر کے اسے پروان چڑھاتے ہیں اور چونکہ وہ بچہ ہمہ وقت ماں کے قریب ہی رہتا ہے اس لیے پہلے وہ ماں کی ذات سے مانوس وآشنا ہوتا ہے پھر باپ کی ذات سے۔

ماں اسے سینے سے چمٹا کر کبھی گود میں بٹھا کر دودھ پلاتی ہے اور اکثر اوقات گلے سے لگائے رہتی ہے چنانچہ مرور ایام کے ساتھ ساتھ بچہ ماں کی نشست وبرخواست، گفتار ورفتار، اخلاق واطوار اور کردار وعادات کی ریکارڈنگ شروع کر دیتا ہے اور لب کھولے بغیر انتہائی خاموشی سے ماں کی نقل وحرکت کو اپنی آنکھوں کے راستے دل میں اتارتا چلا جاتا ہے اور بچہ رحم مادر ہی میں ماں کے اخلاق وتعلیمات کا اثر قبول کرنے لگتا ہے اس ضمن میں سیدنا سرکار غوث اعظم بغدادی حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی حسنی وحسینی اور سرکار خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے واقعات ثبوت کے لیے کافی ہیں کہ اول الذکر بزرگ نے ۱۷/ یا ۱۸/ پارے اور ثانی الذکر نے ۱۵/ پارے قرآن کریم کے شکم مادر ہی میں حفظ کر لیے تھے۔

اس لیے قرار حمل کے ساتھ ہی ہر خاتون پر لازم ہے کہ وہ نہ صرف اپنی ظاہری غذاؤں اور عمدہ قسم کے کھانوں پر توجہ دے بلکہ باطنی احوال کی اصلاح کی بھی حتی المقدور کوشش کرے اور اس مقدس فریضہ کو انجام دینے کے لیے عبادات الٰہیہ کی کثرت کرے، نماز، روزہ، تلاوت قرآں ودیگر کار خیر کا بہت زیادہ اہتمام کرے، اچھی عادات واطوار اور اخلاق وکردار کا مظاہرہ کرے، قصداً کوئی ایسی بات زبان یا اپنی ذات سے نہ صادر ہونے دے جو تہذیب وتمدن اور ادب وشائستگی کے خلاف ہو، بری صحبتوں سے بالکلیہ پرہیز کرے بلکہ اپنے اور شکم میں پلنے والے بچے کے لیے اسے زہر قاتل جانے، جھوٹ، غیبت، چغلی، بے غیرتی وبے حیائی اور ہر قسم کی برائی سے دور بھاگے، بدعملی کو اپنے قریب نہ آنے دے، اور عام دنوں کی بہ نسبت دوران حمل احکام الٰہیہ پر زیادہ توجہ دے اور امور شرعیہ بجالانے میں کسی قسم کی کوتاہی ہرگز نہ کرے، کیوں کہ شکم میں پلنے والا بچہ ماں کی ایک ایک بات، قول وفعل وعمل وحالت کی کاپی اپنے دل میں اتار رہا ہے اور جس دن وہ دنیا میں آئے گا ماں کے ہر نشیب وفراز کا متحمل ہو کر اور اس کی حالتوں کی زیراکس کاپی بن کر آئے گا اور گود سے لے کر گور تک زندگی کے ہر شعبے میں ماں سے اخذ کیے ہوئے اثرات کا مظاہر ہو گا۔ اور بالفرض اگر شکم مادر میں اس نے ماں کے اثرات کو قبول نہیں بھی کیے تو بھی دودھ پینے کے زمانہ میں اور جب تک ماں کی پروش میں ہے ماں کے اثرات قبول کرنے سے اسے کوئی نہیں روک سکتا، یہ چیز مسلم ہے کہ بچہ اردگرد اور سماجی ماحول سے بھی متاثر ہوتا ہے مگر بعد میں اور وہ بھی گھر والوں کی لاپرواہی کی وجہ سے لیکن پہلے گھریلو ماحول ہی اس پر اپنی چھاپ چھوڑتا ہے، اس لیے ماں باپ ہر ایک کو اور بالخصوص ماں کو چاہئے کہ ان دنوں میں بچہ کے سامنے کوئی غیر شرعی کام نہ کرے تاکہ بچے پر اس کا غلط اثر مرتب نہ ہو۔ اسی لیے مسیحائے کائنات فخر آدمیت ہادیِ دو جہاں ختم الرسل حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے انسان کو انسانیت کا نسخۂ کیمیا عطا فرماتے ہوئے

استاذ دارالعلوم فدائیہ خانقاہ عالیہ سمرقندیہ، رحم گنج، دربھنگہ (بہار) ahaussain1993@gmail.com

ارشادفرمایا۔

اطلبو العلم من المهد الی اللحد۔

علم حاصل کرو ماں کی گود یعنی پہلے مدرسہ سے لے کر آخری سانس یعنی قبر کی منزل تک۔

ظاہر سی بات ہے کہ کسی بھی انسان کا پہلا مدرسہ یا اسکول صرف عمارت ہی عمارت اور بلڈنگ ہی بلڈنگ ہو، تعلیمی بو باس وہاں نہ ہو تو اس ظاہری عمارت سے انسان کا کچھ بھلا ہونے والا نہیں ہے، بعینہ اسے بھی سمجھ لیا جائے کہ ماں فقط روح وجسم کا مجموعہ تو ہوگی اور تعلیم سے عاری ہوگی تو اس ماں سے حاصل شدہ اثرات عمدہ اور نتیجہ خیز نہیں ہوں گے اور آگے چل کر بچہ اچھے اخلاق وکردار کا حامل ہو یہ بہت دشوار اور نادرالوقوع بلکہ قریب ناممکن ہے، وہاں سے بچہ کو عمدہ تربیت کیا ملے گی بلکہ صحیح اسلامی خطوط پر اس کی پرورش بھی مشکل ہے۔

لیکن اس کے برعکس ماں اگر زیور تعلیم سے آراستہ ہے تو بچہ بھی تعلیمی زیور سے مزین ہوگا، ماں اگر دنیاوی تعلیم کی حامل ہے تو بچہ بھی اسی کا حامل ہوگا، ماں اگر دینی تعلیم سے واقف اور اسلامی مزاج سے آشنا ہے تو بچہ بھی اسی رنگ میں رنگا ہوا نظر آئے گا۔ اور۔ اگر ماں دینی و دنیوی دونوں علم کے نور سے معمور ہے تو بچہ بھی آسمان ہدایت کا آفتاب اور نور علم کا ماہتاب بن کر چمکے گا۔

گویا جس طرح مدرسہ فقط عمارت کا نام نہیں، اسکول فقط اونچی بلڈنگوں کا نام نہیں، اسی طرح بچوں کا اول مدرسہ فقط روح وجسم کے مجموعہ کا نام نہیں تعلیم وتربیت اور عمارت وبلڈنگ دونوں کے مجموعہ کا نام عام اسکول یا مدرسہ ہے اور روح وجسم کے مجموعہ کے ساتھ تربیت وتعلیم کی آماجگاہ کا نام خاص مدرسہ یعنی ماں کی گود ہے۔ اس لیے تعلیم جہاں مردوں کے لیے لازمی وبنیادی امر اور اس کی زندگی کا جزولاینفک ہے وہیں عورتوں اور لڑکیوں کے لیے بھی ضروری اور لابدی شی ہے لہٰذا، میری ماں بہنیں تعلیم ضرور حاصل کریں اور اس سے گریز کا راستہ ہرگز نہ اختیار کریں۔ کہ تعلیم ہی ان کا اصل زیور اور حقیقی زیب وزینت ہے۔

لیس الجمال باثواب تزیننا
ان الجمال جمال العلم والادب
لیس الیتیم قدمات والدہ
ان الیتیم یتیم العلم والحسب

حیدر کرار شیر خدا حضرت مولیٰ علی مشکل کشا شوہر نامدار حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتے ہیں:

"خوبصورتی ان کپڑوں سے نہیں جو ہمیں زینت دیتے ہیں، اصل خوبصورتی علم وادب کی خوبصورتی ہے۔"

بے سہارا وہ نہیں جس کا باپ فوت ہوگیا ہو، درحقیقت بے سہارا وہ ہے جو علم وحسب سے خالی ہے، مگر ان ساری حقیقتوں کے باوجود زمانۂ موجودہ میں لڑکیوں اور عورتوں کی تعلیم کے جو طریقے رائج ہیں خصوصاً عصری اداروں میں ان سے حد درجہ پرہیز لازم اور احتیاط ضروری ہے اور مخلوط تعلیم سے تو مکمل اجتناب چاہیے کیوں کہ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے گلستاں میں فرمایا ہے۔

اے سلیم آب زسر چشمہ ببند
چوں پر شد نتواں بستن جوی

"اے عقلمند! پانی کے چشمہ پر بند پہلے ہی باندھ، کیوں کہ جب بھر جائے گا تو تو باندھ نہیں سکتا"

اور یہ بات بالکل حقیقت ہے کہ کوئی بھی شی اوّلاً اور شروع ہی میں کنٹرول میں لائی گئی تو وہ کنٹرول میں آجاتی ہے لیکن اگر شروع میں بے اعتنائی اور لاپرواہی برتی گئی تو بعد میں اس پر قابو پانا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لیے حالات زمانہ میں بہ جانے کے بجائے عورتوں کے مقتضائے حال کے مطابق ان کی تعلیم وتربیت وہاں ہو جہاں ان کی تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ ان کی عفت وپارسائی اور عصمت وعظمت کی حفاظت کی ضمانت کے ساتھ ان کے لیے پردے کا خاص نظم اور معقول اہتمام ہو اور الحمد للہ آج کے وقت میں ہمارے ملک ہندوستان میں مذکورہ خطوط پر بہت سارے ادارے اپنا فریضہ بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔

مولا تبارک وتعالیٰ ان اداروں کے بانیان، ارکان، معاونین اور محبین ومخلصین کو دارین کی سعادتوں سے سرفراز فرمائے۔ ان اداروں کو یوماً فیوماً بام عروج پر پہنچائے اور ہماری ماؤں اور بہنوں کو ان سے بھر پور استفادہ کی توفیق خیر بخشے۔ آمین

اخیر میں ایک شعر پر اپنی بات ختم کرتا ہوں جو پورے مضمون کا حاصل اور خلاصہ ہے

تعلیم لڑکیوں کی ضروری تو ہے مگر
خاتونِ خانہ ہوں وہ سبھا کی پری نہ ہوں

☆☆☆☆

فکر و نظر

عاشورۂ محرم اور چہلم شریف میں مسلمان کیا کریں؟

بزمِ دانش میں آپ ہر ماہ بدلتے حالات اور ابھرتے مسائل پر فکر و بصیرت سے لبریز نگارشات پڑھ رہے ہیں۔ ہم اربابِ قلم اور علماے اسلام کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ دیے گئے موضوعات پر اپنی گراں قدر اور جامع تحریریں ارسال فرمائیں۔ غیر معیاری اور تاخیر سے موصول ہونے والی تحریروں کی اشاعت سے ہم قبل از وقت معذرت خواہ ہیں۔ از: مبارک حسین مصباحی

نومبر ۲۰۱۶ء کا عنوان	انسدادِ جرائم: سیرتِ طیبہ کی روشنی میں
دسمبر ۲۰۱۶ء کا عنوان	اہلِ سنت کے غیر مربوط علما اور مشائخ - اسباب اور حل

یومِ عاشورا کی فضیلتیں اور برکتیں

از: مولانا محمد عبد المبین نعمانی، المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارک پور

دن اور راتیں سب اللہ عزوجل کی ہی بنائی ہوئی ہیں، لیکن اسی خالقِ کائنات نے بعض دنوں کو دوسرے دنوں پر اور بعض راتوں کو دوسری راتوں پر فضیلت دی ہے، اس میں بندوں کو کچھ کہنے کا حق نہیں، یہاں ہمیں یومِ عاشورا کے تعلق سے کچھ تحریر کرنا ہے۔

ماہِ محرم اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے، اس کا پہلا عشرہ بھی اپنے اندر اہمیت رکھتا ہے، اس کی پہلی تاریخ کی فجر اور دس راتوں کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ○(الفجر،۸۹،آیت:۲۰۱)

اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی۔ (کنزالایمان)

صبح سے مراد یکم محرم یا یکم ذی الحجہ کی فجر ہے اور دس راتوں میں کئی اقوال ہیں۔ مفسرِ قرآن صدر الافاضل مراد آبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ان سے مراد ذی الحجہ کی پہلی دس راتیں کیوں کہ یہ زمانہ اعمالِ حج میں مشغول ہونے کا زمانہ ہے اور حدیث شریف میں اس عشرہ کی بہت فضیلتیں وارد ہوئی ہیں۔ اور یہ بھی مروی ہے کہ رمضان کے عشرۂ اخیرہ کی دس راتیں مراد ہیں، یا محرم کے پہلے عشرہ کی۔ (تفسیر خزائن العرفان، سورہ والفجر)

محرم کا پہلا عشرہ مراد ہو تو اس کی دسویں تاریخ عاشورا ہے، اس سے اس کی عظمت بھی واضح ہوتی ہے، یہاں ذکر اگرچہ لیالی دس راتوں کا ہے، لیکن دن بھی ان سے نسبت کی وجہ سے شرف یاب ہیں اور کبھی رات بول کر دن رات دونوں مراد ہوتے ہیں، جیسے دن بول کر رات دن دونوں مراد ہوتے ہیں، ہاں رات کا ذکر ہے تو رات کی خصوصیت ضروری مانی جائے گی۔

عاشورا کا روزہ: عاشورا کے دن روزہ رکھنا سنت ہے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشورا کے دن روزہ رکھتے ہیں، انھوں نے بتایا کہ یہ وہ عظمت والا دن ہے جس دن اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون کو اس کی قوم کے ساتھ غرق کر دیا تو حضرت موسیٰ نے شکریے میں روزہ رکھا، اس لیے ہم بھی رکھتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم موسیٰ کے تم سے زیادہ حق دار ہیں تو عاشورہ کا روزہ رسولِ پاک علیہ السلام نے بھی رکھا اور امت کو بھی اس کا حکم دیا۔

(صحیح بخاری، ج:۱، ۲۶۸/۱، مجلس برکات، مسلم:۱/۳۵۹، مشکوٰۃ:۱۸۰)

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عاشورا کا روزہ پہلے فرض تھا یا واجب پھر جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو اس کی فرضیت

منسوخ ہوگئی اور بعض فقہا نے کہا کہ یہ روزہ ہمیشہ سے سنت ہی رہا ہے۔
یہ روزہ حضور اقدس ﷺ پہلے ہی رکھا کرتے تھے، جب مدینہ آئے تو یہودیوں کو دیکھا کہ وہ بھی رکھ رہے ہیں، ان سے پوچھا یہ کیا بات ہے تو انھوں نے وہ جواب دیا جو اوپر کی حدیث میں مذکور ہے اور اس کا حکم بھی دیا۔ اور فرمایا حضرت کی اتباع کے ہم زیادہ حق دار ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب حضورِ اقدس ﷺ نے عاشورا کا روزہ رکھا تو صحابۂ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو وہ دن ہے کہ یہود و نصاریٰ اس کی تعظیم کرتے ہیں تو رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

لئن بقیت الی قابل لا صومن التاسع.

اگر میں سال آئندہ دنیا میں باقی رہا تو محرم کی نویں تاریخ کو بھی روزہ رکھوں گا۔ (مشکوٰۃ، ص:۱۷۸، ۱۷۹، بحوالہ صحیح مسلم)

یہ تو رہا عاشورا کے روزے کا حکم، اب اس کی فضیلت بھی ملاحظہ ہو:

☆افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم و افضل الصلاة بعد الفريضة صلاة لليل، رواه مسلم عن ابی هريرة. (مشكاة:۱۷۸، صيام التطوع. رمذی ۱/ ۹۳)

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رمضان کے بعد سب سے افضل روزہ اللہ کے شہر محرم کا روزہ ہے اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز صلاۃ اللیل یعنی رات کی نماز ہے۔

دوسری روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ ہے:

☆ما رأيت النبی ﷺ يتحری صيام يوم فضله علیٰ غيره الا هذا اليوم يوم عاشوراء و هذا الشهر يعنی شهر رمضان . (متفق عليه)

کہ رسول اللہ ﷺ جن فضیلت والے روزوں کا اہتمام کرتے وہ عاشورا کا روزہ تھا یا رمضان المبارک کا (مشکوٰۃ، ص:۱۷۸)

اس سے بھی عاشورا کے روزے کی فضیلت و اہمیت کا ثبوت ملتا ہے۔

☆ترمذی شریف کی ایک روایت یہ بھی ہے:

حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ سے مروی ہے کہ ان سے ایک شخص نے سوال کیا کہ بعد رمضان آپ مجھے کون سے روزے کا حکم دیتے ہیں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس سے فرمایا: میں نے اس سلسلے میں کسی کو سوال کرتے نہیں سنا سوا ایک آدمی کے۔ اس کو دیکھا کہ وہ رسولِ پاک ﷺ سے سوال کر رہا تھا اور میں حضور کے پاس بیٹھا تھا تو اس نے اس طرح سوال کیا: یا رسول اللہ! رمضان کے بعد کون سے مہینے کا روزہ رکھنے کا آپ مجھے حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: اگر رمضان کے مہینے کے بعد تو روزہ رکھنا چاہے تو محرم کا روزہ رکھ، اس لیے کہ یہ اللہ کا مہینہ ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے ایک قوم پر اپنا انعام فرمایا اور دوسری قوم کو بھی انعام سے سرفراز فرمائے گا۔ (ترمذی شریف، ۱/۹۳، ابواب الصوم)

پہلی قوم سے بنی اسرائیل قومِ موسیٰ مراد ہے کہ انھیں نجات دی اور فرعون کو غرق فرمایا، دوسری قوم سے اشارہ ہے شہادتِ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف۔

☆ترمذی شریف کی ہی دوسری روایت خاص یومِ عاشورا کے بارے میں ہے:

يوم عاشوراء انی احتسب علی الله ان يكفر السنة اللتی قبله. (سنن ترمذی، ۱/ ۹۴، باب الحث علیٰ عاشوراء)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے اللہ سے امید قوی ہے کہ عاشورا کا روزہ ایک سال قبل کے لیے کفارہ ہو جائے گا۔

امام ترمذی فرماتے ہیں عاشورا کے روزے کی ترغیب اور فضیلت میں حضرات علی، و محمد بن صیفی و مسلمہ بن اکوع و ہند بن اسماء و ربیع بنت معوذ بن عفراء و عبد الرحمٰن بن سلمہ خزاعی حضور کے عمِ مکرم سے اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایات آئی ہیں۔

عاشورۂ محرم کی بدعات و خرافات

از: مولانا محمد علی قاضی مصباحی جمالی، ایم. اے. mohamedali_saki@yahoo.co.in

اسلام میں جملہ شب و روز اور سارے ماہ و سال سب کے سب روز مرہ کے عبادات و احکامات اور اخلاق و آدابِ اسلامی کی زریں کڑیوں سے پابند کر دیے گئے ہیں۔ یہاں نہ کوئی دن آزاد و آوارہ ہے اور نہ کوئی رات غافل و بے لگام، نہ کسی ہفتے میں ویکنڈ (Weekend)

ہے،نہ کسی مہینے میں سیکنڈ سیٹرڈے (Second saturday) کا تصور اور نہ ہی یہاں کوئی بھی سال جشنِ عیش وطرب کا سال ہے۔دن کوئی سا ہو نمازِ فجر وظہر میں کوئی چھوٹ نہیں ،شام کیسی ہی روح فرساو کربناک کیوں نہ ہو مگر نمازِ عصر سے راہِ فرار نہیں اور شب کتنی ہی خوفناک وبھیانک اور طوفانی کیوں نہ ہو مگر نمازِ مغرب وعشامیں ہرگز کوئی رعایت نہیں۔قرآن کریم کاارشاد ہے:

وَاذۡكُرِ اسۡمَ رَبِّكَ بُكۡرَةً وَّاَصِيۡلًا وَمِنَ الَّيۡلِ فَاسۡجُدۡ لَهٗ

(الدھر۷۶آیت ۲۶)

ترجمہ! اور اپنے رب کا نام صبح وشام یادکرو اورکچھ رات میں اسے سجدہ کرو)

اسی طرح ہلالِ محرم نمودار ہو کہ ہلالِ عید ظہور پذیر ہو اور ماہ ربیع الاول کا چاند نظر آئے کہ شہر رمضان کی شروعات ہوالغرض کوئی بھی موسم وماحول ہو،کیسا بھی زمانہ اور کیسے ہی حالات کیوں نہ ہوں ایک مسلمان کو فرائض وواجبات کی پابندی، حلال روزی کی تلاش ،والدین کی فرمانبرداری، اہل وعیال کی پرورش،آل واولاد کی تربیت ،بڑوں بزرگوں کا ادب، بیماروں کی تیمارداری اور کمزوروں کی اعانت وامداد الختصر جملہ حقوق اللہ وحقوق العباد کی ادائیگی میں ہمیشہ اور ہر وقت کمربستہ رہنا ہے۔کیونکہ اللہ رب العزت نے اُسے بے لگام یوں ہی آزاد نہیں چھوڑدیا ہے۔ارشاد ہوتا ہے:

اَيَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَنۡ يُّتۡرَكَ سُدًى. (القیمۃ۷۵آیت ۳۶)

ترجمہ! کیا آدمی اس گھمنڈ میں ہے کہ آزاد چھوڑدیا جائے گا۔

اس لیے ایک مومن صادق اپنی انفرادی واجتماعی ذمہ داریوں سے نہ انکار وفرار اختیار کرے گا اور نہ ہی ان میں کسی بھی قسم کی کوتاہی وکمی کو برداشت کرے گا۔وہ تو اپنی حیات مستعار کے ایک ایک لمحہ کو نیکیوں کے ذریعے مزین ومرصع کرناچاہتا ہے تاکہ کل قیامت میں یہ کہنا نہ پڑے:

يَقُوۡلُ يٰلَيۡتَنِىۡ قَدَّمۡتُ لِحَيَاتِىۡ (الفجر۸۹آیت ۲۴)

ترجمہ! کہے گا ہائے کسی طرح میں نے جیتے جی نیکی آگے بھیجی ہوتی

چنانچہ ایک سچااور مطیع وفرماں بردار مسلمان یہ پکا یقین واعتقاد رکھتا ہے کہ وہ دنیا میں آزاد وآوارہ نہیں ہے،وہ خدا کی گرفت سے دور نہیں ہے اور وہ اپنے اعمال وافعال اور اپنے عادات واخلاق میں بے نیاز نہیں ہے بلکہ وہ ہر وقت حکم ربانی کا پابند ہے اور اپنے ہر ہر عمل کا خدا کے سامنے جوابدہ ہے۔ارشاد ہوتا ہے:

كَلَّاۤ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَيَطۡغٰۤى اَنۡ رَّاٰهُ اسۡتَغۡنٰى اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجۡعٰى.(العلق ۹۶آیات ۸،۷،۶)

ترجمہ! ہاں ہاں بے شک آدمی سرکشی کرتا ہے اس پر کہ اپنے آپ کو غنی سمجھ لیا بے شک تمھارے رب ہی کی طرف پھرنا ہے۔

جب یہ بات اس کے سامنے خوب خوب واضح وروشن ہے کہ وہ امر الٰہی کا پابند ہے،دنیا میں ہے تو يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا ادۡخُلُوۡا فِى السِّلۡمِ كَآفَّةً (البقرہ۲آیت ۲۰۸) پر کاربند اور موت کے وقت میں وَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ (ال عمران ۳آیت ۱۰۲) کا مشتاق و آرزومند۔پھر بھلا وہ شب وروز کی بدلیوں،موسم وماحول کی تبدیلیوں، زمانے وحالات کے تغیرات،ماہ وسال کے تقدُّم وتأخُّر اور انقلابات دہر،اور واقعات وحادثات زمانہ سے کیوں کر مرعوب ومغلوب اور خائف ومتاثر ہوگا؟ بلکہ وہ اُن سے سبق لے کر مزید معرفت الٰہیہ واطاعت خداوندی کی طرف مائل ہوگا۔کیونکہ وہ خوب جانتا ہے کہ زمانہ اور زمانے کے سارے انقلابات وحوادث اُس کے لیے جائے تماشہ نہیں بلکہ درس عبرت ہیں۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ فِىۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى الۡاَلۡبَابِ (ال عمران آیت ۱۹۰)

ترجمہ! بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لیے۔مگر افسوس کہ آج کل ہم سنیوں نے اپنے اپنے علاقوں اور بستیوں میں بالخصوص محرم وعاشورے کے موسم میں کسی نہ کسی تاریخی وقومی اور سماجی وملکی وجوہات وحالات کو بہانہ بناکر مذہب کے نام پر ڈھیر ساری اختراعات وایجادات کرڈالی ہیں ۔انھیں ریت وروایت،اگلوں سے ہوتا آیا، آباء واجداد کا طریقہ اور دفع بلیات اور قومی یکجہتی وغیرہا کا نام دے دیا ہے۔اور اِس سے بھی افسوس ناک بات یہ ہے کہ اِن کو بھی ہم میں کے بعض نے بدعت حسنہ کا نام دینے کی حرکت سیئہ کی تو کبھی براہ راست اُن کے لیے جواز واستحباب کی سبیل پیدا کرنے کی سعی نامحمود اور عمل مذموم کیا۔اور اس طرح سے اہل سنت کا شرعی ودینی تقدس، اہل سنت کی فکری ونظریاتی حرمت اور اُس کا علمی وعملی وقار پامال کیا۔آج کل تو ہم سنیوں کے معاشرے میں ماہ محرم،ماہ ربیع النور،ماہ رمضان اور ماہ ذوالقعدہ وذوالحج میں خصوصاً جس طرح سے بالترتیب تعزیہ داری وآتش پرستی،جلوس میلاد میں ہنگامے،شب بھر لاؤڈاسپیکرس کا بے جا وغیر ضروری استعمال،عازمین حج کی رسم گل پوشی کی محفلیں اور قربانی کے جانوروں کی نمائش وغیرہا حرکات واعمال کی ایک دھوم مچی ہوئی ہے۔ان غیر شرعی وغیر ضروری اور اسراف ونمائش والے

کاموں سے ہم ایسا ظاہر کرتے رہتے ہیں کہ گویا اسلام واہل سنت پر ہم بڑا احسان کررہے ہیں۔ اگر ہم ایسا نہ کریں گے تو اہل سنت کی کشتی کو سیلاب اغیار بہالے جائے گا۔ کاش ہمارے بھائیوں کو یہ معلوم ہوتا کہ اِس طرح کے حرکات وافعال سے داخلی ہو کہ خارجی، ہر سطح پر جماعت اہل سنت کا کتنا نقصان ہوا ہے؟ کاش انہیں یہ معلوم ہوتا کہ اسلام واہل سنت کی بنیاد چند خود ساختہ معمولات اور سماجی رسومات پر نہیں ہے بلکہ ٹھوس بنیادوں پر اور پختہ اصولوں پر ہے۔ اسلام واہل سنت کی بنیادِ اول قرآن یعنی اطاعتِ خدا جل وعلیٰ ہے، اسلام واہل سنت کی بنیادِ ثانی حدیث مصطفیٰ یعنی اطاعتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اور اسلام واہل سنت کی بنیادِ ثالث اولی الامر کی فرماں برداری ہے یعنی اصحاب واہل بیتِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اجماع امت کی اطاعت پر ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُوْلِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ (النساء۴ آیت ۵۹)

ترجمہ! اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔

لہٰذا سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو دین ودنیا کے جملہ امور ومسائل میں تعلیمات قرآن وسنت کی طرف، تعلیماتِ اصحاب نبی واہل بیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اور تعلیماتِ اسلاف وصالحین کی طرف لوٹنا چاہیے نہ کہ سنی سنائی اور بے اصل وبے بنیاد باتوں کی طرف، بدعات وخرافات کی طرف اور خود ساختہ عادات ورسومات کی طرف۔ دلائلِ شرع اطاعتِ خدا واطاعتِ مصطفیٰ اور اطاعتِ اولی الامر ہیں نہ کہ قوموں اور ملکوں کی رسومات، لوگوں اور سماجوں میں رائج وجاری اعمال وعادات۔ اللہ تعالیٰ نے مومنین کے اوصاف میں یہ بھی بیان فرمایا ہے:

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ. (المومنون ۲۳ آیت ۳)

ترجمہ! اور وہ جو کسی بے ہودہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے۔

یعنی ہر لہو وباطل سے اجتناب کرتے ہیں۔ ہمارے قلب وخیال میں یہ بات رہے کہ اسلام اپنی سربلندی کے لیے ہم مسلمانوں کا محتاج نہیں ہے بلکہ ہم اپنی سرفرازی کے لیے اسلام کے محتاج ہیں، ہماری فکر ونظر سے یہ حقیقت اوجھل نہ ہوجائے کہ دین اسلام عربی ہے اس لیے ہم عجمی الاسلام نہ بنیں بلکہ مکی ومدنی الاسلام بننے کی سعادت حاصل کریں اور ہمارا دامنِ علم ودانش اِس صداقت سے خالی نہ ہوجائے کہ رضائے رب العالمین وخوشنودیٔ رحمۃ للعالمین کے بغیر شریعتِ مصطفیٰ میں کسی کی رضا وخوشنودی کا کوئی اعتبار نہیں ہے اس لیے جس کے قول وعمل کی فرمانبرداری میں رضائے خدا وخوشنودی محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روپوش ہے اُسی کی بات مانی جائے گی، اُسی کے قول کا اعتبار ہوگا اور اُسی کا کردارِ حیات ہمارے لیے مشعل راہ ونمونۂ عمل ہوگا۔ مذکورہ بالا دعوے کی تصدیق کے لیے حسب ذیل خطبۂ صدیقی کے نکات پڑھیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے دل مطمئن اور ہمارے فکر ونظر روشن ہوجائیں گے۔ خطبۂ صدیقی! امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب خلافت کی ذمہ داری قبول فرمائی تو حمد ونعت کے بعد لوگوں سے مخاطب ہوکر اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا کہ میں تمھارا سردار بنایا گیا ہوں حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں پس اگر میں نیک کام کروں تو تمھارا فرض ہے کہ میری مدد کرو اور اگر میں کوئی غلط راہ اختیار کروں تو فرض ہے تم مجھ کو سیدھے راستے پر قائم کرو۔ راستی وراست گفتاری امانت ہے اور دروغ گوئی خیانت ہے۔ تم میں جو ضعیف ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے جب تک کہ میں اس کا حق نہ دلوا دوں۔ اور تم میں جو قوی ہے وہ میرے نزدیک ضعیف ہے جب تک میں اس سے حق نہ لے لوں۔ اور اسکے بعد آگے ارشاد فرمایا:

يَاأَيُّهَا النَّاسُ أَطِيْعُوْنِي مَا أَطَعْتُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَإِنْ عَصَيْتُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَلَا طَاعَةَ لِي عَلَيْكُمْ. (تاریخ اسلام)

یعنی اے لوگو! میری اطاعت تم پر لازم ہے جب تک میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا رہوں اور جب مجھ سے ان کی نافرمانی تم دیکھو تو تم پر پھر میری اطاعت ضروری نہ رہی۔ اب اِن قرآن وسنت اور تاریخ وسیرت کے روشن حقائق کو جان لینے کے بعد بھی کوئی دین کے نام پر من مانی کرے، اپنی طبیعت کو شریعت کا حصہ بتانے کی ناپاک سعی کرے اور بے بنیاد اعمال وخرافات کو مذہبی رنگ دے کر اجر وثواب کی امید رکھے ایسوں کے بارے میں قرآن مجید کا فرمان کافی ہے:

إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيْلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُوْرًا (الدھر ۷۶ آیت ۳)

ترجمہ! بے شک ہم نے اسے راہ بتائی یا حق مانتا یا ناشکری کرتا۔

ادھر گزشتہ چند برسوں سے علما کے بیانات کی برکت سے ملک کے کچھ علاقوں میں تعزیہ داری میں کمی تو آئی مگر کھچڑے کی فاتحہ (جب کہ فاتحہ بذات خود ایک مستحسن عمل ہے جو مختصر سی شیرینی یا ایک گلاس پانی پر بھی دلائی جاسکتی ہے) کے نام پر بڑی خوبصورتی کے ساتھ ایک دوسری خرابی سنیوں کے معاشرے میں داخل ہوگئی یعنی اب شہر کی ہر ہر گلی میں حسینی کہلانے والوں نے لمبی لمبی دیگوں کی بارات سجانا شروع کردیا نامور خطیبوں اور معروف علما وسادات کو فاتحہ خوانی کے لیے مدعو کر کے ضیافتِ عاشورہ ودعوتِ عام کے اہتمام میں ملت واہل سنت کے لاکھوں روپے خرچ

کرنے لگ گئے۔ اس خرابی بسیار کے باوصف وہ اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ ہم ایسا کرکے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کی قربانیوں کے بدلے میں انہیں شاندار وزور دار خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں جب کہ مظلوم کربلا اور شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم کا غلامان حسین وعاشقان اہل بیت سے یہ مطالبہ تو ہرگز نہیں ہے۔ وہ تو ہم سے یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ قرآن پر عمل پیرا ہو جاؤ، صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر کاربند ہو جاؤ، وقت آئے تو گلشن اسلام کی آبیاری کے لیے ہر قربانی سے دریغ نہ کرو، بھوکوں کا خیال رکھو اور پیاسوں کی پیاس بجھاؤ۔ اس لیے اگر ہمیں کھلانے پلانے ہی کا شوق ہے تو وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ (الماعون۱۰۷آیت ۳ترجمہ! اور مسکین کو کھانے کی ترغیب نہیں دیتا) پر عمل کرو: فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ (الضحیٰ۹۳آیت ۹،۱۰) ترجمہ! تو یتیم پر دباؤ نہ ڈالو اور سائل کو جھڑکی نہ دو۔ کو عملی جامہ پہناؤ... كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْیَتِیْمَ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ (الفجر۸۹آیت ۱۸) ترجمہ! بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے اور آپس میں ایک دوسرے کو مسکین کو کھلانے کی ترغیب نہیں دیتے۔ کی لوگوں کو ترغیب دو... وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا .(الدھر۷۶آیت ۸) ترجمہ! اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین، یتیم اور اسیر کو۔ کا کردار اپناؤ اور لَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِیْنَ سے سبق حاصل کرو۔

حدیث میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں کے گھروں میں وہ گھر بہت اچھا ہے جس میں یتیم کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور وہ گھر بہت برا ہے جس میں یتیم کے ساتھ برا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ عہد جاہلیت کے خرافات پر پابندی! اسلام سے پہلے خانہ کعبہ کے پاس بھی بہت ساری خرافات وبدعات ہوا کرتی تھیں اور مدینہ منورہ میں بھی حضور کی تشریف آوری سے قبل مذہب کے نام پر کھیل تماشہ ہوتا تھا۔ ان سب پر اسلام نے سختی سے روک لگادی۔ عہد جاہلیت کی ان خرابیوں کا قرآن کریم میں یوں ذکر موجود ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَیْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِیَةً

(الانفال۸آیت ۳۵)

ترجمہ! اور کعبہ کے پاس ان کی نماز نہیں مگر سیٹی اور تالی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قریش ننگے ہوکر خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے اور سیٹیاں اور تالیاں بجاتے تھے اور یہ فعل ان کا یا تو اس اعتقاد باطل سے تھا کہ سیٹی اور تالی بجانا عبادت ہے اور یا اس شرارت سے کہ ان کے اس شور سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں پریشانی ہو (کنز الایمان)۔

معلوم ہوا کہ ایسے جملہ حرکات وخرافات مذہب کے نام پر ہوں یا کہ مذہبی مقدس ترین مقام پر اسلام میں ہرگز قطعی اُن کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہاں لوگوں کو سال میں دو دن کھیل کود کرتے اور خوشی مناتے دیکھا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: مَا هٰذَانِ الْیَوْمَانِ؟ ان دو دنوں میں تم کیا کرتے ہو؟ کہا ان دو دنوں میں زمانہ جاہلیت کے دوران ہم خوشیاں منایا کرتے تھے۔ تو اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَدْ اَبْدَلَكُمُ اللّٰهُ بِهِمَا خَیْرًا مِنْهُمَا یَوْمَ الْاَضْحٰی وَ یَوْمَ الْفِطْرِ. یعنی اللہ رب العزت نے تمھارے لیے ان دنوں کو ان سے بہتر دنوں میں بدل دیا ہے (ابوداؤد ومشکوۃ)۔

مذکورہ بالا مکی ومدنی تاریخی حقائق کی روشنی میں جب اُن عربی خرافات ورسومات کی کوئی حقیقت نہیں رہ جاتی ہے تو پھر بھلا ماہ محرم الحرام اور عاشورے کے موسم میں ہمارے ملک میں ہونے والے ان جملہ ہندی حرکات ورسومات مثلاً تعزیہ داری، آتش بازی، پنجوں کے جلوس، بدن پر مختلف رنگوں کے ذریعے باگ وشیر کے نقشے بناکر ناچنا، دس روز تک سیاہ پوشاک کی پابندی کرنا، تعزیوں سے منت مانگنا، جزع فزع کرنا، یکم محرم سے دس تاریخ تک منگنی، شادی وولیمہ سے سختی کے ساتھ پرہیز کرنا اور مخصوص جگہوں پر گڑھے کھود کر انہیں آگ سے بھر کر اُس پر ناچنا وغیرہا باتوں کی کہاں کوئی حیثیت رہ جاتی ہے؟ یہ سب کے سب بے بنیاد، مسلم سلطنتوں کے درباروں سے پیداہ شدہ خرافات، ملک کی مخلوط تہذیب کے اثرات اور اہل تشیع کے معمولات سے ہیں۔ حق وثواب یہ ہے کہ عاشورہ کا روزہ رکھنا، شہادت کے صحیح واقعات بیان کرنا، شہدائے کربلا اور سید الشہدا کی قربانیوں کو یاد دلاکر نوجوانوں میں جذبۂ صبر واستقامت اور جذبۂ ایثار وقربانی پیدا کرنا، اہل بیت کی عظمت وعزیمت سناکر اُن کی ارواح مقدسہ کو فاتحہ وایصال ثواب کرنا اور عاشورے کے دن اپنے کنبے والوں پر اور غربا ومساکین پر خرچ کرنا نیز یزید وابن زیاد کے مظالم اور ان کے اعوان وانصار کی ناپاک حرکتوں کی مذمت لوگوں کو سنانا ہی دراصل ماہ محرم کے افعال واشغال اسلامی ہیں۔ بقیہ ساری باتیں بے کار ہیں:

وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا (المجادلہ۵۸آیت ۲)

ترجمہ! اور وہ بے شک بری اور نری جھوٹ بات کہتے ہیں)۔

اللہ تعالی اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہم پر حق وہدایت کی راہیں روشن فرمائے اور اُن پر عمل کا جذبہ دے۔

گوشۂ ادب

مولانا نعیم الدین نعمتؔ: حیات اور شاعری

محمد ولی اللہ قادری

سرزمینِ بہار علمی لحاظ سے جہاں زرخیز ہے وہیں علمی شخصیات کے سلسلے میں مردم خور بھی ہے۔ ارضِ بہار نے بے شمار علما و فضلا کو جنم دیا، مگر ان میں سے چند حضرات سے ہی علمی دنیا میں متعارف ہو سکی، بقیہ حضرات پردۂ گمنامی میں زندگی گزار کر عالمِ بقا کی طرف تشریف لے گئے۔ وصال کے بعد مذکورہ شخصیات کے ساتھ مزید ناانصافیاں ہوئیں اور یہ سلسلہ روز بروز دل خراش ہوتا جا رہا ہے۔ گمنام شخصیات میں حضرت مولانا محمد نعیم الدین نعمتؔ چھپروی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۹۸۳ء) بھی شامل ہیں۔ مولانا نعیم الدین نعمتؔ کی ذات مذہب و ادب کا سنگم تھی۔ آپ چار دہائی تک ایک طرف مذہبی و ملی خدمات انجام دیتے رہے تو دوسری جانب گیسوئے شعر و ادب سنوارتے رہے۔ آپ نے جہاں خطابت کے ذریعہ غیر منقسم بہار کے بے شمار گم گشتگانِ راہ کو ہدایت بخشی، وہیں طلبائے علومِ اسلامیہ و عصریہ کی علمی تشنگی بھی بجھائی ہے۔ آپ بیک وقت مدرس، شاعر اور نثر نگار تھے۔ آپ کا رشتہ مذہبی صحافت سے بھی رہا، بایں سبب آپ نے چھپرہ سے "نعمت" نام سے ایک ماہانہ مذہبی رسالہ جاری فرمایا، جس کے مدیر مولانا ضیا جالوی علیہ الرحمہ تھے۔ مضمون نگاروں میں مولانا شبنم کمالی اور پروفیسر قمر اعظم ہاشمی شامل تھے۔ رسالہ "نعمت" میں مولانا نعیم الدین کی شعری تخلیقات اور مضامین مسلسل شائع ہوتے رہے۔ مولانا نعمت زندگی بھر درس و تدریس سے منسلک رہے۔ سارن اکیڈمی چھپرہ میں آپ ہیڈ مولوی کے عہدہ پر تھے، ساتھ ہی ساتھ دار العلوم نعیمیہ صاحب گنج چھپرہ میں بھی حسب ضرورت درس دیتے رہے۔ آپ کے شاگردوں میں مولانا مصطفیٰ رضا شبنم کمالی، مولانا ظفر الحسن پوکھریروی، ڈاکٹر سالم چھپرہ، جناب محمد ایوب قادری، قاری حافظ علی اشرف نعیمی قابلِ ذکر ہیں۔ حضرت مولانا نعیم الدین نعمتؔ نے تدریسی خدمات یا تبلیغی و ادبی خدمات محض خوشنودیِ الٰہی کے لیے انجام دیں۔ آپ نے کبھی بھی ان خدمات کو ذریعۂ معاش نہیں بنایا۔ آپ نے اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے تجارت کو ذریعۂ معاش بنایا۔ اور ساری خدمات فی سبیل اللہ انجام دیں۔ ہتھوا مارکیٹ چھپرہ میں جوتے چپل کی جو دکان تھی وہ آج بھی موجود ہے۔

مولانا نعیم الدین نعمتؔ قدس سرہ کی پیدائش ۱۹۱۹ء کو ضلع مظفر پور کے موضع اترار میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام محمد ضمیر الدین ہے۔ موصوف کی ابتدائی تعلیم دار العلوم حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ میں ہوئی۔ وہاں کے بعد آپ مدرسہ چشمۂ رحمت غازی پور (یوپی) تشریف لے گئے اور مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ سے فاضل کی سند حاصل کی۔ سالِ آزادی کے آس پاس چھپرہ تشریف لائے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ ۱۹۵۹ء میں جامع مسجد چھپرہ سے متصل دار العلوم نعیمیہ قائم فرمایا۔ دار العلوم نعیمیہ کی مذہبی و علمی خدمات تحریر کا ایک الگ موضوع ہیں۔ مارچ ۱۹۶۳ء میں حجِ بیت اللہ اور زیارتِ حرمین شریفین سے مستفیض ہوئے۔ ۲۰؍ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ مطابق ۳؍ جون ۱۹۸۳ء کو وصال فرمایا۔ جنازہ کی نماز مولانا سید الزماں حمدوی پوکھریروی علیہ الرحمہ نے پڑھائی اور دار العلوم نعیمیہ کے احاطے میں مدفون ہوئے، جہاں آپ کا مزار آج بھی مرجعِ خلائق ہے۔ جنازہ میں بہت بھیڑ دیکھی گئی۔ بقول ضیغمِ اہلِ سنت مولانا عبد العزیز خاں قادری سربراہِ اعلیٰ جامعہ شمسیہ تیغیہ بڑہریا سیوان: ایسی بھیڑ مسلمانانِ سارن نے کسی دوسرے جنازہ میں نہیں دیکھی تھی۔ بہر کیف! مولانا نعیم الدین نعمتؔ کے وصال کے غم سے متاثر ہو کر دبستانِ سارن کا ایک عظیم شاعر خورشید حیدر نیرؔ چھپروی نے دو قطعات کہے جو نذرِ قارئین ہیں۔

صداقت کے علم بردار تھے جانِ شرافت تھے
وفا سیرت تھے، حق آگاہ تھے، اہلِ بصیرت تھے
زمانے کے لیے کچھ ہوں مگر میرے لیے نیرؔ
وہی الحاج مولانا نعیم الدین نعمتؔ تھے

گلِ نہالِ آرزو تھا جو چمن سے اٹھ گیا
سخن کی آبرو تھا، بزمِ فکر و فن سے اٹھ گیا

استاذ شعبۂ اردو، گورنمنٹ انٹر کالج (ضلع اسکول) چھپرا (بہار) 07677983517

وفا شعور دل میں، درد بیکراں لیے ہوئے
فقیر بوریا نشیں تھا انجمن سے اٹھ گیا

حضرت نعمتؔ چھپرہ کب تشریف لائے، اس سلسلے میں مورخین کا شدید اختلاف ہے، صاحبِ تذکرۂ شعرائے سارن نے لکھا ہے کہ مولانا نعیم الدین نعمتؔ پہلی بار ۱۹۴۷ء میں ایک طرحی مشاعرہ میں شرکت کی غرض سے چھپرہ تشریف لائے۔ طرحی مصرع یہ تھا، ع:

آپس میں دو دلوں کو ملانا ثواب ہے

اس مصرع پر حضرت نعمتؔ نے یوں شعر پڑھا۔

مجھ کو ہے شوقِ دید تو ان کو حجاب ہے
اِس کشمکش میں دونوں کی حالت خراب ہے

اس شعر پر حضرت کو خوب داد ملی، کیوں کہ یہ شعر موقع کی مناسبت سے بھرپور رنگ تغزل لیے ہوئے تھا۔ پھر آپ یہیں کے ہو کر رہ گئے۔

جناب سہیل الرحمٰن مرتب "بوستان رنگارنگ" نے مقدمۂ کتاب (جس کا عنوان غمِ جہاں کا حساب ہے) میں لکھا ہے:

"۱۹۴۴ء میں ابّا جان (عنایت الرحمٰن چشتی حمیدی، مصنف کتاب اور سابق جج چھپرہ، والد محترم بابائے جمالیات پروفیسر شکیل الرحمٰن) چھپرہ بدل کر آئے، وہاں انجمن خدمت اردو کے نام سے ایک انجمن تھی، جس کے زیر اہتمام ماہانہ مشاعرہ ہوا کرتا تھا، تقریباً دو برس ابّا جان چھپرہ میں رہے اور برابر انجمن خدمتِ اردو کے زیر اہتمام مشاعروں میں شرکت کرتے رہے۔ ایک مشاعرہ میں طرح تھی، ع:

مرگِ رقیب کا ہمیں افسوس کم نہیں

مولانا نعیم الدین نعمت نے اس طرح میں ایک شعر پڑھا۔

اس کو جمودِ مرگ سے تعبیر کیجیے
جس کی کتاب زیست میں عنوانِ غم نہیں

ابا جان نے بھی اس مضمون کو اس طرح باندھا۔

غم ہی تو اپنی زیست کی ہے ساری کائنات
جس روز غم نہیں رہا، اس روز ہم نہیں

(بوستان رنگارنگ، ص:۳۴)

جناب سہیل الرحمٰن کے اس قول سے واضح ہو جاتا ہے کہ مولانا نعیم الدین نعمت کی چھپرہ میں تشریف آوری ۱۹۴۷ء سے قبل ہو چکی تھی، نیز پیشِ نظر اقتباس سے بہ آسانی یہ بات بھی معلوم ہو جاتی ہے کہ چوبیس پچیس سال کی عمر میں ہی حضرت نعمتؔ شعری کائنات میں ممتاز شعرا کی محفل میں اپنی شناخت قائم کرنے میں مصروف تھے اور چند سالوں میں حضرت نعمت کا شمار سارن کے ممتاز شعرا میں ہونے لگا۔ جیسا کہ سہیل الرحمٰن رقم طراز ہیں:

"۱۹۴۹ء میں ابا جان بحیثیت سب جج پھر چھپرہ آئے تو انھوں نے شعر و ادب کی دنیا میں قابلِ قدر اضافہ کیا۔ انجمن خدمتِ اردو، اُس زمانہ میں شباب پر تھی اور اس کے زیر اہتمام ماہانہ مشاعرہ ہوا کرتا تھا۔ اس زمانے میں کافی اچھے شعرا وہاں تھے۔ جن میں مولانا نعیم الدین صاحب نعمتؔ، شمیمؔ چھپروی کے نام قابلِ ذکر ہیں۔"

(بوستان رنگارنگ، ص:۴۱)

قیامِ چھپرہ کے دوران حضرت نعمت العلما مولانا نعیم الدین علیہ الرحمۃ محض شعری دنیا میں ہی نہیں، بلکہ مذہبی و علمی دنیا میں بھی عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھے جانے لگے اور آپ کی مقبولیت میں روز افزوں اضافہ ہوتا رہا، یہاں تک کہ مذہبی و علمی جلسوں اور تعلیمی اداروں کے صدر بنائے جانے لگے، اس سلسلے میں عطاء اللہ پالوی اپنی کتاب "تاریخ نیک فال" میں لکھتے ہیں:

"مولوی نعیم الدین صاحب سے میرے بھی عرصہ تک تعلقات و مراسم رہے تھے، یہاں تک کہ جب میں نے ۱۹۵۱ء میں اپنی لائبریری "دار الہدایت" قائم کی تو اس کا افتتاح ازراہِ عنایت مولوی نعیم الدین صاحب نے ہی کیا تھا اور وہی "دار الہدایت" کے صدر بھی منتخب ہوئے تھے۔ مگر بعد میں جب مولوی نعیم الدین صاحب کے نزدیک میں "لا مذہب" قرار پایا تو موصوف نے ۳۰؍ مئی ۱۹۵۳ء کو "دار الہدایت" کی صدارت سے استعفادے دیا تھا۔"

(تاریخ نیک فال، مدرسہ وارث العلوم چھپرہ کی تاریخ، ص:۱۴۹)

حضرت مولانا نعیم الدین نعمتؔ نے چھپرہ تشریف لانے کے بعد سب سے زیادہ توجہ مسلمانوں کی زبوں حالی دور کرنے پر دی، شروع شروع میں مدرسہ وارث العلوم چھپرہ کی انتظامیہ کمیٹی میں شمولیت اختیار کر کے مدرسہ وارث العلوم کے تعلیمی کارواں کو آگے بڑھایا اور اس ادارے کی ہر ممکن مدد فرمائی، حسبِ ضرورت اپنی جیب خاص سے بھی مدرسہ کی ضروریات پوری فرمائی، چند ناگزیر حالات کے پیشِ نظر آپ نے جامع مسجد صاحب گنج چھپرہ میں ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۹۵۹ء میں دار العلوم نعیمیہ کی بنیاد ڈالی۔ چند سالوں میں آپ کی کوشش سے دار العلوم کی دو منزلہ عمارت تیار ہوگئی۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ اپنے ادارے کے

علاوہ دوسرے ادارے کی طرف توجہ کم رہتی ہے، مگر حضرت نعمت العلما کی شخصیت عام نہیں خاص تھی، بایں سبب ان کو مسلمانوں کی تعلیمی زبوں حالی کے خاتمہ کی فکر تھی، حضرت کی خواہش اور دلی تمنا تھی کہ سارن کا خطہ خطہ قال اللہ اور قال الرسول کی صداؤں سے گونجتا رہے اور طلبۂ علومِ اسلامیہ مذہبی علوم سے اپنے قلوب و اذہان کو منور کرتے رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ دار العلوم نعیمیہ کے ساتھ مدرسہ وارث العلوم کی معاونت فرماتے رہے۔ مدرسہ وارث العلوم کے تعاون میں کبھی بھی آپ نے کمی نہیں کی۔ آپ نے عشقِ رسول کا ماحول پیدا کرنے کے لیے وارث العلوم کے ناگفتہ بہ دور میں ایسی مدد فرمائی کہ عطاء اللہ پالوی جیسے شخص نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا۔ وارث العلوم کے موجودہ اراکین کے لیے عطاء اللہ پالوی کی تحریر ایک آئینہ ہے۔ عطاء اللہ پالوی علمی دیانت داری کا ثبوت دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مولوی نعیم الدین صاحب کے دربار سے "لامذہب" قرار پانے کے باوجود میں یہ کہوں گا کہ مولوی نعیم الدین صاحب اپنے سینے میں دین کی محبت اور دل میں علم کی قدر ضرور رکھتے ہیں۔ اس کی واضح نشانی یہ ہے کہ مدرسہ وارث العلوم سے مولوی نعیم الدین صاحب کا کوئی سروکار نہ تھا، سوائے اس کے کہ وہ اس وقت اس کی مینجنگ کمیٹی کے ایک معمولی ممبر تھے، مگر جب انھوں نے دیکھا کہ مالی دشواری سے ایک دینی مدرسہ اور علمی ادارہ بند ہونے جارہا ہے، تو وہ فوراً اس کی مالی مدد کے لیے تیار ہو گئے، نیز یہ بھی کہوں گا کہ وہ بخیل اور زر پرست آدمی بھی نہیں ہیں، اس کا بدیہی ثبوت یہ ہے کہ فضل الرحمٰن صاحب سکریٹری اور مدرسین مدرسہ وارث العلوم سے خفا ہو کر کنارہ کش ہو جانے کے باوجود انھوں نے مدرسہ وارث العلوم پر اپنی خرچ کی ہوئی رقم کا کوئی مطالبہ کبھی نہیں کیا تھا۔"

پیشِ نظر اقتباس کے مطالعہ کے بعد عطاء اللہ پالوی کی علمی دیانت داری کی داد نہ دینا بڑی ناانصافی ہوگی، مگر مولانا نعیم الدین نعمتؔ جیسے عالم فاضل کے لیے مولوی کا سابقہ بہرحال درست نہیں ممکن ہے کہ عطاء اللہ پالوی نے مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ کے اس شعر کے تناظر میں کہا ہو کہ

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلامِ شمس تبریزی نہ شد

مولانا نعیم الدین نعمتؔ اگر مولوی تھے تو اس شعر کے مصداق تھے، کیوں کہ حضرت نعمتؔ ایک طرف جہاں یکتائے روزگار عالم دین تھے، وہیں ایک مرشد برحق بھی۔ آپ کو متعدد سلاسل سے اجازت و خلافت بھی حاصل تھی۔ مولانا نعمتؔ کے صاحب زادے جناب بلاغ المبین، ناظم اعلیٰ دار العلوم نعیمیہ چھپرہ کے بقول: حضرت نعمت کو حضور مفتیِ اعظم ہند سے بھی خلافت حاصل تھی۔ البتہ شجرۂ نعیمیہ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپ کو خلیفۂ اعلیٰ حضرت قطبِ مدینہ حضرت ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمۃ سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔ حضرت نعمت العلما سرکار محدثِ اعظم ہند کچھوچھوی کے مرید صادق تھے۔ بایں سبب اپنے نام کا لاحقہ اشرفی استعمال کرتے تھے، جیسا کہ خاکسار نے آپ کے ایک مضمون میں دیکھا ہے۔ بہرکیف! حضرت نعمت العلما نے بیعت کے ذریعہ بھی رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا، چھپرہ اور مضافات میں آپ کے مریدوں اور ارادت مندوں کی کثیر تعداد ہے، بہت سے حضرات الحمد للہ باحیات ہیں جو حضرت نعمتؔ کے روحانی فیوض و کرامات کے گواہ ہیں۔

حضرت نعمت العلما کی شخصیت یقیناً کثیر الجہات تھی، اس کا اندازہ نہیں بلکہ یقین سطورِ بالا کے مطالعہ سے قارئین کو ہو گیا ہوگا۔ حضرت نعمتؔ کی شخصیت کے جملہ پہلوؤں پر ایک مضمون میں گفتگو ممکن نہیں۔ یہاں حضرت نعمت کی خطابت پر مختصر گفتگو کرنا چاہتا ہوں، پھر شاعری کے حوالے سے ان کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے گا۔ حضرت نعمتؔ جس طرح ایک بہترین شاعر تھے، وہیں ایک باوقار خطیب بھی تھے، آپ کی خطابت کا شور غیر منقسم بہار میں خوب رہا۔ ان کی خطابت سننے والوں کا بیان ہے کہ آپ کا خطاب موضوع سے متعلق ہوتا تھا، آپ موضوع سے یکسر الگ نہیں ہوتے، یہ دیگر بات ہے کہ آپ کے خطاب کا موضوع مذہبی کے ساتھ سیاسی و ملی بھی ہوتا تھا۔ آپ کا خطاب انجمن اسلامیہ، پٹنہ میں بھی ہوتا تھا۔ آپ کے خطاب سے دبستانِ عظیم آباد کے علما و فضلا کے علاوہ اہالیانِ ادب بھی خوب مستفیض ہوتے۔ آپ کی تقریر کے وقت مجمع کثیر ہوتا، ایک مرتبہ زبان و ادب، پٹنہ کے معاون مدیر جناب انوار محمد عظیم آبادی نے بتایا کہ مولانا نعیم الدین نعمتؔ کے خطاب کا یہ عالم ہوتا کہ عوام عش عش کرنے پر مجبور ہو جاتے۔ مذہبی خطبات کے علاوہ آپ کے سیاسی خطبات بھی سننے کے قابل ہوتے۔

حضرت نعمتؔ عظیم مقرر و شاعر ہونے کے باوجود اپنی زندگی بالکل سادگی میں گزاری، لنگی کرتا پہن کر ہی تقریر کرتے تھے، سفر و حضر میں لباس یکساں ہوتا۔ آپ دورانِ سفر لوٹا اور جائے نماز نہیں بھولتے۔ انکساری کی وجہ سے آپ کی شخصیت کو عوام سمجھ نہیں پاتے۔

افسوس صد افسوس کہ حضرت نعمت العلما کی تقریریں نقل نہیں ہو سکیں ورنہ خطبات کے باب میں قابلِ قدر اضافہ ہوتا۔ اسی طرح ان کا شعری اثاثہ بھی برباد ہو گیا۔ ۱۹۹۸ء میں حضرت نعمت کے ایک مرید جناب محمد ایوب قادری نعیمی نے ’’غنچۂ نعمت‘‘ کے نام سے ایک مختصر سا شعری مجموعہ شائع کیا۔ اس کتاب کے علاوہ ہمارے پاس حضرت کی شعری کائنات میں سیر کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ ’’غنچۂ نعمت‘‘ ہر چند ۶۴؍ صفحات کا ایک مختصر ترین مجموعہ ہے، مگر اس میں حضرت نعمت کی شعری نگارشات محض ۴۲؍ صفحات میں سمٹ گئی ہیں اور وہ بھی کسی خاص اہتمام سے ترتیب نہیں پا سکی ہیں۔ یہ المیہ نہیں تو اور کیا ہے کہ جس نے چالیس پینتالیس سالوں تک شعر و ادب کی آبیاری کی، ہم ان کی ایک فیصد شعری نگارشات بھی محفوظ نہ کر سکے۔ مرتب غنچۂ نعمت یقیناً لائقِ تحسین ہیں کہ انھوں نے اپنی کاوشوں سے ایک مختصر سا مجموعہ پیش کر کے ہمارے لیے آسانی پیدا کر دی ہے، ورنہ ہمیں کفِ افسوس ملنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہوتا۔

’’غنچۂ نعمت‘‘ کا آغاز دار العلوم نعیمیہ کے عنوان والی نظم سے ہوا ہے۔ حالاں کہ مجموعہ کا آغاز حمد و نعت سے ہونا چاہیے تھا، بہر حال یہ نظم انتیس اشعار کی ہے اور ہر شعر انتخاب کا درجہ رکھتا ہے۔ اس نظم میں حضرت نعمت نے دار العلوم نعیمیہ کی مکمل روداد پیش کر دی ہے۔ اس نظم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا شبنم کمالی جیسی شخصیت دار العلوم نعیمیہ سے وابستہ تھی اور نعیمیہ کو شبنم کمالی کی خدمت حاصل رہی۔ اس اجمالی نظم سے اور بھی بہت سی اطلاعات حاصل ہوتی ہیں۔ اس نظم کو اگر دار العلوم نعیمیہ کے ابتدائی دور کی اجمالی تاریخ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ اس نظم کے چند اشعار ملاحظہ کریں؎

مدرسہ ہے پندرہ لڑکوں کے کھانے کا کفیل
ہیں مدرس تین جو ہیں درس میں اپنی مثال
حضرتِ شبنم کمالی فاضلِ علم و حدیث
فارسی میں آپ فاضل میٹرک میں باکمال
حضرتِ قاری و حافظ مولوی راحت حسین
ماہرِ تجویدِ قرآں اور فاضل باکمال

’’غنچۂ نعمت‘‘ میں نعتِ پاک کے نمونے بیش از بیش ہیں۔ غزل، نظم اور قطعات بھی زینت بنے ہیں، مگر ان کی تعداد کم ہے۔ نعت کا آغاز اس شعر سے ہوتا ہے؎

یہ بارہ نہ ہوتی تو کچھ بھی نہ ہوتا
محمد نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

یہ نعت مسدس کی ہیئت میں ہے، اس نعت کے مطالعہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ شاعر مسدس حالی کی طرح بارگاہِ رسالت میں عقیدت کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ نعت کا آغاز حدیثِ قدسی کہ ’’اے محبوب تجھے پیدا کرنا نہ ہوتا تو اس جہاں کو پیدا نہ کرتا‘‘ کی تعبیر سے ہوا ہے۔ یہاں شاعر نے سیرتِ نبوی کا اجمالی خاکہ پیش کرتے ہوئے اپنے نعتیہ کلام میں عقیدہ و عقیدت کا بہترین گل دستہ تیار کیا ہے۔ اس نظم میں شاعر نے سیرتِ نبوی کا آفاقی پیغام بھی پیش کر دیا ہے۔ اس نظم کے دو بند سے محظوظ ہوں۔

گلوں میں بھی ہے تازگی اس کے صدقے
دو عالم کی بستی بسی اس کے صدقے
ولی اس کے صدقے نبی اس کے صدقے
ملی جس کو جنت ملی اس کے صدقے
یہ بارہ نہ ہوتی تو کچھ بھی نہ ہوتا
محمد نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

یتیموں کا رُتبہ بڑھایا اسی نے
غلاموں کو آقا بنایا اسی نے
محبت کا دریا بہایا اسی نے
کیا اپنی نعمت کا چرچا اسی نے
یہ بارہ نہ ہوتی تو کچھ بھی نہ ہوتا
محمد نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

اس نعت کے علاوہ مزید ۱۲؍ نعتیں مجموعہ کی زینت بنی ہوئی ہیں۔ ہر نعت کا ہر شعر عشقِ رسول سے بھرپور اور ایمان میں تازگی پیدا کرتا ہے۔ حضرت نعمت کی نعت کے مطالعے میں عجب لطف آتا ہے کہ انھوں نے اپنی نعت کے اشعار میں تغزل کا استعمال بھی بھرپور انداز میں کیا ہے۔ واقعۂ معراج کو موضوع بناتے ہوئے حضرت نعمت نے معراج نامہ کے عنوان سے ایک مکمل نظم لکھی ہے۔ واقعۂ معراج کو احادیث صحیحہ کے تناظر میں شعری جامہ پہنایا ہے۔ ساتھ ہی صوفیائے کرام کے نظریات کا عکس بھی معراج نامہ میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ معراج نامہ کے چند اشعار آپ بھی ملاحظہ کریں تاکہ حضرت نعمت کے شعری اختصاصات کا اندازہ ہو سکے۔

ہوا قرب حاصل جو ان کو خدا کا
اسے یا تو وہ یا خدا ان کا جانے

ابھی گرم بستر تھا اور لوٹ آئے
وہ سرعت کہ صدقے ہوں برقی خزانے

معراج النبی ﷺ کے سلسلے میں ابوجہل کے اعتراض کا جواب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو دیا تھا، اس کا خاکہ شاعر نے بہت عمدہ پیرائے میں کھینچا ہے، تلمیح کے اشعار اور حضرت نعمت کا اندازِ شاعری دیکھیں۔

کہا ہنس کے صدیق نے اس لعیں سے
کہا سچ، اگر یہ کہا مصطفیٰ نے
زمیں بھی ہے ان کی، فلک بھی ہے اُن کا
تصرف میں ان کے ہیں سارے خزانے
وہ سچے، وہ سچے، وہ سچے وہ سچے
وہ کافر ہے جو ان کی باتیں نہ مانے

حضرت نعمت العلما کی نعتیہ شاعری کی یہ خصوصیت بھی ہمیں خاص متوجہ کرتی ہے کہ آپ پیارے آقا کی مدح وثنا کے ساتھ خلفاے راشدین کی تعریف وتوصیف بہت خوب صورت اور انوکھے انداز میں کر دیتے ہیں۔ اس سے خلفائے راشدین کے متعلق شاعر کی محبت والفت واضح تو ہو رہی ہے، نیز خلفائے اربعہ کے سلسلے میں علمائے اہلِ سنت کا عقیدہ بھی آشکار ہو جا رہا ہے، چند اشعار نذرِ قارئین ہیں۔

صدیق کو تو لطفِ صداقت ہے آج تک
جنت میں ساتھ مالکِ جنت ہے آج تک
فاروق کی وہ شانِ عدالت نہ پوچھیے
مشہورِ عصر ان کی عدالت ہے آج تک
عثمان تو غنی بھی، غنی گر بھی، شاہ بھی
بے مثل ان کی شان سخاوت ہے آج تک
وہ بابِ علم ہیں جنھیں مشکل کشا کہیں
سینے میں جن کے کیفِ حقیقت ہے آج تک

حضرت نعمت العلما کی شعری کائنات میں غزل بھی موجود ہے، غزل کا موضوع ہر چند عشقِ رسول اور عشقِ مجازی کے برعکس عشقِ حقیقی کا مظاہرہ ہے، مگر نعمت کی غزل میں دیگر اصلاحی امور بھی شامل ہیں۔ بطورِ نمونہ چند اشعار دیکھیں۔

جسے موقع ملے جتنا ستالے، رنج پہنچالے
کہ مجھ سا ناتواں و بیکس و مظلوم کیا ہوگا

جس دشت میں ان کا متوالا دن رات ہو الحق کہتا ہے
شاداب چمن سے بہتر ہے کیا بات ہے اُس ویرانے کی
آیا ہے مسافر دنیا میں جائے گا وطن یہ آج نہ کل
سامان سفر میں الجھا ہے کچھ فکر نہیں گھر جانے کی

سرکار غوثِ پاک کی شان میں لکھی گئی ایک منقبت بھی ''غنچۂ نعمت'' کی زینت بنی ہے۔ عجب اتفاق کہ گیارہویں والے سے مشہور عبد القادر جیلانی قدس سرہ کی شان میں گیارہ اشعار کے ذریعہ عقیدت کا اظہار پیش کیا گیا ہے۔ اس منقبت کا ہر شعر اپنی انفرادی شان رکھتا ہے، صرف دو شعر ملاحظہ کریں۔

فرمان لا تخف ہے جو مژدہ ہے غوث کا
حق کی عطا سے ہر جگہ سکہ ہے غوث کا
یہ میکدہ ہے میکدۂ مستی و سرور
بادہ ہے، خم ہے، ساغر و مینا ہے غوث کا

گفتگو کے اخیر میں حضرت نعمت کے چند قطعات بلا تبصرہ حاضرِ خدمت ہیں۔

اے مری آنکھ اور رو تو سہی
داغ باقی ہیں ان کو دھو تو سہی
دیکھ لینے کی آرزو کیسے
آئینہ دل کا صاف ہو تو سہی

جنونِ عشق نکلا کار آمد
خرد کے بال و پر بیکار نکلے
محبت وہ سمندر ہے کہ جس میں
کہیں ڈوبے مگر اس پار نکلے

حاصلِ کلام یہ کہ راقم الحروف نے حضرت نعمت العلما مولانا نعیم الدین علیہ الرحمۃ کی شخصیت اور شاعری کا ایک سرسری جائزہ لینے کی کوشش کی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ محققین وناقدین حضرت نعمت کی تخلیقات کی بازیابی اور ان کی تنقید کا فریضہ انجام دیں، تاکہ نئی نسل حضرت نعمت سے متعارف ہو سکے۔ اس سلسلے میں دار العلوم نعیمیہ کے فارغین ومعتقدین سے گذارش ہے کہ اس سمت انقلابی قدم اٹھائیں کہ صحیح معنوں میں ان کی ذات کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کا یہی بہترین ذریعہ ہوگا۔

☆☆☆☆

نقد و نظر

نام کتاب	:	**مصباحی قاعدہ**
مؤلف	:	محمد ضیاء المصطفیٰ نوری مصباحی
صفحات	:	۸۰ قیمت : ۲۰ روپے
اشاعت	:	۱۴۳۵ھ/۲۰۱۴ء
ناشر	:	جامعہ سعدیہ رضاء العلوم، بھٹکواں شریف ضلع مظفر پور (بہار)
مبصر	:	سید محمد نظر عالم قادری سیوانی

نئے زمانے کے تقاضے کے مطابق آج تعلیم کے ہر شعبے اور ہر حصے میں تجربات ہو رہے ہیں، جس کا خاطر خواہ فائدہ بھی سامنے آرہا ہے۔

بڑی بڑی دانش گاہوں میں درس و تدریس کے فرائض انجام دینا بڑی خوبی کی بات ہے، لیکن کسی باصلاحیت عالم دین کا نئی پود کو تراش خراش کر خوش نما شجر بنا دینا اور سنگلاخ زمین پر خوش رو پھلواریوں کی کاشت کے لیے تجربے کرنا بہتر سے بھی بہتر ہے۔ پھر ماحول، سماج اور زمین بھی اپنے خیالات کی دشمن ہو تو ایسے میں کتنے روح فرسا حالات اور دلوں کو مجروح کرنے والے تجربات کا سامنا کرنا پڑتا ہوگا؟ یہ بات کوئی مولانا ضیاء المصطفیٰ نوری سے پوچھے۔ ایک باصلاحیت عالم، درد مند شاعر اور نکتہ رس ادیب ہوتے ہوئے بھی کتنی محنت و مشقت سے طلبہ کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کر رہے ہیں، انھوں نے حالات کے تناظر میں طویل مدت میں مصباحی قاعدہ مرتب فرمایا، ان کا دس سالہ تجربہ ہمارے ہاتھوں میں ہے، اب اس کا فیصلہ ہمیں ہی کرنا ہے کہ ہم ان تجربات سے فائدہ اٹھائیں یا دوسروں کی خوشہ چینی کر کے تضیع اوقات کے متحمل ٹھہریں۔

"مصباحی قاعدہ" کی ترتیب میں موصوف نے بڑی جاں سوزی کر کے معرکہ آرا اور مفید باتیں یکجا کرنے کی کوشش کی ہے۔ پیش نظر کتاب میں مرقوم قرآنی تعلیم کے اہم قاعدے اور پھر پڑھانے والے کے لیے ضروری اشارات، ان کے خلوص اور اہل دل ہونے کا مکمل آئینہ دار ہے۔

"دیر آید درست آید" کا محاورہ ہم لوگوں نے پڑھا اور سنا ضرور ہے، تاریخ میں اس کی بہت سی مثالیں ہیں، ایک اہم مثال دیکھنی ہو تو شروع سے اخیر تک مصباحی قاعدہ کا مطالعہ فرمالیں، پوری کتاب جب آپ دل جمعی سے پڑھیں گے تو آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی اور دل کا کوئی نہ کوئی گوشہ ضرور موصوف کی محنت کا قصیدہ خواں ہوگا۔ کتاب ابتدا سے انتہا تک الگ الگ عجائب اور خوبیاں اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے، ورق الٹیں تو مخارج حروف کی دل کشی آپ کو اپنی طرف متوجہ کرے گی، ساتھ ہی ساتھ طریقۂ تعلیم میں بھی آنکھوں کی برودت کا سامان ہے، مفردات کے امتحانی کالم میں مخلوط حروف بھی بامعنیٰ ہیں جو تھوڑی توجہ چاہتے ہیں، مرکبات میں دو حرفی تا ہفت حرفی کلمات مستعمل ہیں جو بامعنی اور عقائد اہل سنت کی طرف اشارہ کرنے والے ہیں۔ مرکبات کے امتحانی کالم میں مرقوم سب جملے عقائد حقہ کے مظہر ہیں، حرکات کے تمرینی کلمات، "ا" سے "ی" تک بالترتیب اور بامعنی ہیں جو اس کتاب کی خاصیت ہے۔ تنوین، جزم اور تشدید کو سمجھاتے ہوئے حروف مدہ، حروف لین کے لیے بھی الگ الگ صفحات مختص ہیں۔

فن تجوید کی رعایت کرتے ہوئے حروف اخفا و اظہار کو تنوین اور نون ساکن کی مثالوں کے ساتھ قرآنی الفاظ سے ترتیب وار پیش کرنا اس کتاب کا خاص نقطۂ نظر ہے، نیز اقلاب، ادغام، حروف قلقلہ و مقطعات، تفخیم و ترقیق، لام ورا، مدات، نون قطنی اور وقوف بھی قابل تحسین ہیں، اجرائے قواعد، مترجم کلمات، اسلام و اذان و اقامت مع جوابات مسنون دعائیں، طریقۂ نماز مع شرائط و فرائض اور سب سے بڑھ کر ٹائٹل پیج کے اندرونی حصے پر درج شدہ "اسلامی عقائد" نے کتاب کی اہمیت اور حسن کو دوبالا کر دیا ہے۔

الحمد للہ! "مصباحی قاعدہ" نے پہلے ایڈیشن میں ہی ایک اعلیٰ مقام اور زبردست مقبولیت حاصل کر لی ہے، ماہرین فن تجوید و قراءت نے تو برجستہ کہا ہے کہ "مصباحی قاعدہ" تمام قواعد سے زیادہ مفید اور بہتر کتاب ہے۔

جملہ علمائے اہل سنت کی بارگاہ میں باادب عرض ہے کہ اپنے مکاتب و مدارس میں "مصباحی قاعدہ" کو ضرور داخل نصاب فرمائیں تاکہ ہمارے بچوں کو کم مدت میں صحیح تلفظ کے ساتھ قرآن مجید پڑھنا آجائے۔

تجلیاتِ خلفاءِ اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا سوسائٹی کولکاتا کے چیئرمین **مولانا محمد شاہد القادری** نے

"تجلیاتِ خلفاءِ اعلیٰ حضرت"

کے نام سے ایک تاریخی دستاویزی شکل میں برصغیر ہند و پاک و بنگلہ دیش کے ۹۲/ خلفائے عظام کا ذکر جمیل کیا ہے۔

صفحات: ۸۰۰۔ قیمت: ۶۰۰ روپے۔ ایڈوانس خریداری: ۲۰۰/ روپے کلکتہ۔ ۲۵۰/ روپے بیرون کلکتہ۔ آخری تاریخ ۳۱/ اکتوبر ۲۰۱۶ء

رابطہ نمبر: 9231506317

منظومات

حمد

(۱)

حمد میں نعت کے بھی رنگ بھروں گا یارب
میں تری حمد و ثنا ایسے کروں گا یارب
تونے یثرب سے بنایا ہے مدینہ جس کو
تو جو چاہے تو وہیں جا کے رہوں گا یارب
اور بھی جلد تو فریاد سنے گا میری
واسطہ جب ترے محبوب کا دوں گا یارب
اچھی لگتی ہے بہت تجھ کو زباں اشکوں کی
تجھ سے فریاد اسی طور کروں گا یارب
تھک چکا ہوں میں ترا بندۂ ناکارہ ہوں
رنج و غم اور کہاں تک میں سہوں گا یارب
تو ہی جب سنتا ہے فریاد ہمیشہ میری
پھر کسی اور سے کیوں حال کہوں گا یارب

(۲)

مقصدِ زندگی تیری حمد و ثنا
حاصلِ ہر خوشی تیری حمد و ثنا
لے لیا تیری رحمت نے آغوش میں
جس نے بھی دل سے کی تیری حمد و ثنا
موت برحق ہے لیکن تمنا ہے یہ
لب پہ ہو اس گھڑی تیری حمد و ثنا
جس کو توفیق دیتا ہے تیرا کرم
کرتا ہے بس وہی تیری حمد و ثنا
عرش سے فرش تک جو بھی مخلوق ہے
ہر کسی کو جچی تیری حمد و ثنا
یہ کرم ہی تو ہے تیرا شادابؔ پر
سب کو اچھی لگی تیری حمد و ثنا

از: ڈاکٹر شاداب ذکی بدایونی

نعتِ پاک

یہ خیال آتا ہے اکثر باادب با احتیاط
چوم لوں سرکار کا در باادب، بااحتیاط
کاش مل جائے مجھے نعلینِ پاکِ مصطفیٰ
میں بھی رکھوں اپنے سر پر باادب، بااحتیاط
کہہ گئی بادِ صبا چپکے سے میرے کان میں
پڑھیے نعتِ شاہِ کوثر با ادب، با احتیاط
یہ فضائے آستانِ سرورِ کونین ہے
اے مِرے دل کے کبوتر، باادب، بااحتیاط
جل رہا ہے طاقِ لب پر اسمِ احمد کا چراغ
اے مری سانسو! سنبھل کر، باادب، بااحتیاط
نورؔ جو راہِ مدینہ میں مقدر سے ملا
رکھ لیا میں نے وہ پتھر، باادب، بااحتیاط

از: سید محمد نور الحسن نور فتح پوری

نعتِ پاک

زندگی کے ہاتھ میں عشقِ نبی کا جام ہے
صبح ہے بھینی سہانی اور حسیں ہر شام ہے
کیوں نہ آئے وجد میں سن سن کے روحِ کائنات
حامد و احمد، محمد کتنا میٹھا نام ہے
بٹ رہا ہے ہر گھڑی صدقہ نبی کے نام کا
بھرلے دامن جس کا جی چاہے، صلائے عام ہے
آج جو عشقِ نبی کا دل میں روشن ہے چراغ
اعلیٰ حضرت، مفتیِ اعظم کا ہی یہ کام ہے
ان کے سر کی رفعتیں کس کو بھلا معلوم ہوں
جب شبِ معراج عرشِ حق بھی زیرِ گام ہے
ہر گھڑی ان کا ہی چرچا ہر گھڑی ان کا ہی ذکر
زندگی شاکرؔ علی کی وقف ان کے نام ہے

از: مولانا شاکر علی رضوی مصباحی

نعت پاک

(۱)

نورِ مبیں ہے ذاتِ رسالت مآب میں
جن کا ہے ذکر سب ہی سماوی کتاب میں
مومن کی شان یہ کہ خدا پر یقین ہو
اور مدحتِ رسول ہو شاملِ نصاب میں
اس سرمدی مہک پہ دل و جاں نثار ہوں
عرقِ رسول سی کہاں خوشبو گلاب میں
ہے مدحتِ رسول میں عاجز مری زباں
گرچہ خرد کا رخش ہے پائے رکاب میں
ہر شب میں سونے جاتا ہوں اس آرزو کے ساتھ
آقا کا جلوہ آئے نظر مجھ کو خواب میں
رکھتا ہے راز قرب کی حد سے سوا قرآں
جب کہ حبیب اور محب تھے حجاب میں
شیداؔ مکینِ خلد تو ہوگا مگر ہے شرط
تینوں سوالِ قبر صحیح ہوں جواب میں

(۲)

زمانے کو دکھایا جلوہ اک روشن ضیا بن کر
کبھی شمس الضحیٰ بن کر، کبھی بدر الدجیٰ بن کر
بشر بھی ہو، پیمبر بھی مگر خیر البشر بھی ہو
تمھاری ہر نصیحت ٹھہری حق کا مدعا بن کر
دکھائی راہِ حق تونے اگرچہ ہم تو بہکے تھے
کبھی خیر الوریٰ بن کر، کبھی نور الہدیٰ بن کر
مقدر اس کا جنت ہے چلا جو تیرے رستے پر
عمل یہ کام آئے گا یقیناً اک دعا بن کر
تمھاری بات یہ شیداؔ نمایاں اک حقیقت ہے
رسولِ پاک ہم میں آئے محبوبِ خدا بن کر

از: محمد علی صدیقی شیداؔ علیگ

صدائے بازگشت

اردو قواعد اور رموز واوقاف سے متعلق کالم کا اضافہ کیا جائے

ادیب شہیر، فخر صحافت، حضرت علامہ مولانا مبارک حسین مصباحی صاحب قبلہ.......السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بحمدہ تعالی حضرت مولانا طفیل احمد مصباحی کی کرم نوازی سے ماہنامہ اشرفیہ میرے نام سے جاری ہوا اور اگست کا شمارہ باصرہ نواز ہوا. ماہنامہ اشرفیہ کے جملہ مشمولات اپنی تمام تر خوبیوں سے مرصع ہیں ،یہی وجہ ہے کہ فقیر کا دوران طالب علمی سے لے کر اب تک پورے انہماک اور دلچسپی کے ساتھ اس ماہنامہ کا مطالعہ جاری ہے، اپریل سے پہلے چند مہینوں سے ماہنامہ اشرفیہ کے عدم دستیاب کی وجہ سے اس کے مطالعہ سے محروم رہا, لیکن مولانا طفیل مصباحی کی کرم نوازی ہوئی اور ماہ نامہ اشرفیہ دوبارہ مطالعہ کی زینت بنا۔

اس بار کا اداریہ پڑھ کر بہت قلق ہوا کہ اشرفیہ کے ایک عظیم محسن اب اس دنیا میں نہیں رہے، لیکن مرضی مولا کے سامنے کسے دم مارنے کی جرأت ہے؟ دعا ہے کہ مولا تعالی اشرفیہ کے اس محسن کی تربت پر رحمت وانوار کی بارشیں عطا فرمائے!

میں کیرالا میں جس جگہ رہتا ہوں، وہاں کے لوگ بہت کم اردو جانتے ہیں ،لیکن اردو پڑھنے پڑھانے کے شوقین ہیں،ان کے شوق کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ اردو کی تعلیم دلانے کے لیے باضابطہ ایک مدرس بحال کیے ہوئے ہیں,نیز یہ لوگ دین وسنیت کی مرکزی درس گاہ جامعہ اشرفیہ سے غیر متعارف ہیں, تو ان دونوں ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے فقیر نے ماہنامہ اشرفیہ کا سہارا لیا اور مولانا طفیل صاحب سے گزارش کی جسے قبولیت کی سرٹیفکیٹ بھی دے دی گئی اور ماہنامہ اشرفیہ اپریل، مئی، جون، جولائی، اگست کا شمارہ کی زیارت بھی ہو گئی۔ یہاں کے اردو سے آشنا طبقہ نے اس ماہنامہ کی خوب پزیرائی کی ۔اب اس راقم السطور کی ایک عاجزانہ گزارش ہے کہ اس کے مشمولات میں ایک ایسے کالم کا اضافہ فرمائیں جس میں اردو کے قواعد اور رموز واوقاف سے روشناس کرایا جائے۔فقط والسلام

محمد نوید سرور قادری مصباحی گیاوی

شیخ جیلانی اسلامک اکیڈمی، مالاپورم، کیرالا، انڈیا

انتظامی امور اور اداروں کی ترقی کا راز

مکرمی ومحترمی......................سلام مسنون

ماہ ذی الحجہ کی رحمت بھری گھڑیاں آپ کو مبارک۔ میرا کریم دین متین کے لیے آپ کی شب و روز کی کوششوں کو قبول فرمائے۔ آپ جیسے علم وآگہی کے منارے تابندہ رہیں اور ضوے علم پھیلاتے رہیں۔

میں چونکہ تحریر وتحقیق کے شعبہ سے وابستہ ہوں۔ ورکشاپ وسیمینار اور مختلف اداروں میں وزٹ کا اتفاق ہوتا رہتا ہے۔انتظامی امور اور رعایا کے ساتھ عدم مساوات و دیگر قباحتوں کی وجہ سے ادارے زوال پزیر ہوتے جارہے ہیں ۔چنانچہ ایک ادنی طالب کی حیثیت سے سوچا کیوں نہ اس موضوع پر کچھ لکھا جائے جو اصلاح اور ترقی کا باعث بن سکے۔

چنانچہ اسی کے پیش نظر یہ مضمون تحریر کیا ہے۔امید سعید ہے کہ آپ ذوق سلیم وطبع عظیم کے قریب پائیں گے اور اداروں کو ان ترقی کے رازوں کے متعلق جاننا بھی ضروری ہے۔اسی کے پیش نظر تجربات، مشاہدات اور مطالعہ کی روشنی میں مضمون حاضر خدمت ہے ۔دعامیں یاد رکھیے گا۔

✺ کسی ادارے کو چلانے اور خاطر خواہ ثمرات کے حصول کے لیے منتظمین کے لیے چند گزارشات ہیں۔اگر وہ ان پر عمل کو یقینی بنائیں تو اداروں میں اصلاحات اور ترقی کے مواقع یقینی دکھائی دیتے ہیں۔اپنے مطالعہ، تجربہ اور مشاہدہ کی بنیاد پر حاصل ہونے والی معلومات کو آپ تک پہنچا رہا ہوں پر امید ہوں کہ آپ اسے اپنے لیے اور اپنے ادارے کے لیے نفع بخش پائیں گے۔وہ اصول اور ضابطہ مندرجہ ذیل ہیں۔

☆**مساوات وبرابری !!!** اپنے ماتحتوں کے ساتھ یکساں سلوک روا رکھیں۔

☆**فکری آزادی !!** ماتحتوں کے کام کے حساب سے انھیں ان کی صلاحیت کے اظہار کے مواقع دیے جائیں۔

☆**منصفانہ مزاج !!** سب کے ساتھ انصاف سے پیش آئیں کسی ایک کی طرف جھکاو نہ ہو۔برتاؤ کی کمی زیادتی آپکی ساکھ کو متاثر کر سکتی ہے۔

☆**لچک پہلو!!** اپنی پالیسیز اور منصوبوں کو حتمی نہ سمجھیں۔بلکہ ان میں ضرورتوں کے مطابق ضوابط میں ترمیم واضافہ کر دیں اپنی بات کو ثابت کرنے کے لیے خود کو عقل کل نہ سمجھیں۔

☆**انفرادی کاوشوں کو تسلیم کرنے کا اصول:** ہر شخص کو انفرادی کوششوں اور کامیابیوں کو بھی تسلیم کیجیے۔مجموعی طور پر گروپ کی اور فرداً فرداً بھی تعریف کیجیے۔

☆**داد تحسین دینے کا ظرف!!!** تعریف انسان کی فطرت بھی ہے اور تحریک کا ذریعہ بھی ۔اس لیے تعریف کیجیے۔ اپنے ماتحت کو داد تحسین دیجیے۔

☆**عملی کردار !!!** ہمیشہ آگے دیکھئے ۔آگے ہی بڑھیے ،چاک وچوبند اور حرکت میں رہیے۔عملا بھی اور فکری اعتبار سے بھی۔یعنی بہتر سے

بہترین منصوبے بناتے رہیے۔

☆**تعلقات !!!** اپنے ماتحتوں میں اچھے، خوش گوار، دوستانہ بلکہ برادرانہ تعلقات بنائے رکھئے۔ماتحتوں کے درمیان خوشگوار تعلقات بنائے رکھنا۔

☆**اصول اور کارکردگی !!!** کارکردگی بڑھانے کی کوشش کرتے رہیے۔ایک ایک فرد کی اور تنظیم کی بھی۔گذشتہ سال کے مقابلہ میں اس سال اگر نتائج مناسب سے بہتر یا بہتر سے بہترین نہیں ہیں تو یہ ناکام مینیجمنٹ کی علامت ہے۔۔۔

خیر خواہی!! آپ اعلی سطح (Upper Level) پر ہوں یا نچلی سطح (Lower Level) پر اپنے ادارے، اپنے ہم عصر ساتھیوں کے ساتھ خیر خواہ رہیں۔ یہ ہمارے ایمان کا تقاضا ہے اور یہ خیر خواہانہ رویہ مغربی طرز انتظام کاری اور اسلام کی بنیاد پر انتظام کاری میں واضح فرق ہے۔ماتحت ہمیشہ اپنے امیر کی اطاعت کریں اور امیر تمام معاملات میں مثلاً تنخواہیں طے کرنے کا معاملہ ہو یا کاموں کی سپردگی کا، اپنے ماتحتوں کا خیال رکھے۔

جائزہ و مشاہدہ اور قائدانہ صلاحیت !!! ہر پروگرام کی کامیابی و ناکامی کا تجزیہ کیجیے۔اس کے اسباب نوٹ کیجیے۔اور مستقبل کے پروگرام میں اس کا لحاظ رکھئے۔

تحقیق و عمدہ جانچ پڑتال!!! مینجمنٹ کے لیے عمدہ جانچ پڑتال کا نظام ہونا چاہیے۔نظام کو چلانے کے لیے پالیسی بناتے وقت، پالیسی نافذ کرتے وقت ،اطلاع وصول کرتے وقت، پوچھ گوچھ کرتے وقت تمام مراحل میں تحقیق سے ہی کام لیں۔افواہ و غیر مصدقہ اطلاع پر اقدامات ادارے کے لیے نقصان اور ساکھ کو متاثر کرنے کا باعث بن سکتے ہیں۔

مندرجہ بالا معلومات تجربات اور مطالعہ کی روشنی میں ترتیب دی گئی ہے ۔امید ہے کہ یہ معلومات آپ اور آپ کے ادارے کے لیے یکساں مفید ثابت ہوگی۔انسان کی وضع کردہ کوئی بھی چیز حتمی نہیں بلکہ اس میں کمی و زیادتی کی گنجائش باقی رہتی ہے۔آپ اپنے ادارے کے لیے سنجیدہ ہوجائیں تو کچھ بعید نہیں کہ آپ کا ادارہ شب و روز ترقی نہ کرے۔

طالب دعا: ڈاکٹر ظہور احمد دانش ۔میڈیا ریسرچ انسٹیٹیوٹ

zahoordanish98@yahoo.com

وزیر اعظم کو دلتوں کی فکر

نہ جانے کیوں نریندر مودی 'سنگھ کے فسادی بدمعاشوں پر لگام کسنے میں خاصے سست نظر آرہے ہیں، بیف کھانے کی شک پر زعفرانی بھیڑ کے ہاتھوں مارے گئے محمد اَخلاق پر (اِشاروں میں بھی) دو لفظ بولنے میں انھیں دس دن لگ گئے۔ اپنے آبائی پیشہ مردہ گائے کی چمڑی نکالنے میں مصروف دلتوں کی زعفرانیوں کے ذریعے پٹائی کے کئی دنوں بعد وزیر اعظم نے گئور کشکوں کے خلاف اپنا منہ کھولا ہے۔قتل اور خوف کے ماحول پہ ردعمل ظاہر کرنے میں ہوئی اس تاخیر نے بھارت کو 'طالبانی طرز کے نقلی مذہبی ایجنڈا والے 'وحشیوں کی زمین' کے طور پر بدنام کر دیا ہے، یہ ردعمل اتنی تاخیر سے سامنے آیا ہے کہ نیو یارک ٹائمز کو مودی کی اس خموشی کو 'خطرناک' قرار دینے پر مجبور ہونا پڑا۔اگرچہ وزیر اعظم کو یوگی اَدتیہ ناتھ کی مہم 'گھر واپسی' اور 'لو جہاد' کو کنٹرول کرنے میں کامیابی ملی ہو، اسی طرح وہ دوسرے ایم پی ساکشی مہاراج کو بار بار گاندھی کے قاتل ناتھورام گوڈسے کو دیش پریمی کہنے سے روکنے میں کامیاب ہوں، اور منہ پھٹ اور وبال جان سبرامنیم سوامی کو خاموش کرا سکے مگر جس وقت انھوں نے ان سب کے خلاف ایکشن لیا وہ بجائے مثبت کہ یہ منفی پیغام چھوڑ گیا کہ مودی کا ترقیاتی منصوبہ ان ہندو توا کے 'آتش باز فوجیوں' کی وجہ سے ضرور ناکام ہوگا۔ یہ سمجھنا بہت مشکل ہے کہ مودی نے ان خطرناک افراد کو زہر اگلنے سے پہلے کیوں نہیں 'بے دھار' کیا، اس کے بجائے وہ رسی کو ڈھیلی چھوڑ دیتے ہیں جو اُن کی صلاحیت اور نیت پر شک کا سایہ تان دیتی ہے۔ چونکہ ان بلوائیوں کو آر ایس ایس کی حمایت حاصل ہے اس لیے یہ خیال کیا جا رہا تھا کہ مودی 'ہاں نہ کی کش مکش' میں ہیں، ورنہ مرکزی وزیر انصاف تھاور چند گہلوت ہرگز گئور کشکوں کو سماجی تنظیموں کا حصہ نہیں کہتے اگر مودی کابینہ کو اپنے خیال (کہ گئو رکشک سماج مخالف افراد ہیں) سے آگاہ کرتے۔ سابق پرچارک ہونے کی وجہ سے مودی ضرور اس گروپ کی تخریب کاری سے بخوبی آگاہ ہوں گے۔ مگر اس کے باوجود انھوں نے انھیں مکمل آزادی دی، جب انھیں اپوزیشن کے چو طرفہ حملہ سے کوئی چارہ نہ رہا تب انھوں نے زبانی ڈانٹ پلائی۔انھیں شروع میں ہی ان پر لگام کسنے کی ضرورت تھی۔ تاخیر سے آئے ردعمل نے صرف بی جے پی مخالف طاقتوں کو فائدہ پہنچایا ہے۔اس کے علاوہ انھیں یہ بھی امید نہیں رکھنی چاہئے کہ گئور کشکوں کے خلاف دیا جانے والا ان کا آرڈر ان کے زعفرانی بھائی پورے طور پر مان لیں گے۔بجرنگ دل اور وشو ہندو پریشد نے پہلے ہی اپنا احتجاج درج کرا دیا ہے۔

یہ واضح ہے کہ ہندو راشٹریہ سے متعلق آر ایس ایس کی قدیم اور جبری فکر جس میں گائے کو قومی جانور کا درجہ دیا جائے گا کی وجہ سے، آر ایس ایس کے جنونی حامی اتنی آسانی سے مودی کے 'نقلی سیکرلر' فارمولہ کے آگے جھکنے والے نہیں ہیں۔اب جبکہ سابق ہندو ہردیا سمرت ہر زعفرانی فکر کو نشانہ بنا رہے ہیں، کچھ چیزیں ایسی ہیں جنھیں بشمول مقبول اِعتدال پسند واجپائی نے بھی کرنے کی کوشش نہیں کی، وزیر اعظم اس سے تھوڑا ہٹ کر ہیں، انھیں آخر کار یہ بات سمجھ میں آگئی ہے کہ جب تک وہ گرم مزاجی کو کنٹرول نہیں کرتے کوئی امید نہیں ہے کہ وہ بلٹ ٹرین اور اسمارٹ سٹی والے ماڈرن انڈیا کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کر سکیں، یہ ناقابل اِنکار حقیقت ہے کہ............ (باقی ص:۵۶ پر)

رودادِ چمن

جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں
تقسیم انعامات کی سالانہ تقریب

یکم ستمبر ۲۰۱۶ء بروز جمعرات جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے سالانہ امتحان ۱۴۳۷ھ/۲۰۱۶ء میں امتیازی پوزیشن سے کامیاب ہونے والے طلبہ کی حوصلہ افزائی کے لیے عزیز المساجد میں تقسیم انعامات کی تقریب منعقد ہوئی۔ تقریب کی صدارت مرشدِ طریقت، عزیز ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ نے فرمائی۔ ہر درجہ میں اول، دوم پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ نیز پورے جامعہ میں اول، دوم، سوم پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کو انعامی کتب اور سرٹیفکیٹ سے نوازا گیا۔ اسی طرح ہر درجہ میں سوم، چہارم، پنجم پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ بھی ترغیبی انعامات سے سرفراز کیے گئے۔ انعام یافتہ طلبہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

جامعہ میں اول-احتشام احمد-امبیڈکر نگر-مسلم شریف مکمل
جامعہ میں دوم-محمد ندیم انصاری-جون پور-مسلم شریف مکمل
جامعہ میں سوم -محمد ابوذر غفاری-پرولیا-مسلم شریف مکمل

درجہ	نام	ولدیت	سکونت	جامعہ میں پوزیشن	انعامی کتب
اعدادیہ	محمد سیف رضا	علاء الدین	مئو	اول	احیاء العلوم
//	محمد علی رضا	محمد سلیمان اشرف	اتر دیناج پور	دوم	امجد الاحادیث، فیضانِ فاروقِ اعظم
اولیٰ	غلام مصطفےٰ	محمد عرفان	اورنگ آباد	اول	تاریخ فرشتہ، سیدین نمبر، تقدیس الوکیل
//	نصیر الدین	احمد	مبارک پور	دوم	تاریخ فرشتہ، سیدین نمبر، اسلام اور امنِ عالم
ثانیہ	محمد کونین	بدر الدجیٰ	امبیڈکر نگر	اول	مرأۃ المناجیح، امام احمد رضا اور تصوف
//	محمد حسّان	مرتضیٰ حسین	سنت کبیر نگر	دوم	فتاویٰ شارح بخاری، خصائص کبریٰ، ایضاحِ حقیقت
ثالثہ	احتشام احمد	وجیہ الدین	امبیڈکر نگر	اول	مدارج النبوۃ، مقالات شارح بخاری، حیات اعلیٰ حضرت، حیاتِ حافظ ملت
//	محمد ندیم انصاری	صلاح الدین انصاری	جون پور	دوم	امجد الاحادیث، مقالات شارح بخاری، حیات اعلیٰ حضرت، ایضاحِ حقیقت
رابعہ	آصف رضا	عین الحق	فتح پور	اول	مناقب امام اعظم، مسلم شریف اردو، مطالع المسرات، جامع کرامات اولیا
//	نور الہدیٰ	احمد حسین	کان پور	دوم	طحاوی شریف، مطالع المسرات، جامع کرامات اولیا
خامسہ	غلام احمد رضا	آدو محمد عرف واعظ الدین	کشن گنج	اول	مناقب امام اعظم، فتاویٰ رضویہ، فاضلِ بریلوی
//	خوش محمد	محمد طاہر	دیوریا	دوم	قادیانی مذہب، فتاویٰ رضویہ، تقدیس الوکیل
سادسہ	محمد حسین	محمد نسیم	کان پور	اول	کنز الایمان انگریزی، ایضاحِ حقیقت، فتاویٰ حبیبیہ، جامع کرامات اولیا
//	عبد المنان	مناسب خان	شراوستی	دوم	کنز الایمان انگریزی، فتاویٰ حبیبیہ، جامع کرامات اولیا
سابعہ	محمد اسلم آزاد	محمد اظہر علی نواز	گڈا	اول	نزہۃ القاری، حیاتِ حافظِ ملت
//	محمد داؤد علی	محمد تبارک حسین	گیا	دوم	نزہۃ القاری، ایضاحِ حقیقت
فضیلت	سکندر حیات خان	محمد ایوب خان	جموں وکشمیر	اول	اشعۃ اللمعات
//	احتشام رضا	حفیظ الدین	کشن گنج	دوم	فتاویٰ بحر العلوم
حفظ	محمد شاہ خالد	محمد صدیق	مبارک پور	اول	بہارِ شریعت، حیاتِ حافظِ ملت

//	ابوہریرہ	محمد امین	مبارک پور	دوم	اصلاح اعمال، جامع کرامات اولیا، تقدیس الوکیل

ہر درجہ میں سوم، چہارم، پنجم پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ

درجہ	پوزیشن	نام	سکونت	انعامی کتب
اعدادیہ	سوم	محمد رقیب	مبارک پور	سیدین نمبر، حیاتِ حافظِ ملت، تقدیس الوکیل
//	چہارم	محمد عمران	بارہ بنکی	// // // //
//	پنجم	عبد السلام	ممبئی	// // // //
اولیٰ	سوم	محمد بابر علی	چترا	انتصار الحق، تقدیس الوکیل، انوارِ آفتاب صداقت، بخاری شریف کے واقعات
//	چہارم	محمد ادریس رضا	گیا	// // // // // // //
//	پنجم	عبد السمیع	کٹیہار	// // // // // // //
ثانیہ	سوم	کفایت اللہ انصاری	مہراج گنج	مناقب امام اعظم، امجد الاحادیث، حیاتِ حافظِ ملت
//	چہارم	محمد شہباز	امبیڈکر نگر	// // // //
//	پنجم	محمد کلیم	مظفر پور	// // // //
ثالثہ	سوم	محمد ابوذر غفاری	پرولیا	مناقبِ امامِ اعظم، امجد الاحادیث، مخالفینِ تقلید کا ایک جائزہ، تفسیر الم نشرح
//	چہارم	حسام الدین	پرولیا	// // // // // // //
//	پنجم	محمد زبیر سلامی	سنبھل	// // // // // // //
رابعہ	سوم	محمد صدام حسین	دہلی	فتاویٰ شارحِ بخاری، امجد الاحادیث، باغی ہندوستان
//	چہارم	محمد سلیم الدین	بھاگل پور	// // // //
//	پنجم	محمد محسن رضا	غازی پور	// // // //
خامسہ	سوم	محمد ثناء المصطفیٰ	سیتامڑھی	فتاویٰ شارحِ بخاری، مناقب امام اعظم، زبدۃ الاتقان
//	چہارم	امجد رضا	اورنگ آباد	// // // //
//	پنجم	محمد مزمل حسین	مرزا پور	// // // //
سادسہ	سوم	محمد مصطفےٰ رضا	بلرام پور	اصلاحِ اعمال، مناقبِ امام اعظم، حیاتِ حافظِ ملت، فتاویٰ حبیبیہ
//	چہارم	محمد ساجد رضا	ایم پی	// // // //
//	پنجم	محمد منہاج	بھاگل پور	// // // //
سابعہ	سوم	مجیب احمد	رام پور	حاشیۃ العلوی بیضاوی، مناقبِ امامِ اعظم، زاد الاحباب
//	چہارم	محمد زبیر	مراد آباد	// // // //
//	پنجم	محمد آصف	امبیڈکر نگر	// // // //
فضیلت	سوم	ہاشمی رضا	کشن گنج	کنز الایمان مع خزائن العرفان انگریزی، مناقبِ امامِ اعظم، باغی ہندوستان
//	چہارم	محمد انیس احمد	شراوستی	// // // // // // //
//	پنجم	راشد علیم	کٹیہار	// // // // // // //

از: مولانا محمد رفیع القدر مصباحی

خیر و خبر

بنگلور میں جلسہ بعنوان قرآن شریف کے غلط ترجموں کی نشان دہی

امام احمد رضا مومنٹ بنگلور کی جانب سے منعقد جلسہء بعنوان قرآن شریف کے غلط ترجموں کی نشاندہی بمقام مسجد خضر، شانتی نگر، بنگلور میں عظیم الشان پیمانے پر کامیاب رہا۔ فوراً بعد نماز عصر جلسہ کا آغاز تلاوت کلام پاک حافظ احمد علی بیگ نوری سے ہوا اور نعت مصطفی ﷺ توصیف رضا نے پڑھی، نظامت کے فرائض مولانا محمد حسین اشرفی مصباحی نے انجام دیا۔ بنگلور آئے ہوئے مہمان اور خصوصی مقرر حضرت مولانا حافظ محمد احسان قادری، کولمبو، سری لنکا، ممبر مجلس مشاورت بورڈ، امام احمد رضا مومنٹ، بنگلور نے اپنے خطاب میں قرآن شریف کی فضیلت پر جامع روشنی ڈالی اور فرمایا کہ قرآن شریف لوگوں کو صحیح راستہ دکھانے کے لیے نازل ہوا تاکہ لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو جانیں اور ان کی مرضی کے موافق کام کریں اور تراجم کے تعلق سے بتاتے ہوئے کہا کہ آج کے دور (گوگل سرچ) میں قرآن شریف کے مختلف تراجم مارکیٹ میں بہت آچکے ہیں جو کسی بھی اعتبار سے پڑھنے کے لائق نہیں ہیں کیونکہ صرف عربی زبان جان لینے سے قرآن شریف کا ترجمہ نہیں کرسکتے بلکہ ترجمہ کرنے والوں کے لئے تفاسیر کا بھی جاننا ضروری ہے۔ مولانا نے کئی تراجم پیش کرتے ہوئے اسکرین پر بتایا جس میں صرف رسول اللہ ﷺ ہی کی نہیں بلکہ اللہ عزوجل کی شان میں بھی گستاخیاں کی گئی ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کو مکار، دھوکہ باز اور حضور ﷺ کو گمراہ، گنہ گار وغیرہ لکھا گیا ہے۔ (معاذ اللہ) انھوں نے کہا کہ آج بغیر کسی غلطی اور ۱۴۰۰ سالوں کے تفاسیر قرآن کی روشنی میں اگر کوئی ترجمہ قرآن شریف پڑھنا ہے تو وہ ترجمہ قرآن کنزالایمان پڑھیں جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ نے کیا ہے۔

ہمدردِ قوم و ملت عالیجناب محمد یونس سیٹھ نے ترجمہ قرآن کنزالایمان، کتاب قرآن شریف کے غلط ترجموں کی نشاندہی اور دیگر کتبِ اہل سنت تمام شرکاء میں مفت تقسیم کی۔ حاضرین جلسہ میں اراکین مسجد خضر شانتی نگر، مولانا شبیر احمد رضوی، مولانا رفیق احمد اظہری، ذمہ داران ادارہ جات کے علاوہ کثیر تعداد میں عوام شریک رہے۔ آخر میں محمد باقر نے سلام پیش کیا اور مولانا کی دعا پر جلسہ کا اختتام ہوا۔

از: شعبۂ نشر و اشاعت، امام احمد رضا مومنٹ بنگلور

وہابیوں کی سازش ناکام
دارالعلوم فیض عام کونہ و نوری نگر کمات میں ایک اہم نشست

مورخہ ۱۸؍ ذی الحجہ ۱۴۳۷ھ / مطابق ۲۱؍ ستمبر ۲۰۱۶ء بروز بدھ بعد نماز عصر دارالعلوم فیض عام کونہ و نوری نگر کمات کے وسیع صحن میں وھابیہ و دیابنہ کی جانب سے سنی غریب مسلمانوں میں طرح طرح سے امداد فراہم کرکے انہیں سنیت سے برگشتہ کرنے کی ناپاک کوشش کو ناکام بنانے پر غور خوض کرنے کے لیے ایک اہم نشست کا انعقاد ہوا، جس کی صدارت استاذ العلما حضرت علامہ مولانا ظہیر الدین رضوی دام ظلہ العالی نے فرمائی، جس میں قرب و جوار کے متعدّد علما اور کثیر تعداد میں عوام اہل سنت نے شرکت کی۔

دراصل ادھر چند سالوں سے ضلع اتر دیناج پور کے وہابیوں نے یہاں کے غریب دیہی مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں پھنسانے کے لیے سعودیہ کی وہابی لابی کے ذریعہ فروغِ وھابیت مشن کے تحت فراہم کیے جانے والے مالی تعاون کو مختلف طریقوں سے تقسیم کرنا شروع کیا ہے۔ مساجد کی تعمیر، مکاتب کا قیام، عام مسلمانوں کے لیے پانی ٹنکی کی تعمیر، غریب مسلمانوں کے ذاتی استفادہ کے لیے ان کے گھروں میں ٹیوب ویل لگانے کا کام، قربانی کے موقع پر ان کے درمیان جانور تقسیم کرکے ان کے لیے وافر مقدار میں گوشت کی فراہمی کا کام اور اس طرح کے دیگر طریقوں کے سے مالی تعاون کا سلسلہ منظم طریقے سے جاری ہے۔ ان کی اس سازش کا شکار ہو کر اب تک بہت سارے سادہ لوح مسلمان اپنا ایمان کھو بیٹھے ہیں، یہ سلسلہ بہت تیزی کے ساتھ جاری ہے اور متعدّد سنی قریات میں اس طرح کی امداد پہنچ چکی ہے، اگر اس سلسلے کو روکا نہ گیا تو اس کے خطرناک نتائج سامنے آئیں گے۔ چند دنوں قبل اسی طرح کا معاملہ سامنے آیا، جس کے بعد راقم الحروف اور کونہ و نوری نگر کمات ضلع اتر دیناج پور کے علمائے کرام کی ایک ٹیم نے فوری طور پر اقدام کرتے ہوئے یہاں اس سازش کو مکمل طور پر ناکام کردیا۔ سادہ لوح سنی مسلمانوں کو وھابیہ کے اس فریب سے آگاہ کرنے کے لیے ایک جنرل میٹنگ رکھی گئی جس میں علمائے کرام نے وھابیہ دیابنہ کی سازشوں اور اس طرح کی امدادی مہم کے پیچھے کار فرما مقاصد کو اجاگر کیا۔ الحمدللہ علمائے کرام کا یہ اقدام کامیاب ہوا اور یہاں کی عوام اہل سنت نے حکم شرع کی پاس داری کرتے ہوئے وھابیہ کی جانب سے تقسیم کیے گئے ٹیوب ویل کو فورا واپس کردیا، جو ٹیوب ویل لگ چکے تھے انھیں اکھڑوا دیا اور آئندہ اس طرح کا تعاون نہ حاصل کرنے پختہ عہد بھی کیا۔ نسشت میں علمائے کرام کی اتفاق رائے سے درج ذیل امور طے پائے، جس پر عمل درآمد کا عوام اہل سنت کے پختہ عہد کیا۔

(۱)۔ ایک مسلمان کی سب سے بڑی دولت اس کا ایمان ہے، جس کی حفاظت دنیا کی تمام چیزوں پر مقدم ہونی چاہیے، ایمان کے بغیر اعمال کی کوئی حیثیت نہیں، ایمان سلامت نہ رہے تو اعمال کبھی بھی نفع بخش نہیں ہوسکتے۔

(۲)۔ وھابیہ، دیابنہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول کریم علیہ الصلاۃ

والتسلیم کی شان اقدس میں صریح گستاخیاں کرنے کی وجہ سے باتفاق علماے عرب وعجم کافر ومرتد ہیں، ان سے محبت کے تعلقات رکھنا، دوستی کرا ور رشتہ کرنا ناجائز وحرام ہے۔

(۳)- سعودی عرب کی وھابی تحریک نے فروغ وھابیت کے لیے اہل سنت وجماعت کے سادہ لوح اور غریب مسلمانوں کے مالی تعاون کا منصوبہ بنایا ہے جس کے تحت مختلف انداز میں نئی نئی اسکیمیں جاری کرتے ہیں، ادھر چند سالوں سے ہمارے علاقے (اتر دیناج پور وقرب وجوار) میں مساجد کی تعمیر، مدارس ومکاتب کا قیام، پانی ٹنکی، غسل خانہ، بیت الخلا وغیرہ کی تعمیر کے ساتھ ساتھ گھر گھر ٹیوب ویل لگوانے کا سلسلہ بڑی تیزی کے ساتھ شروع کیا ہے، یہ سنی مسلمانوں کے عقیدہ وایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی ایک خطرناک سازش ہے جس سے سنی مسلمانوں کو بچانا ہم سب کی مشترکہ ذمے داری ہے۔

(۴)- سعودی عرب کی وہابی تحریک کی جانب سے فراہم کیے جانے والے اس طرح کے کسی بھی تعاون کو حاصل کرنا اور اس سے نفع اٹھانا گویا اپنے ہی ہاتھوں اپنے ایمان کو ضائع کرنا ہے۔

(۵)- آج کی نشست میں اتفاق رائے سے طے پایا کہ حکم شرع کو پس پشت ڈالتے ہوئے جو بھی شخص وہابی لابی کی جانب سے دیے جانے والے ٹیوب ویل اور دیگر امداد کو حاصل کرے گا، تمام مسلمان اس کا اسلامی بائکاٹ کریں گے ،یعنی مسلمان اس کے ساتھ سلام وکلام بند کردیں گے، ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا منقطع کردیں گے، ان کی شادی بیاہ میں شرکت نہیں کریں گے، جب تک وہ اپنے اس عمل سے باز آکر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صدق دل سے توبہ نہ کرلے ان کے ساتھ عام مسلمانوں کا یہ برتاؤ جاری رہے گا۔

(۶)- نشست میں یہ بھی طے پایا کہ یہاں کے ضرورت مند افراد جو اپنے گھر میں ٹیوب لگوانے کی استطاعت نہیں رکھتے وہ علماے کرام کی خدمت میں اپنی ضرورت بیان کریں ان کا مالی تعاون کیا جائے گا اور باہمی تعاون سے ان کے گھر ٹیوب ویل لگوانے کا انتظام کیا جائے گا۔

میٹنگ میں حضرت مولانا سبحان رضا مصباحی نوری نگر کمات، حضرت مفتی داؤد عالم مصباحی رحمن نگر کونہ، حضرت مولانا مظفر حسین رضوی ڈیہر، حضرت مولانا شمس الدین رضوی مکھان پوکھر۔ حضرت مولانا تبریز عالم مصباحی نوری نگر کمات، حضرت مولانا عبد الغفار صاحب کونہ، حضرت مولانا شہنواز عالم صاحب نوری نگر کمات، حضرت مولانا نسیم اختر صاحب نوری نگر کمات، حضرت مولانا تحسین رضا صاحب کونہ، حضرت مولانا پھول محمد صاحب رحمن نگر، حضرت مولانا نور محمد صاحب، حضرت مولانا انظر عالم صاحب، حضرت مولانا غلام سرور صاحب، حضرت حافظ عماد الدین صاحب اساتذہ دار العلوم فیض عام، جناب سلیم الدین صاحب، جناب ماسٹر حلیم الدین صاحب، جناب ڈیلر شہاب الدین صاحب، جناب ڈاکٹر اسرائیل صاحب، جناب ڈاکٹر ضیاء الرحمن صاحب، جناب حنیف صاحب، جناب عبد العزیز صاحب، جناب محمد حسین رضوی صاحب، جناب ممبر سجاد عالم صاحب، جناب الحاج عبد الخالق صاحب، جناب طیب صاحب جناب تنویر عالم صاحب وغیرہ عمائدین کے علاوہ کثیر تعداد میں عوام نے شرکت کی۔

اس تحریک کو کام یاب بنانے میں حضرت علامہ مولانا احمد رضا قادری استاذ دار العلوم افضل المدارس الہ آباد نے خصوصی تعاون کیا آپ مسلسل رابطے میں رہے اور مہم کو کامیاب بنانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

از: محمد ساجد رضا مصباحی
نوری نگر کمات، ضلع اتر دیناج پور بنگال

(ص: ۵۲ کا بقیہ)..... اگر مودی گائے کو پیچھے چھوڑ دیں (میری نیت غلط نہیں ہے) تو انھیں سوائے 'ہندوتوا طبقہ' کے سارے عوام کا ووٹ ملے گا۔ جب انھیں ۲۰۱۴ء میں لوگوں نے ووٹ دیا تو ان کی امید یہی تھی کہ مودی خود کو ان سے دور رکھیں گے۔ اگر چہ گئو رکشکوں کی تنقید کے پیچھے ان کا یہ مقصد چھپا ہے کہ بی جے پی کے لیے پھر سے جز وقتی فائدہ دلتوں کا ووٹ حاصل کیا جائے، مگر یہ بھی اہم ہے۔ کیونکہ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ یوپی اور اس کے ساتھ پنجاب اور گجرات الیکشن میں کمزور پرفارمنس بی جے پی کے مورل کو بری طرح نقصان پہنچائے گا۔ اور یہ مشن ۲۰۱۹ء کے لیے خراب تیاری ہوگی، جبکہ حالات ایسے ہیں کہ معاشی تبدیلی کی کوششوں کو سودیشی جاگرن منچ (SJM) اور بھارتیہ مزدور سنگھ (BMS) جیسی شدت پسند سنگھی تنظیموں کی جانب سے سخت تنقید کا سامنا ہے، اور کسان اس نظریے سے جی ایس ٹی کے خلاف ہیں کہ اس سے عام آدمی کو نہیں بلکہ صرف سرمایہ داروں کو فائدہ پہنچے گا، ایسے میں کٹر پنتھیوں کے خلاف ایماندارانہ ایکشن ضروری ہو جاتا ہے۔

یہ بات مشتبہ ہے کہ مودی ان ہٹ دھرم زعفرانیوں کا پوری طرح سامنا کرپاتے ہوں گے۔ جب کہ کشمیر جل رہا ہے، وزیر اعظم پاکستان سے بات چیت کرنے میں بھی کش مکش کے شکار ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ داخلی اور خارجی سطح پر غیر موافق حالات پھر سے ابھرتی دکھ رہی کانگریس کو نئی زندگی دے سکتی ہے، جیسا بنارس میں سونیا گاندھی کی ریلیوں میں دیکھنے کو ملا۔ اگر چہ مودی ابھی بھی ترقی پسند عام لوگوں کے لیے 'بہتر آگا' رہیں گے مگر معاشی تبدیلی کے خواہاں طبقہ کی بہ نسبت، خود ہندوتوا حامی گئو رکشکوں، بھارتیہ مزدور سنگھ اور سودیشی جاگرن منچ کے ذریعے ان کی تنقید کافی دلچسپ ہے۔ ہندوکٹر پنتھیوں اور وزیر اعظم کی رسہ کشی دونوں میں سے کسی ایک کی ہار جیت تک جاری رہے گی۔ (بشکریہ: انگریزی روزنامہ دی اکو آف انڈیا، پورٹ بلیئر، جزیرۂ انڈمان۔ ہند، ۱۳/ اگست ۲۰۱۶ء، ادارتی صفحہ ۴)

تحریر: آمولیا گانگولی/ ترجمہ: جاوید عنبر مصباحی